شرح زبورِ عجم

(حصہ اوّل، دوم)

(فارسی، اردو)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف و مترجم کتبِ کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرمُ القادری (ایم اے)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سپیریئر کالج سمبڑیال)

شارح

یوسف مثالی

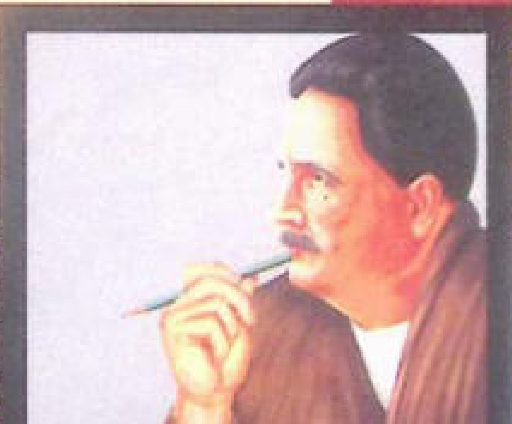

maablib.org

شرح

زبورِ عجم

(حصہ اوّل، دوم) (فارسی، اردو)

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف و مترجم کتب کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ، پیر بخش کالج سمو یال)

شارح

یوسف مثالی

عبداللہ اکیڈمی

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	☆	شرح زبورِ عجم (فارسی، اردو)
از	☆	شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ
فارسی اشعار و ترجمہ	☆	پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم فل) (ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ، ہیمر کالج ساہیوال)
شارح	☆	یوسف مشتاق
ناشر	☆	مشتاق احمد
اہتمام	☆	سلمان منیر
پروف ریڈنگ	☆	ارسلان عادل
کمپوزنگ تشریح	☆	گل گرافکس
سرورق	☆	عاطف بٹ
پرنٹرز	☆	عامر شہزاد پریس، لاہور
اشاعت	☆	2018ء
قیمت	☆	-/350

ضروری التماس

قارئین کرام ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جوابدہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے۔

فہرست عنوانات

☆	حصہ اوّل	5
☆	زبورِ عجم	5
☆	حصۂ اوّل	5
☆	تعارف کتابِ زبور	5
☆	کتابِ زبور پڑھنے والے سے (چند باتیں)	5
☆	دُعا	6
☆	حصہ دوم	90
☆	''نظم''	118
☆	نظم	121
☆	نظم	143
☆	''غزل''	203
☆	غزل	205

maablib.org

زبورِ عجم

حصۂ اوّل

زِ برونِ در گذشتم ز درونِ خانہ گفتم! سخنِ نگفتۂ را چہ قلندرانہ گفتم!

ترجمہ:۔ میں دروازے کے باہر سے گزر گیا۔ میں نے گھر کے اندر کی بات کہی۔ نہ کہی جانے والی بات بھی میں نے قلندرانہ طور پر کہہ دی۔

تشریح میں نے گھر کے دروازے کے باہر سے گزرتے ہوئے گھر کے اندر کی بات کہہ دی اور یوں جو کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا اُسے قلندرانہ انداز میں کہتا ہوا گزر گیا۔

بخوانندہ کتابِ زبور

کتابِ زبور پڑھنے والے سے (چند باتیں)

می شود پردۂ چشم پرِ کاہے گاہے دیدہ ام ہر دو جہاں را بنگاہے گاہے

ترجمہ:۔ کبھی تو گھاس کا ایک تنکا میری آنکھوں کے لیے پردہ ثابت ہوتا ہے۔ کبھی میں نے دونوں جہانوں کو ایک ہی نگاہ میں دیکھ لیتا ہوں۔

تشریح کبھی تو ایک معمولی سا تنکا میری آنکھ کا پردہ بن جاتا ہے اور میں جو کچھ دیکھنا چاہتا ہوں وہ نہیں دیکھ پاتا اور کبھی میں ایک ہی نگاہ سے دونوں جہان دیکھ لیتا ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے جب میں دیکھتا ہوں تو دیکھتا ہوں جب میں نہیں دیکھتا تو کھلی آنکھوں کے باوجود نہیں دیکھتا۔

وادیِ عشق بسے دور و دراز است ولے طے شود جادۂ صد سالہ بآہے گاہے

ترجمہ:۔ عشق کی وادی بڑی دور دراز ہے سینکڑوں سالوں میں طے ہونے والی یہ وادی صرف (عشق

کی) ایک آہ سے طے ہو جاتی ہے۔

تشریح عشق کی وادی بہت دور دراز ہے وہاں پہنچنے کیلئے سینکڑوں سالوں کی مسافت طے کرنا پڑتی ہے۔ لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ سفر ایک آہ بھرنے سے بھی طے ہو جاتا ہے۔

در طلب کوش و مدہ دامنِ امید ز دست دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے

ترجمہ:۔ (اے مخاطب!) اس کے حصول کے لیے کوشش کر اور امید کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔ یہ ایک ایسی دولت ہے کہ جو کبھی کبھار تو راہ چلتے ہاتھ آ جاتی ہے۔

تشریح اے مخاطب! سن اس عشق کی دولت کے حصول کیلئے کوشش کرتا رہ اور کبھی اُمید کا دامن اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑنا کیونکہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ کبھی یہ دولت راہ چلتے ہوئے بھی اچانک ہاتھ آ جاتی ہے۔

دُعا

یا رب درونِ سینہ دلِ با خبر بدہ در بادہ نشہ را نگرم، آں نظر بدہ

ترجمہ:۔ یارب! مجھے سینے میں باخبر دل عطا فرما دے۔ مجھے وہ نظر عطا فرما کہ میں شراب میں نشہ کو ملاحظہ کر سکوں۔

تشریح اے میرے اللہ! میری تجھ سے دُعا ہے کہ مجھے سینے میں ایک ایسا دل عطا فرما جو باخبر رہنے والا ہو اور مجھے ایسی نظر عطا فرما کہ میں شراب کا نشہ بھی دیکھ سکوں یعنی وہ دیکھ سکوں جسے عام نظر دیکھنے سے قاصر ہو، مراد حقیقت تک رسائی کر سکوں!

ایں بندہ را کہ با نفسِ دیگراں نزیست یک آہِ خانہ زاد مثالِ سحر بدہ

ترجمہ:۔ (اے اللہ!) اس بندے کو جو کہ دوسروں کے سہارے نہیں جیا، صبح کی مثل ایک خانہ زاد آہ عطا فرما۔

تشریح اے میرے اللہ میں تیرا بندہ جو دوسروں کے سہارے پر نہیں جیا، مجھے صبح کی طرح قدیم آہ عطا فرما۔

سیلم، مرا بجوئے تنک مایہ مپیچ! جولانگہے بوادی و کوہ و کمر بدہ

ترجمہ:۔ میں سیلاب ہوں مجھے چھوٹی ندی میں نہ اُلجھا۔ وادی، پہاڑ اور گھاٹی کو اس کے پھیلنے کی جگہ بنا۔

تشریح میں ایک سیلاب ہوں مجھے گزرنے کیلئے چھوٹی سی ندی میں نہ الجھا مجھے وسعت عطا فرما کہ میں پہاڑوں، وادیوں اور گھاٹیوں کو بھی اپنی آغوش میں لے لوں۔

سازی اگر حریف یم بیکراں مرا با اضطرابِ موج، سکونِ گہر بدہ

ترجمہ:۔ اگر تو مجھے پُر جوش سمندر کا مد مقابل بنائے تو مجھے موج کی بے قراری جیسا سکون عطا فرما (میں ہر وقت متحرک و پُر جوش رہوں)۔

تشریح یا رب! میں اگر پُر جوش سمندر کا مد مقابل ہوں تو مجھے وہ سکون عطا فرما دے جو موجوں کی بے چینی میں ہوتا ہے یعنی میں ہر پل پُر جوش اور رواں دواں رہوں اور جس طرح سمندر میں گہر سکون سے رہتا ہے اُس طرح کے سکون سے بھی فیض یاب رہوں (سمندر کی سطح پر اگرچہ موجیں اضطرابی شدت کو لئے ہوتی ہیں لیکن جوں جوں سمندر کی گہرائی کو دیکھا جائے سمندر پرسکون ہوتا جاتا ہے)

شاہینِ من بصیدِ پلنگاں گذاشتی! ہمت بلند و چنگل ازیں تیز تر بدہ

ترجمہ:۔ تو نے میرے شاہین کو چیتوں کے شکار کیلئے چھوڑا ہے، تو مجھے بلند ہمت اور پہلے سے زیادہ تیز پنجے عطا فرما۔

تشریح یا اللہ! تو نے میرے شاہین کو چیتوں کے شکار کیلئے چنا ہے اور اسی کام کیلئے چھوڑا ہے اس کیلئے مجھے بلند ہمت و حوصلہ اور پہلے سے زیادہ تیز پنجے بھی عطا فرما کہ مجھے جو کام سونپا گیا ہے میں اُسے انتہائی شاندار انداز میں پورا کر سکوں!

رفتم کہ طائرانِ حرم را کنم شکار تیرے کہ نافگندہ فتد کارگر بدہ

ترجمہ:۔ میں اس لیے نکلا ہوں کہ حرم کے پرندوں کو شکار (امت مسلمہ کو بیدار) کروں۔ مجھے وہ تیر (گفتگو کا وہ ڈھنگ) عطا فرما جو کہ چلائے بغیر ہی اپنا کام کر دے۔

تشریح میں اس لئے نکلا ہوں کہ حرم کے پرندوں کا شکار کروں مراد ہے اُمت مسلمہ کو بیدار کروں اے اللہ مجھے وہ تیر عطا فرما دے جو بغیر چلائے ہوئے ہی اپنا کام کر جائے۔ مراد ہے کہ

مجھے ایسی گفتگو اور ایسا اثر عطا ہو جائے کہ جو اُمتِ مسلمہ کے دلوں پر اثر انداز ہو اور یہ قوم پھر سے اپنی سنہری روایات اور اقدار کو لیکر دین کی سربلندی کیلئے اُٹھ کھڑی ہو۔

خاکم بہ نورِ نغمۂ داؤد بر فروز ہر ذرّۂ مرا پر و بالِ شرر بدہ

ترجمہ:۔ میں مٹی ہوں، مجھے نغمۂ داؤدی کے نور سے روشن کر دے۔ میرے ہر ذرّے کو انگارے کے بال و پر عطا کر دے۔

(حضرت داؤدؑ پر الہامی کتاب زبور اتری تھی۔ جب وہ اس کی قرأت کرتے تو جن، انسان، درندے، پرندے اور چرندے تک دم بخود ہو جاتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے اپنے کلام میں ایسی تاثیر کی دعا کی ہے۔)

تشریح میں مٹی ہوں یعنی میری کوئی وقعت نہیں لیکن میری دعا ہے کہ تو مجھے حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز (لحنِ داؤدی) جو نہایت پُر اثر تھی کے نور سے روشنی عطا کر دے یعنی میری شاعری میں بھی اُن کی زبان جیسا اثر پیدا فرما دے۔ اور اس طرح میرے ہر ذرے کو انگارے کے بال و پر دیکر اڑنا سکھا دے۔

☆☆☆

maablib.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(1)

عشقِ شور انگیز را ہر جادہ در کوے تو برد بر تلاشِ خود چہ می نازد کہ رہ سوے تو برد!

ترجمہ:۔ شور مچانے والے عشق کا راستہ تیری گلی میں لے گیا۔ وہ اپنی تلاش پر کیا ناز کرتا کہ راستہ خود تیری طرف لے گیا۔

تشریح شور مچانے والے عشق نے جو بھی راستہ چنا اُس راستے نے عشق کو آپ کی گلی تک پہنچا دیا لہٰذا وہ اپنی تلاش پر کیا ناز کرتا کہ اس میں اُس کا کوئی کمال ہے ہی نہیں یہ تو راستے کا کمال ہے جو خود ہی اُسے آپ کی طرف لے گیا۔

(2)

درونِ سینۂ ما سوزِ آرزو ز کجاست؟ سبوز ماست، ولے بادہ در سبوز کجاست؟

ترجمہ:۔ ہمارے سینے میں آرزو کا سوز کہاں سے ہے؟ صراحی تو ہماری ہے، لیکن صراحی میں شراب کہاں سے ہے؟

تشریح ہمارے سینے میں آپ کے عشق اور چاہ کا سوز کہاں سے آیا صراحی تو ہماری ہے یعنی یہ بدن تو ہمارا ہے لیکن اس بدن کی مٹی میں اللہ سے عشق کی شراب کہاں سے آ گئی۔

گرفتم ایں کہ جہاں خاک و ما کفِ خاکیم بہ ذرہ ذرۂ ما دردِ جستجو ز کجاست؟

ترجمہ:۔ ہم مانتے ہیں کہ جہان خاک ہے اور ہم خاک کی مٹھی ہیں۔ ہمارے ذرّے ذرّے میں جو جستجو کا درد ہے وہ کہاں سے ہے؟

تشریح اس میں شک نہیں اور ہم تسلیم بھی کرتے ہیں کہ جہان مٹی ہے اور ہم سب خاک کے پتلے ہیں لیکن ہم میں سے ہر مٹھی بھر مٹی کے ایک ایک ذرے میں جو حق کو تلاش کرنے کا درد اور آرزو ہے وہ کہاں سے آئی ہے!

نگاہِ ما بگریبانِ کہکشاں افتد جنونِ ما ز کجا؟ شورِ ہاے و ہوز کجاست؟

ترجمہ:۔ ہماری نگاہ کی رسائی کہکشاں کے گریبان تک ہے۔ ہمارا جنون کہاں سے ہے؟ ہائے وہو کا شور کہاں سے ہے؟

تشریح　ہماری نگاہ کی بلندی کا یہ عالم ہے کہ کہکشاں کے گریبان تک جا پہنچتی ہے۔ اور یہ بلندی جنون کی پیداوار ہے، ہمارے پاس ایسا جنون اور ایسا ہائے وہو کا شور کہاں سے آیا۔

(3)

غزل سرائے و نواہائے رفتہ باز آور　بایں فسردہ دلاں حرف دل نواز آور

ترجمہ:۔(اے اللہ!) غزل سرائی اور اس کا اسلوب جو بھی تھا پھر سے لا۔ افسردہ دلوں کے لیے دل کو نوازنے والا کلام پھر سے لا!

تشریح　اے اللہ! غزل کہنے اور تغزل کو قائم رکھنے کا انداز جو پہلے بھی تھا وہ پھر سے واپس لا کیونکہ اس انداز میں کہا گیا کلام دکھی دلوں کو راحت عطا کرتا ہے۔

کنشت و کعبہ و بت خانہ و کلیسا را　ہزار فتنہ ازاں چشم نیم باز آور

ترجمہ:۔ مندر میں، کعبہ میں، بت خانہ میں اور کلیسا میں، مستی کے سبب سے پورے طور پر نہ کھلنے والی آنکھ سے ہزاروں فتنے پیدا کر۔

تشریح　یہودیوں کی عبادت گاہ، مسلمانوں کا کعبہ اور بت پرستوں کے بت خانے اور عیسائیوں کے گرجاؤں اپنی ادھ کھلی مست آنکھوں سے ہزاروں فتنے پیدا کردے۔ یعنی سب لوگ تیرے عاشق بن جائیں اور تیری بندگی کریں اور تیرے عشق میں خود کو غرق کردیں۔

ز بادۂ کہ بخاکِ من آتشے آمیخت　پیالۂ بجوانانِ نو نیاز آور!

ترجمہ:۔ میری مٹی میں آگ (عشق الٰہی) پیدا کرنے والی شراب سے صرف ایک پیالہ نئے نیاز مند نوجوانوں (مسلمانوں کی نئی نسل) کو پلا (تاکہ وہ حقیقی عشق تک رسائی حاصل کرسکیں۔)

تشریح　اے اللہ! جس آگ پیدا کرنے والی شراب نے میری مٹی میں آگ بھر دی ہے یعنی مجھے تیرے عشق کی لذت عطا کی ہے اُسی شراب کا ایک پیالہ مسلمانوں کی نوجوان نسل کو بھی پلادے تاکہ وہ تیرے حقیقی عشق تک۔۔۔ ائی حاصل کرسکیں اور اُس مستی سے لطف اندوز ہوسکیں جو مجھے نصیب ہے۔

نے کہ دل ز نوائش بسینہ می رقصد　مے کہ شیشۂ جاں را دہد گداز آور

ترجمہ:۔ دلوں کو سینے میں رقص کرنے پر مجبور کرنیوالی بانسری کی نوا پھر سے لا۔ جان کا پیالہ پگھلانے والی مے پھر سے لا۔

تشریح　اے اللہ! دلوں کو سینوں کے اندر رقص پر مجبور کردینے والی بانسری کی آواز کو پھر سے عطا کر

دے اور روح کے پیالے کو پگھلا دینے والی شراب پھر سے نواز دے۔ تاکہ ہم سب تیری طرف لوٹ آئیں۔ اور تیرے علاوہ جن پر ہم بھروسا کئے ہوئے ہیں۔ اُن بتوں کو چکنا چور کر دیں۔

بہ نیستانِ عجم بادِ سحر گہ تیز است — شرارہ ئے کہ فرو می چکد ز ساز آور

ترجمہ:۔ عجم کے جنگل میں صبح کی ہوا بڑی تیزی سے چل رہی ہے۔ نیستان کو جلانے کے لیے پھر سے ساز سے شرارہ پیدا کر۔

تشریح: اے مالک! عجم کے جنگل میں صبح کی ہوا بڑی تیزی سے چل رہی ہے یعنی بڑی تیزی سے تبدیلی واقع ہو رہی ہے لوگ روشن ضمیر ہوتے جا رہے ہیں ایسے میں ساز سے شرارے پیدا کر دے ہوا پر سوار ہو کر بانسوں کے جنگل کو جلا کر راکھ کر دے۔ اور تیرے چاہنے والوں کا بول بالا ہو۔

(4)

اے کہ ز من فزودۂ گرمیِ آہ و نالہ را — زندہ کن از صدائے من خاکِ ہزار سالہ را

ترجمہ:۔ اے وہ ذات کہ جس نے میرے سبب آہ و نالہ (عشق) کی تپش کو مزید بڑھا دیا ہے۔ آپ میری صدا (شاعری) کے ذریعے ہزاروں سال کی پرانی مٹی کو زندہ کر دیں۔

تشریح: اے وہ ذاتِ پاک کہ جس نے میری وجہ سے عشق کی تپش اور سوز کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے میری شاعری کے ذریعے بھی ہزاروں سال پرانی مٹی کو زندہ کر دیں۔ یعنی اُمتِ مسلمہ میں میری شاعری سے زندگی کی نئی روح پھونک دیں تاکہ یہ پھر سے اخوت و اتحاد اور اسلامی اقدار کو اپنا لیں اور اس دنیا میں اسلام کی سربلندی کیلئے اپنے آپ کو وقف کر دیں

با دلِ ما چہا کنی! تو کہ بہ بادۂ حیات — مستیِ شوق می دہی آب و گلِ پیالہ را

ترجمہ:۔ آپ ہمارے دل کے ساتھ بہت کچھ کر سکتے ہیں، کیونکہ آپ پانی میں گوندھی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے پیالے کو زندگی کی شراب سے شوق کی مستی عطا کر دیتے ہیں۔

تشریح: بے شک آپ قادرِ مطلق ہیں آپ ہمارے دل کے ساتھ جو چاہے کرنے کا کلی اختیار رکھتے ہیں کیونکہ آپ ہی پانی میں گوندھی ہوئی مٹی سے بنے ہوئے پیالے کو زندگی کی شراب اور شوق کی مستی کی نعمت عطا کر سکتے ہیں۔ یعنی اس مٹی کے حقیر پیالے کی توقیر بڑھا سکتے ہیں۔

غنچۂ دل گرفتہ را از نفسم گرہ کشائے تازہ کن از نسیم من داغ درونِ لالہ را

ترجمہ:۔ بند دل غنچوں کی گرہ کو میری سانسوں کے ذریعے کھول دیجیے۔ میری نسیم (نرم و لطیف ہوا) سے لالہ کے پھول کے سیاہ داغ کو پھر سے تر و تازہ کر دیجیے۔

تشریح اور جن دلوں کے غنچے ابھی نہیں کھلے اُن کو میری سانسوں کی ہوا سے کھلا دیجئے۔ میری سانسوں کو نسیم جیسی نرم و لطیف صفات سے نواز دیجئے اور پھر اس سے لالے کے پھولوں کے اندر جو سیاہ داغ ہے اُسے تر و تازہ فرما دیجئے! یعنی مسلمانوں کے دلوں میں ایمانی جذبوں کو جگا دیجئے۔

می گذرد خیالِ من از مہ و مہر و مشتری تو بکمیں چہ خفتۂ صید کن ایں غزالہ را

ترجمہ:۔ میرا خیال چاند، سورج اور مشتری سے بھی آگے نکل جاتا ہے، آپ نے گھات لگائی ہے، اس ہرنی کا شکار (مجھے اپنی معرفت عطا) کر دیجیے۔

تشریح میرا خیال آسمان پر چمکنے والے چاند، سورج اور مشتری سیارے سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ آپ گھات لگائے ہیں اور میرے خیال کی ہرنی آپ سے شکار ہونا چاہتی ہے مجھے اپنا شکار بنا کر یہ سعادت عطا فرما دیجئے۔

خواجۂ من! نگاہ دار آبروے گدائے خویش آنکہ ز جوے دیگراں پر نکند پیالہ را

ترجمہ:۔ اے میرے آقا! اپنے گدا کی آبرو کی حفاظت فرما۔ وہ گدا کہ جو اوروں کی نہر سے اپنا پیالہ نہیں بھرتا (صرف تجھ سے سوال کرتا ہے)۔

تشریح اے میرے آقا! میں صرف آپ سے سوال کرتا ہوں آپ کے علاوہ بھی کسی کے آگے دامن نہیں پھیلاتا میں آپ ہی کے در کا سوالی ہوں میرے پیالے کو اپنی رحمت اور لطف و کرم سے بھر دیجئے اپنے فقیر کی لاج کی حفاظت فرمائیے اور میری خودداری کا بھرم رکھ لیجئے۔

(5)

ز مشتِ غبارِ ما صد نالہ برانگیزی نزدیک تر از جانی با خوے کم آمیزی!

ترجمہ:۔ ہماری مٹھی بھر غبار سینکڑوں فریادیں بلند کرتی ہے۔ دوسروں سے کم ملنے کی صفت کے باوجود آپ ہماری جان سے بھی زیادہ نزدیک ہیں۔

(تلمیح ہے آیت کریمہ سے: نحن اقرب من حبل الورید (ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں)

تشریح اے مالک! ہمارا مٹھی بھر غبار سینکڑوں فریادیں بلند کرتا ہے اور آپ کے فراق میں تڑپتا رہتا ہے کیونکہ آپ ہماری شاہ رگ سے قریب تر ہوتے ہوئے بھی ہم سے دور رہتے ہیں۔

در موج صبا پنہاں دزدیدہ بباغ آئی در بوئے گل آمیزی با غنچہ در آویزی!

ترجمہ:۔ تیری قدرت ہی تو ہے جو کہ باغ میں چلنے والی صبح کی نرم و لطیف ہوا میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ تیری قدرت پھولوں کی خوشبو میں اور غنچوں میں (نمایاں نظر آتی ہے۔)

تشریح اے اللہ! تیری قدرت ہے جو باغ میں چلنے والی صبح کی نرم اور لطیف ہوا کے اندر چھپی ہوئی ہے اور جس کی برکت سے وہ پھول کھلاتی ہے اور باغ کی رونق بڑھاتی ہے بے شک تیری قدرت پھولوں میں اور اُن کی خوشبوؤں میں نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

مغرب ز تو بیگانہ، مشرق ہمہ افسانہ وقت است کہ در عالم نقش دگر انگیزی

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب آپ سے بیگانہ ہو چکے ہیں اور اہلِ مشرق بھی افسانہ کی مانند خیالی دنیا میں گم ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ آپ (پرانی دنیا کو ختم کر کے) دنیا کا نیا نقشہ بنائیں (کہ جس میں تمام انسان آپ کو معبود تسلیم کریں اور آپ کی اطاعت کریں۔)

تشریح اے اللہ صرف اور صرف تو ہی عبادت کے لائق ہے اور ہر چیز تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے ۔افسوس کی بات یہ ہے کہ مغرب میں بسنے والے آپ سے اپنا رشتہ توڑ چکے ہیں اور مشرق میں رہنے والے بھی حقیقی دنیا کی بجائے خیالوں کی دنیا میں گم ہیں۔
یہ وہ وقت ہے کہ آپ اس دنیا کا نیا نقشہ بنائیں جس میں ہر کوئی خواہ وہ مغربی ہو یا مشرقی، جنوبی ہو یا شمالی آپ ہی کی عبادت کرے اور آپ ہی کی رضا میں راضی رہے اور آپ کے حکم پر زندگی گزارے۔

آنکس کہ بسر دارد سودائے جہانگیری تسکینِ جنونش کن با نشترِ چنگیزی

ترجمہ:۔ وہ آدمی (اہلِ مغرب) جو کہ اپنے سر میں جہان کو قابو کرنے کا سودا (بیماری) رکھتا ہے۔ چنگیز کے نشتر (کسی ظالم فاتح) سے اس کے جنون کی تسکین کیجئے (اس کی خبر لیجئے۔)

تشریح مغرب میں بسنے والے لوگ یعنی انگریز قوم اپنے دماغ میں اس جہان کو قابو کرنے اور اس پر حکومت کرنے کی بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ آپ ہی کسی چنگیز کو پیدا فرمائیں جو

ان لوگوں کے اس پاگل پن کا ایسا علاج کرے کہ نسل در نسل کبھی ایسا جنون ان میں پھوٹنے نہ پائے۔

من بندۂ بے قیدم شاید کہ گریزم باز — ایں طرۂ پیچاں را در گردنم آویزی

ترجمہ:۔ میں وہ آزاد (روشن خیال) بندہ نہیں ہوں کہ شاید کبھی تجھ سے بغاوت کردوں (میری ایسی فطرت نہیں کہ تیرے علاوہ کسی اور کو معبود بنالوں) پھر بھی آپ اپنے اس بل کھائے ہوئے گیسو (عشق) کو میری گردن میں لپیٹ دیجئے (تاکہ میں آدابِ بندگی سے آشنا ہو سکوں۔)

تشریح اے میرے رب میں وہ آزاد بندہ نہیں ہوں جو شاید کبھی آپ سے بغاوت کا سوچوں بھی میرے رب آپ ہیں میں آپ ہی کا بندہ ہوں اور آپ واحد ہیں جو عبادت کے لائق ہیں میں کسی دوسرے کو کیسے اپنا معبود سکتا ہوں اس کے باوجود میری یہ آرزو ہے کہ آپ اپنی عشق کے بل کھائے ہوئے گیسو میری گردن کے گرد لپیٹ دیجئے۔

جز نالہ نمی دانم، گویند غزل خوانم — ایں چیست کہ چوں شبنم بر سینۂ من ریزی؟

ترجمہ:۔ میں فریاد کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں غزل پڑھ رہا ہوں۔ یہ کیا چیز ہے جو آپ شبنم کی طرح میرے سینے پر وارد کر رہے ہیں۔؟

تشریح میں فریاد کرنے کے علاوہ اور کچھ کرنا نہیں جانتا لوگ میری فریاد کو میری شاعری اور غزل کا نام دے رہے ہیں یہ کیا چیز ہے جو شبنم کی طرح میرے سینے پر اُترتی ہے جسے میں اپنی فریاد میں پروتا ہوں اور لوگ اُسے میری غزل کہتے ہیں۔

(6)

من اگرچہ تیرہ خاکم دلکے است برگ و سازم — بنظارۂ جمالے چو ستارہ دیدہ بازم

ترجمہ:۔ میں اگرچہ تاریک مٹی ہوں لیکن ایک چھوٹا سا دل رکھتا ہوں جو کہ میرا ساز و سامان ہے۔ میں آپ کے جمال کے نظارہ کیلئے ستارے کی طرح آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔

تشریح میں مٹی کی تہہ میں جہاں اندھیرا ہوتا ہے وہاں موجود ہوں لیکن ایک چھوٹا سا دل رکھتا ہوں اور یہی دل میری کل پونجی ہے۔ لیکن میں تاریک مٹی میں رہتے ہوئے بھی آپ کے حسن و جمال کی تجلی کو دیکھنے کیلئے اک ستارے کی طرح اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں کہ آپ کا دیدار ہو جائے۔

بہ ہوائے زخمۂ تو ہمہ نالۂ خموشم تو بایں گماں کہ شاید ز نوا فتادہ سازم

ترجمہ:۔ میں وہ خاموش فریاد ہوں جو کہ آپ کی مضراب لگنے کی آرزو مند ہے۔ کیا آپ اس گمان میں ہیں کہ شاید میری فریاد ختم ہو گئی ہے؟ (بے شمار فریادیں ہیں لیکن مضراب کا خواہش مند ہوں۔)

تشریح میں وہی خاموش فریاد ہوں جو آپ کی مضراب کی بدولت آواز حاصل کرنے کی آرزو مند ہے کیا ایسا تو نہیں کہ آپ سوچ رہے ہوں کہ میری فریاد ختم ہو گئی ہے یا دم توڑ گئی ہے۔

بضمیرم آں چناں کن کہ ز شعلۂ نوائے دلِ خاکیاں فروزم، دلِ نوریاں گدازم

ترجمہ:۔ آپ میرے ضمیر کو ایسا بنا دیں کہ فریاد کے شعلوں سے میں خاکیوں (انسانوں) کے دلوں کو تو جلا بخشوں اور نوریوں (فرشتوں) کے دلوں کو گداز کروں۔

تشریح آپ سے درخواست ہے کہ آپ میرے باطن کو ایسا بنا دیں کہ اپنی فریاد یعنی شاعری کے شعلوں (تاثیر) سے میں انسانوں کے دلوں کو روشنی بخشوں اُن میں آپ کے نام کا اُجالا بھر دوں اور نور کے پیکروں یعنی فرشتوں کے دلوں کو پگھلا کے رکھ دوں۔

تب و تابِ فطرتِ ما، ز نیاز مندیٔ ما! تو خدائے بے نیازی، نرسی بسوز و سازم

ترجمہ:۔ ہماری فطرت کی بے قراری و اضطراب، اے اللہ! ہماری آپ کے ساتھ نیاز مندی کی بدولت ہے۔ تو بے نیاز خدا ہے، ہمارا سوز و ساز تیرے لائق نہیں (کیونکہ یہ مخلوق کی صفت ہے نہ کہ خالق کی)۔

تشریح اے اللہ ہماری فطرت کی بے قراری و بے چینی آپ کے ساتھ نیاز مندی کی بدولت ہے ۔اے اللہ تو بے نیاز ہے۔ ہمارا سوز و ساز اور یہ عشق تیرے لائق نہیں تو ہر شے سے پاک اعلیٰ و ارفع ہے اسی لئے بے نیازی تیرے ہی شان ہے۔

بکسے عیاں نکردم ز کسے نہاں نکردم غزل آنچناں سرودم کہ بروں فتاد رازم

ترجمہ:۔ میں نے اپنے راز نہ کسی پر ظاہر کیے اور نہ چھپائے، بلکہ میں نے غزل ہی اس طرح چھیڑی کہ میرے تمام راز ظاہر ہو گئے۔

تشریح میں نے خود سے اپنے راز نہ کسی دوسرے پر ظاہر کئے نہ ہی کسی سے چھپانے کی کوشش کی بلکہ میں نے تو اپنی غزل چھیڑی اور میری غزل میرے رازوں کی ترجمان تھی اس نے میرے سارے کے سارے راز دوسروں پر کھول دیئے۔

(7)

بصدائے درد مندے بنوائے دلپذیرے خم زندگی کشادم بجہان تشنہ میرے

ترجمہ:۔ درد مند صدا اور دل پذیر نوا (اپنی شاعری) اور زندگی کی شراب کا مٹکا میں نے پیاس سے مرنے والے جہان پر کھول دیا ہے۔

تشریح میں نے اپنی شاعری کو جو درد مندی اور دل پذیری کی آواز ہے۔ اور اس جہان کی دلجوئی کیلئے وقف کر دیا ہے اور اپنی زندگی کی شراب کے مٹکے کو اس جہان کی پیاس بجھنے کیلئے کھول دیا ہے۔

تو بروے بے نوائے در آں جہاں کشادی کہ ہنوز آرزویش نہ دمیدہ در ضمیرے

ترجمہ:۔ آپ نے (اپنے کرم سے) ایک بے نوا پر اس جہان کا وہ دروازہ بھی کھول دیا ہے کہ کسی دل میں ابھی تک اس کی آرزو پیدا نہیں ہوئی۔

تشریح اے اللہ! آپ نے خاص کرم سے ایک بے نوا پر اس جہان کا وہ دروازہ بھی کھول دیا جس دروازے کو اپنے اوپر کھولنے کی آرزو آج تک کسی نے نہیں کی تھی۔ یعنی آپ نے وہ عطا کر دیا جو کسی اور کو نصیب نہیں۔

ز نگاہ سرمہ سائے بدل و جگر رسیدی چہ نگاہ سرمہ سائے! دو نشانہ زد بہ تیرے

ترجمہ:۔ سرمہ لگائی ہوئی آنکھ (عشق) کے ساتھ آپ میرے دل اور میرے جگر تک اتر گئے۔ یہ سرمہ لگائی ہوئی آنکھ کیسی ہے کہ جس نے ایک تیر سے دو شکار کر لئے ہیں؟ (میرے جسم اور میری روح دونوں کو اپنے قابو میں کر لیا ہے۔)

تشریح آپ کے عشق کی سرمہ لگائی ہوئی خوبصورت آنکھ کی تیز نگاہ میرے دل اور جگر میں اتر گئی اور اس نے ایک تیر سے دو شکار کر لئے ایک میرا جسم اور ایک میری جان۔ اب دونوں ہی آپ کے دام میں ہیں۔

بنگاہ نا رسایم چہ بہار جلوہ دادی کہ بباغ و راغ نالم چو تدرو نو صفیرے

ترجمہ:۔ آپ نے میری رسائی نہ رکھنے والی آنکھ کو جلووں کی کیسی بہار سے آشنا کر دیا؟ کہ میں ابھی ابھی بولنا سیکھنے والی چکور کی طرح باغوں اور سبزہ زاروں میں فریاد کر رہا ہوں۔

تشریح آپ نے اپنے جلوؤں سے میری نارسا آنکھوں کو کیسی بہار سے واقف کر دیا ہے کہ میں تو کچھ نہیں جانتا تھا اس کے باوجود ابھی ابھی بولنا سیکھنے والے چکور کی طرح سبزہ زاروں اور

باغوں میں فریاد کررہا ہوں یعنی آپ نے ایک پل میں مجھے کیا سے کیا سکھا دیا اور کیا سے کیا بنا دیا۔

چہ عجب اگر دو سلطاں بہ ولایتے نہ گنجد　　عجب ایں کہ می نگنجد بدو عالمے فقیرے!

ترجمہ:۔ ایک ملک میں دو بادشاہوں کا نہ سمانا عجب نہیں۔ عجب تو یہ ہے کہ ایک فقیر دونوں جہانوں میں نہیں سماتا (صاحبِ فقر کا دل دونوں جہانوں کی پہنائیوں سے بھی وسیع ہوتا ہے۔)

تشریح　ایک ملک میں دو بادشاہوں کا بیک وقت سمانا کوئی انوکھی اور اچنبھے کی بات نہیں انوکھی بات تو یہ ہے کہ ایک فقیر درویش دونوں جہانوں میں نہیں سماتا۔ کہ اس کا دل دونوں جہانوں سے بھی زیادہ کشادہ ہوتا ہے۔

(8)

بر سرِ کفر و دیں فشاں رحمتِ عام خویش را　　بند نقاب برکشا ماہِ تمام خویش را

ترجمہ:۔ کافر اور مومن دونوں پر اپنی رحمتِ عام نچھاور فرمایئے۔ اپنے ماہِ کامل (جلووں) کے نقاب کی گرہ کھول دیجئے (اپنے انوار و تجلیات کو عام کریں، تاکہ مومن کا ایمان مزید مضبوط اور کافر کا کفر ختم ہو جائے۔)

تشریح　اے اللہ! میری دعا ہے کہ آپ مومن اور کافر دونوں پر اپنی رحمت فرما دیجئے اپنے پورے چاند یعنی مکمل جلووں کے نقاب کو اُلٹ دیجئے تاکہ آپ کے جلوے عام ہو جائیں اور مومن کے ایمان کو دائمی چمک دمک حاصل ہو جائے اور کفر ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے۔

زمزمۂ کہن سرائے، گردشِ بادہ تیز کن　　باز بہ بزم ما نگر، آتشِ جامِ خویش را

ترجمہ:۔ پرانا نغمہ (اسلاف کی اقدار) پھر عام کیجئے۔ جام کی گردش (عشق) کو تیز کیجئے۔ پھر ہماری بزم میں اپنے پیالے کی آتش کو دیکھئے (کہ ہم کیسے دنیا کو تیرے دین سے آباد کرتے ہیں)۔

تشریح　ہماری بزرگوں کی اقدار کو پھر عام کر دیجئے یعنی ہمیں دینِ اسلام کی روشنی سے منور فرما دیجئے اور دین سے مستفید ہونے عمل کو مسلمانوں کیلئے تیز ترین کر دیجئے۔ پھر ہماری محفل یعنی ہم مسلمانوں کو دیکھئے کہ ہم کس طرح دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے پوری دنیا میں چھا جاتے ہیں۔

دامِ ز گیسواں بدوش زحمتِ گلستاں بری　　صید چرا نمی کنی طائرِ بامِ خویش را

ترجمہ:۔ (آپ کی مشیت) اپنے گیسوؤں کے جال کو کندھوں پر پھیلائے باغ میں (کفار کو ایمان بخشنے کے لیے) جانے کی زحمت کیوں کر رہی ہے؟ وہ چھت پر بیٹھے ہوئے پرندوں (مسلمانوں) کو شکار کیوں نہیں کر لیتی۔؟

تشریح آپکی مرضی یعنی خواہش اپنے کاندھوں پر اپنے گیسوؤں کا جال پھیلائے باغ میں جانے کی زحمت کیوں کر رہی ہے وہ چھت پر بیٹھے ہوئے پرندوں یعنی مسلمانوں کو شکار کیوں نہیں کر لیتی یعنی ان سے کام لیجئے کہ مسلمان آپ ہی کے بندے ہیں آپ ہی کے چاہنے والے ہیں اور آپ ہی کے حکم کے غلام ہیں۔

ریگِ عراق منتظر کشتِ حجاز تشنہ کام خونِ حسینؓ باز دہ کوفہ و شامِ خویش را

ترجمہ:۔ عراق کی ریت منتظر ہے، حجاز کے کھیت پیاسے ہیں، اپنے شام اور کوفہ کے علاقوں کو پھر سے حضرت حسینؓ کا خون دیجئے (ہر ملک ایک ایسے کلمۂ حق کی آواز بلند کرنے والے کا منتظر ہے جو کہ حضرت حسینؓ کی طرح باطل کو مٹا دے)۔

تشریح اے اللہ! عراق کی ریت منتظر ہے اور حجاز کی سرزمین بھی پیاسی ہے اے مالک کائنات! اپنے شام اور کوفہ کی سرزمین کو پھر سے حضرت حسینؓ کے خون سے سیراب کر دیجئے بھیج دیجئے ایسا مردِ حق جو باطل کو مٹا کے رکھ دے اور کلمہ حق کی آواز کو ہمیشہ کیلئے گونجنے کیلئے فضاؤں کے حوالے کر دے۔

دوش براہبر زند، راہ یگانہ طے کند می ندہد بدستِ کس عشق زمامِ خویش را

ترجمہ:۔ عشق راہبر کے برابر چلتا ہے، وہ اپنا راستہ تنہا طے کرتا ہے۔ عشق اپنی زمام کسی اور کے ہاتھ میں ہرگز نہیں دیتا۔

تشریح عشق کسی راہبر سے راستہ نہیں پوچھتا ہمیشہ اپنا راستہ اکیلا تلاش کرتا ہے اور اکیلا ہی طے کرتا ہے۔ بلکہ عشق خود ہی رہبر ہے اور خود ہی راہ گیر اس لئے عشق اپنی باگیں کسی اور کے ہاتھ ہرگز نہیں دیتا۔

نالہ بآستانِ دیر بیخبرانہ می زدم تا بحرم شناختم راہ و مقامِ خویش را

ترجمہ:۔ میں نے بے خبری میں بت کدہ کے دروازہ پر فریادیں بلند کیں (غیروں کی غلامی کرتا رہا)، حتیٰ کہ میں نے حرم تک اپنے راستے اور مقام کا پتہ پایا (مدتوں بعد معلوم ہوا کہ حقیقی آقا تو رب کعبہ ہے۔)

تشریح افسوس کہ میں بے خبری میں بت خانے کے دروازے پر فریادیں کرتا رہا یعنی غیروں کی غلامی کرتا رہا بہت مدت بعد میں اپنے اصلی راستے اور اصلی مقام کو پہچان سکا۔ اور یہ جان سکا کہ حقیقی آقا تو ربِ کعبہ ہے۔ جو اکیلا ہے اور کوئی اُس کا شریک نہیں اور وہ قادرِ مطلق اور پاک ہے۔

قافلۂ بہار را طائرِ پیش رس نگر   آنکہ بخلوتِ قفس گفت پیامِ خویش را

ترجمہ:۔ بہار کے قافلے کی آمد کی خوشخبری دینے والے پرندے (یعنی علامہ اقبال) کو دیکھ۔ (وہ قیدی پرندہ) پنجرے کی تنہائی سے بہار کی آمد کا پیغام سنا رہا ہے (وہ خود محکوم ہے لیکن اشارہ دے رہا ہے کہ بالآخر عالمِ اسلام کو آزاد ملک نصیب ہوگا جہاں وہ اللہ کا دین نافذ کریں گے۔)

تشریح میں بہار کے آنے کی خوشخبری دینے والا پرندہ ہوں اگرچہ میں پنجرے میں قید ہوں لیکن بہار کی آمد کی خبر سنا رہا ہوں یعنی وہ وقت اب دُور نہیں جب عالمِ اسلام کو آزاد ملک نصیب ہوگا اور اللہ کے دین کی سربلندی ہوگی۔ یہ قید و بند کا دور چند روزہ ہے۔

(9)

نوائے من ازاں پرسوز و بیباک و غم انگیز است   بخاشاکم شرار افتاد و بادِ صبحدم تیز است

ترجمہ:۔ میری نوا (شاعری) پُرسوز ہے، بے باک ہے اور غم تازہ کرنے والی ہے، کیونکہ میرے خس و خاشاک میں چنگاری گری ہوئی ہے اور صبح کی ہوا (بھی) تیز ہے۔

تشریح میری شاعری پُرتاثیر ہے دوسروں پر گہرا اثر کرنے والی ہے، اور نڈر ہے اس کے ساتھ ساتھ دوسروں کے غم تازہ کرنے والی ہے یعنی مسلمانوں کو اُن کی کھوئی ہوئی دینی دولت کا احساس دلوا کر تازہ دم کرنے والی اور اُن میں حوصلہ و ہمت پیدا کرنے والی ہے۔ چونکہ میرے خس و خاشاک میں چنگاری گری ہوئی ہے یعنی وہ جذبات جو دینِ اسلام کی سربلندی کیلئے ہیں وہ پوری طرح سے بھڑکے ہوئے ہیں اور اُن کی چنگاریاں تیز ہوا کی وجہ سے سب کے جذبوں کو اور جذبات کو دینِ اسلام کی بقا کیلئے بھڑکانے والی ہیں۔

ندارد عشق سامانے و لیکن تیشۂ دارد   خراشد سینۂ کہسار و پاک از خونِ پرویز است

ترجمہ:۔ عشق کوئی سامان نہیں رکھتا لیکن تیشہ (ہتھوڑا) ضرور رکھتا ہے۔ عشق اپنے تیشے سے پہاڑ کا سینہ چیرتا ہے اور پرویز کے خون سے پاک بھی رہتا ہے۔

(ہر عاشق صادق فرہاد کی طرح کسی بھی قسم کا دنیاوی ساز و سامان نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود وہ دنیا ("پرویز بادشاہ") سے الجھے بغیر اپنے جذبہ صادق (فرہاد کی طرح "شیریں" کو پانے کے مقصد) کی تکمیل میں لگا رہتا ہے)۔

تشریح عشق کے پاس سوائے تیشے کے کوئی سامان نہیں ہوتا اور عشق یہ تیشہ ہر وقت اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے کیونکہ اس نے اس تیشے سے پہاڑ کا سینہ چیرنا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پرویز کے خون سے اپنے آپ کو پاک بھی رکھتا ہے۔ یعنی عشق اپنے مقصد کی دھن میں کسی دوسرے سے نہیں الجھتا بس اپنے کام میں لگا رہتا ہے۔

مرا در دل خلید ایں نکتہ از مرد ادا دانے ز معشوقاں نگہ کاری تر از حرفِ دلآویز است

ترجمہ:۔ میرے دل میں ایک ادا جاننے والے کا یہ نکتہ پیوست ہو گیا کہ معشوقوں کی نگاہ کسی کے دل لبھانے والے بول سے زیادہ کارگر ہے۔

تشریح میرے دل میں اس ایک نکتے نے پوری طرح گھر کر لیا ہے۔ کہ معشوقوں کی نظر کسی کے دل لبھانے والے بول سے کہیں زیادہ کارگر ثابت ہوئی ہے اور پلک جھپکنے میں اپنا کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

بیالینم بیا، یکدم نشیں، کز دردِ مجوری! تہی پیمانہ بزمِ ترا پیمانہ لبریز است

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) میرے سرہانے آ۔ ایک لمحہ کے لیے بیٹھ۔ تیرے ہجر کے درد کے سبب تیری بزم میں خالی پیالہ رکھنے والے کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔

تشریح اے میرے محبوب ایک لمحے کیلئے ہی میرے سرہانے آ کر بیٹھ جا کہ تیری جدائی کے درد کی وجہ سے میں جو تیری محفل میں پیاسا رہا کرتا تھا اور میرے پیالے تک تیری محبت کی شراب نہیں پہنچتی تھی اب یہ پیمانہ بھر چکا ہے یعنی اب مجھ سے صبر نہیں ہوتا آ اور میرے سرہانے بیٹھ کر مجھے اپنی محبت سے فیض یاب کر دے۔

بہ بستاں جلوہ دادم آتشِ داغِ جدائی را نسیمش تیز تر می سازد و شبنم غلط ریز است!

ترجمہ:۔ میں اپنی جدائی کے داغ کی آگ کو باغ میں لے گیا۔ نرم و لطیف ہوا اسے اور تیز کر رہی ہے اور شبنم بے کار ثابت ہو رہی ہے۔

تشریح میں اپنی جدائی کے داغ کی آگ کو باغ میں لے گیا تاکہ شبنم اس پر پڑے اور یہ آگ ٹھنڈی ہو سکے لیکن شبنم میری اس آگ کو بجھانے میں ناکام رہی الٹا یہ ہوا کہ باغ کی نرم

والطیف ہوانے میری جدائی کے داغ کی آگ کو اور بھڑکا دیا۔

اشارتہائے پنہاں خانماں برہم زند، لیکن مرا آں غمزہ می باید کہ بیباک است وخونریز است

ترجمہ:۔(معشوق کے) پوشیدہ اشارے (عاشق کے) گھر کو برباد کر دیتے ہیں، لیکن مجھے تو وہ غمزہ چاہیے کہ جو بے خوف ہو اور خون بہانے والا ہو۔

تشریح معشوق کا عاشق کو یوں چھپ چھپ کے اشارے کرنا عاشق کے گھر کو برباد کر دیتا ہے میرا معشوق تو وہ ہونا چاہیے جو بے خوف ہو اور کھلے عام اشارے کرے اپنی ادائیں میرے لئے عام کردے اور بے خوفی سے میرا خون کردے۔

نشیمن ہر دو را در آب و گل لیکن چہ راز است ایں خرد را صحبت گل خوشتر آید، دل کم آمیز است

ترجمہ:۔دونوں (عقل و دل) کا گھر پانی اور مٹی (انسان) میں ہے، لیکن یہ کیا راز ہے کہ عقل کو مٹی کی صحبت زیادہ اچھی لگتی ہے لیکن دل اس سے بالکل نہیں گھلتا ملتا۔؟

تشریح عقل اور دل دونوں کا گھر پانی اور مٹی یعنی انسان کے وجود میں ہے۔ لیکن یہ راز سمجھ نہیں آتا کہ عقل مٹی یعنی انسان کی سنگت کو زیادہ پسند کرتی ہے جبکہ دل اس سے بالکل نہیں گھلتا ملتا۔

مرا بنگر کہ در ہندوستاں دیگر نمے بینی برہمن زادۂ رمز آشنائے روم و تبریز است

ترجمہ:۔(اے پڑھنے والے!) مجھے دیکھ! کہ ہندوستان میں تو پھر نہیں دیکھ سکے گا کہ ایک آدمی ہے تو برہمنوں کی اولاد لیکن روم اور تبریز کے رموز سے آشنا ہے۔

(تلمیح ہے تاریخ سے کہ علامہ اقبال کے آباؤ اجداد بھی کچھ پشتوں پہلے برہمن تھے۔)

تشریح اے پڑھنے والے مجھے دیکھ کیونکہ ہندوستان میں تجھے مجھ جیسا آدمی نہیں ملے گا جو اولاد تو برہمنوں کی ہو لیکن وہ روم (جلال الدین رومیؒ) اور تبریز (شمس تبریزیؒ) کے رازوں سے واقف ہو یعنی مجھ جیسا ہندوستان میں کوئی دوسرا نہیں ہے جو صوفیانہ رموز کو جاننے والا ہو۔

(10)

دل و دیدۂ کہ دارم ہمہ لذتِ نظارہ چہ گنہ اگر تراشم صنمے ز سنگ خارہ

ترجمہ:۔ میں جو دل اور آنکھیں رکھتا ہوں وہ ہر لحظہ آپ کے نظارے کی لذت سے بھرپور ہیں۔ کیا گناہ ہے کہ اگر میں نے سخت پتھر سے تیرا بت تراش لیا؟

تشریح میرا دل اور آنکھیں ہر پل آپ کے دیدار کی لذت حاصل کرنے کیلئے بے تاب رہتے ہیں لیکن آپ کا دیدار حاصل نہیں ہوتا پھر اس میں کیا گناہ ہے کہ اگر میں نے ایک پتھر کو تراش کر آپ کا بت بنانے کی کوشش کی ہے تاکہ میں ہر لمحہ آپ کے دیدار اور جلووں سے لطف حاصل کرتا رہوں۔

تو بجلوہ در نقابی کہ نگاہ برنتابی مہ من! اگر ننالم تو بگو دگر چہ چارہ

ترجمہ:۔ آپ جلوہ گر ہونے کے باوجود پردہ میں ہیں، کہ ہماری نگاہ اس کی تاب نہیں رکھتی۔ اے میرے ماہ تمام! میں اگر آہ و نالہ بلند نہ کروں تو میرے لئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے؟

تشریح اے میرے محبوب اے میرے اللہ! آپ ہر جگہ موجود ہونے کے باوجود پردے میں ہیں اس لئے کہ ہماری نگاہ آپ کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی۔ اے میرے ماہ تمام! آپ ہی بتایئے پھر میں آہ و نالہ بلند نہ کروں تو کیا کروں کہ اس کے سوا میرے پاس کوئی اور چارہ بھی تو نہیں۔

چہ شود اگر خرامی بسرائے کاروانے کہ متاع نارواش دلکے است پارہ پارہ

ترجمہ:۔ اگر آپ اس کارواں سرا (دل) میں آجائیں گے تو کیا ہو جائے گا؟ وہ قافلہ کہ جس کا کھوٹا سکہ ایک ٹکڑے ٹکڑے ہوا چھوٹا سا دل ہے۔

تشریح اگر آپ میرے کارواں سرائے میں تشریف لے آئیں تو کیا ہو جائے گا۔ میرا معمولی سا سرمایہ یہی چھوٹا سا دل ہے جو آپ کی جدائی میں ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے آیئے اور چھوٹا چیز کو عزت بخشیئے!

غزلے زدم کہ شاید بنوا قرارم آید تپ شعلہ کم نگردد زگسستن شرارہ

ترجمہ:۔ میں نے غزل چھیڑی کہ شاید فریاد کرنے سے قرار آجائے گا، لیکن (مجھے علم نہیں تھا کہ) شعلے کی تپش چنگاری کے نکل جانے سے کم نہیں ہوا کرتی۔

تشریح میں نے اس لئے غزل چھیڑی تھی کہ شاید مجھے فریاد کرنے سے قرار حاصل ہو جائے کیا خبر تھی کہ ایسا نہیں ہو پائے گا کیونکہ شعلے سے ایک چنگاری نکل جانے سے شعلے کی تپش کم نہیں ہوتی۔ یعنی میرے اندر جو قیامت بپا ہے اُس اظہار کے لئے ایک غزل تو کیا سینکڑوں کتابیں متحمل نہیں ہو سکتیں۔ غزل تو ایک چنگاری ہے اور میرے اندر شعلے ہی شعلے ہیں۔

دلِ زندۂ کہ دادی بہ حجاب در نسازد نگہے بدہ کہ بیند شررے بسنگ خارہ

ترجمہ:۔ آپ کی بارگاہ سے مجھے جو زندہ دل کی دولت عطا ہوئی ہے وہ پردے سے موافقت پیدا نہیں کر رہا۔ چنانچہ مجھے ایسی نگاہ عطا کیجئے کہ جو سخت پتھر میں چھپے شرارے کو دیکھ لے۔

تشریح آپ کی بارگاہ سے جو مجھے زندہ دل عطا ہوا ہے وہ ہر پردے میں رہنے والی شے کو دیکھنا چاہتا ہے چنانچہ آپ مجھے ایسی نگاہ بھی عطا فرما دیجئے جو سخت سے سخت پتھر میں چھپے ہوئے شرارے کو بھی دیکھ لے یعنی مجھے چھپے ہوئے رازوں تک رسائی عطا فرمائیے۔

ہمہ پارۂ دلم را ز سرور او نصیبے غم خود چساں نہادی بدلِ ہزار پارہ

ترجمہ:۔ میرے دل کا ہر ٹکڑا اس کے سرور سے اپنا نصیب رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے عشق کا غم ہزار ہا ٹکڑوں پر مشتمل دل میں کس طرح رکھ دیا۔؟

تشریح میرے دل کے ہر ٹکڑے میں آپ کے عشق کے غم کا سرور بھرا پڑا ہے، سوچتا ہوں کہ آپ نے ہزار در ہا ٹکڑوں میں بٹے ہوئے دل کے ہر ٹکڑے میں اپنے عشق کا مکمل غم کیسے رکھ دیا

۔

نگہد سفینۂ کس بہ بیے بلند موجے خطرے کہ عشق بیند بسلامتِ کنارہ!

ترجمہ:۔ کسی کی کشتی بلند موجوں والے سمندر میں وہ خطرہ نہیں دیکھ پاتی جو خطرہ عشق کنارے کی سلامتی میں ملاحظہ کر سکتا ہے۔

تشریح کسی کی کشتی کے ناخدا کو سمندر کی اُبھرتی ہوئی بلند اور بھپری موجوں میں چھپا ہوا وہ خطرہ دکھائی نہیں دیتا جو خطرہ عشق سلامتی سے کنارے پر بیٹھ کر دیکھ لیتا ہے!

بنگرو بے نیازی ز خدایگاں گذشتم صفتِ مہ تمامے کہ گذشت بر ستارہ

ترجمہ:۔ میں اپنی بے نیازی کی شان میں باطل خداؤں (نفسانی خواہشات) سے بے پرواہ ہو گیا، جیسا کہ ماہِ تمام ستاروں سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔

تشریح یہ میری بے نیازی کی شان ہے کہ میں جھوٹے خداؤں (نفسانی خواہشات) سے بے پرواہ ہو گیا بالکل اسی طرح جیسے ایک پورا چاند ستاروں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ کہ اس کی اپنی روشنی ہی اُسے دوسروں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

(11)

گرچہ شاہین خرد بر سر پروازے ہست اندریں بادیہ پنہاں قدر اندازے ہست

ترجمہ:۔ عقل کا شاہین پرواز کیلئے تیار ہے، حالانکہ اس جنگل میں ایک تیرانداز چھپا ہوا ہے۔

تشریح اگرچہ عقل کا شاہین پرواز کیلئے پر تول رہا ہے لیکن اس صحرا میں ایک ایسا تیرانداز چھپا ہوا ہے جو اسے شکار کرے گا اور وہ ہے عشق۔

آنچہ از کار فرو بستہ گرہ بکشاید ہست و در حوصلۂ زخمہ پردازے ہست

ترجمہ:۔ وہ چیز موجود ہے جو رُکے ہوئے کام کی گرہ کھول سکتی ہے، مگر ہے صرف عشق کے نغمے گانے والے کے حوصلہ میں۔

تشریح عشق کے نغمے گانے والے کے پاس ایک ایسی شے موجود ہے جو رُکے ہوئے کام کی گرہ کھول سکتی ہے۔ یعنی عشق ہر رکاوٹ کو دُور کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

تابِ گفتار اگر ہست شناسائے نیست وائے آں بندہ کہ در سینۂ او رازے ہست

ترجمہ:۔ اگر گفتگو کی تاب (حوصلہ) ہے تو اس کا شناسا کوئی نہیں۔ افسوس! اس بندے پر جس کے سینہ میں راز ہے۔

تشریح افسوس کہ بات کرنے کا حوصلہ تو ہے لیکن سننے والا ہی کوئی نہیں وہ بندہ کہاں جائے جس کے سینے میں راز ہو یعنی لوگ اپنے آپ میں اس قدر اُلجھے ہوئے ہیں کہ اپنے فائدے کی بات سُننے کیلئے بھی تیار نہیں۔

گرچہ صد گونہ بصد سوز مرا سوختہ اند اے خوشا لذّتِ آں سوز کہ ہم سازے ہست

ترجمہ:۔ اگرچہ مجھے سینکڑوں انداز سے سینکڑوں طرح کے سوز میں جلایا گیا ہے، (پھر بھی) کتنی خوشنما ہے اس سوز کی لذت کہ جس میں ساز بھی ہے۔

تشریح اگرچہ مجھے سینکڑوں طرح سے سینکڑوں طرح کے سوز میں جلایا گیا ہے پھر بھی میرے لئے اس سوز کی لذت کتنی پُر لطف ہے کہ بیان سے باہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سوز میں ساز بھی موجود ہے۔

مردہ خاکیم و سزاوارِ دلِ زندہ شدیم! ایں دلِ زندہ و ما! کارِ خدا سازے ہست

ترجمہ:۔ ہم مردہ مٹی ہو کر بھی زندہ دل کے لائق بن گئے ہیں۔ یہ زندہ دل اور ہم! یہ خدائے کارساز کا ہے کرم۔

تشریح ہم مردہ خاک سے پیدا ہونے والے زندہ دل کے لائق بن گئے ہیں، ہاں زندہ دل اور کہاں ہم، یہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے مردہ مٹی کو دل جیسی زندہ نعمت سے

نواز دیا۔

شعلۂ سینۂ من خانہ فروز است ولے شعلۂ ہست کہ ہم خانہ برانداز ے ہست!

ترجمہ:۔ ہمارے سینے کا شعلہ سارے گھر کو روشن کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی شعلہ وہ ہے کہ جو گھر کو برباد بھی کر دیتا ہے۔

تشریح سینے کے شعلے آباد بھی کر سکتے ہیں اور برباد بھی۔ لیکن ہمارے سینے میں جو شعلہ ہے یعنی جو دین اسلام کی سربلندی کے جذبے کی شدت موجود ہے وہ سارے گھر یعنی تمام اُمت مسلمہ کو روشن کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے۔

تکیہ بر عقلِ جہاں بین فلاطوں نکنم در کنارم دلکے شوخ و نظر بازے ہست

ترجمہ:۔ میرے پہلو میں چھوٹا سا شوخ اور نظر باز دل موجود ہے، اس لیے میں جہان بین افلاطون کی عقل پر بھی بھروسہ نہیں کرتا۔

تشریح مجھے افلاطون کی جہاں دیدہ عقل پر بھروسا نہیں میرے اپنے پہلو میں ایک چھوٹا سا شوخ اور گہری نظر رکھنے والا دل موجود ہے جو باخبر بھی ہے اور جہان کے رازوں کو جاننے والا بھی۔

(12)

ایں جہاں چیست؟ صنم خانہ پندارِ من است جلوۂ او گرو دیدۂ بیدارِ من است

ترجمہ:۔ یہ جہان کیا ہے؟ میرے تصور کا ایک بت خانہ ہے۔ اس کا جلوہ میری بیدار آنکھ کی بدولت ہے۔

تشریح یہ جہان کیا چیز ہے غور کروں تو میرے ہی تصور کا ایک بُت خانہ ہے اور یہ نظر بھی اسی لئے آرہا ہے یعنی اس کی موجودگی میری آنکھ کی بیداری کی وجہ سے ہے۔ اور میری آنکھ کا دیکھنا ہی اس جہان کے ہونے کی دلیل ہے۔

ہمہ آفاق کہ گیرم بنگاہے او را حلقۂ ہست کہ از گردشِ پرکارِ من است

ترجمہ:۔ سارا جہاں جو اس کی ایک نگاہ میں سما جاتا ہے، وہ میری پرکار کی گردش کا ایک حلقہ ہی تو ہے۔

تشریح مجھے قدرت نے جو نگاہ عطا کی ہوئی ہے اس نگاہ کا دائرہ اس قدر وسیع و عریض ہے کہ اس میں سارا جہان سما جاتا ہے۔ اور یہ دائرہ میری ہی پرکار سے کھینچا ہوا ہے۔ یعنی مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میری نظر پورے جہان کا احاطہ کر لیتی ہے۔

ہستی و نیستی از دیدن و نادیدن من! چہ زمان و چہ مکاں شوخیِ افکار من است

ترجمہ:۔ کائنات کی ہستی (وجود) و نیستی (عدم) میرے دیکھنے اور نہ دیکھنے کی مرہونِ منت ہے۔ کیا زمان اور کیا مکان، سب میرے افکار کی شوخی کا نتیجہ ہیں۔

تشریح لہٰذا کائنات کا ہونا اور نہ ہونا میرے دیکھنے کا احسان مند ہے یعنی میں کائنات کو دیکھوں تو کائنات موجود ہے اگر نہ دیکھوں اور اپنی آنکھیں بند کرلوں تو کائنات موجود نہیں۔ اس لئے زمان و مکان سب میرے افکار کی شوخی کے ثمرات ہیں یعنی میں سوچتا ہوں تو سب ہے نہیں سوچتا تو کچھ بھی موجود نہیں۔

از فسون کاریِ دل، سیر و سکوں، غیب و حضور ایں کہ غماز و کشایندۂ اسرار من است

ترجمہ:۔ جہان کا سکون و ثبات، غیب و حضور سب دل کی جادوگری ہی تو ہے۔ یہ میرے اسرار کو ظاہر کرنیوالا اور ان کی غمازی کرنے والا ہے۔

تشریح اسی طرح جہان کی ہر چیز کی گردش اور ٹھہرنا، موجود ہونا یا نہ ہونا یہ سب بھی دل کی جادوگری ہے یعنی دل کے تسلیم کرنے اور نہ کرنے پر موقوف ہے یہ جہاں صرف میرے بھیدوں کو ظاہر کرنے والا ہے اور چغلی کھانے والا ہے۔

آں جہانے کہ درو کاشتہ را مے دروند نور و نارش ہمہ از سبحہ و زنار من است

ترجمہ:۔ وہ جہان کہ جس میں ہم وہی کاٹتے ہیں جو بوتے ہیں، اس کا نور و نار (جنت و دوزخ) ہر لحمہ میری تسبیح و زناری کی مرہونِ منت ہے۔

تشریح وہ جہاں یعنی آخرت جس میں ہم وہی کاٹیں گے جو اس جہان یعنی دنیا میں بو رہے ہیں اُس جہان کی جنت کا نور اور دوزخ کی آگ ہمارے ہی ایمان اور کفر کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا ہمارے اعمال کا اچھا نہ ہونا ہمارے آئندہ کے اچھے بُرے ہونے کی دلیل ہے۔

سازِ تقدیرم و صد نغمۂ پنہاں دارم! ہر کجا زخمۂ اندیشہ رسد تار من است

ترجمہ:۔ میں تقدیر کا ساز ہوں اور سینکڑوں نغمے مجھ میں پنہاں ہیں۔ جہاں کہیں بھی فکر کی مضراب لگتی ہے وہ (میرے ہی ساز کا) تار ہوتا ہے۔

تشریح تقدیر کا ساز ہونے کی وجہ سے سینکڑوں نغمے مجھ میں چھپے ہوئے ہیں اور جہاں کہیں بھی فکر کی مضراب کسی تار کو چھیڑتی ہے وہ میرا ہی تار ہوتا ہے اور اس طرح پیدا ہونے والے نغمے بھی میرے ہی ہوتے ہیں۔

اے من از فیضِ تو پایندہ! نشانِ تو کجاست؟　　ایں دو گیتی اثرِ ماست، جہانِ تو کجاست

ترجمہ:۔ میں آپ ہی کے فیض سے پائندہ ہوں۔ آپ کا نشان کہاں ہے؟ یہ دونوں جہان تو میرے اثر کی بدولت ہیں۔ آپ کا جہان کہاں ہے؟

تشریح　اے میرے اللہ! میں آپ ہی کے فیض سے قائم ہوں لیکن اے میرے رب! آپ کہاں پر ہیں۔ جبکہ یہ دونوں جہان یعنی دنیا اور آخرت تو میرے اثر کے سبب سے ہیں، آپ بتا دیجئے کہ آپ کہاں ہیں!

(13)

فصلِ بہار ایں چنیں، بانگِ ہزار ایں چنیں　　چہرہ کشا، غزل سرا، بادہ بیار ایں چنیں

ترجمہ:۔ بہار کا موسم ایسا بے نظیر، بلبلوں کے نغمے ایسے بے نظیر، آپ اپنا رخِ انور ظاہر کریں، غزل کہیں اور بے نظیر شراب پلائیں۔

تشریح　یہ خوبصورت اور دلکش بہار کا موسم، بلبلوں کے نغمے کا شور، اور چہچہانا۔ ایسے میں آپ بھی اپنے رُخ سے نقاب اُلٹ دیجئے اور محبت کی غزل چھیڑ دیجئے۔ اور مجھ دیدار کے پیاسے کو اپنے حسن ومستی کی شراب پلا دیجئے۔

اشکِ چکیدہ ام ببیں، ہم بہ نگاہِ خود نگر　　ریز بہ نیستانِ من برق و شرار ایں چنیں

ترجمہ:۔ میرے ٹپکتے ہوئے آنسو دیکھیں اور اپنی نگاہِ کرم فرمائیں۔ میرے سرکنڈوں کے بیابان میں بے نظیر بجلی اور شعلے پھینکیں۔

تشریح　میرے بہتے ہوئے آنسوؤں کی طرف اپنی نگاہِ کرم فرمایئے اور میرے بانسوں کے جنگل میں اپنی بجلی گرا کر اسے اپنے جلوؤں کے شعلوں میں جلا دیجئے کہ آپ کو چاہنے والے کی یہی آرزو ہے۔

بادِ بہار را بگو، پے بخیالِ من برد　　وادی و دشت را دہد نقش و نگار ایں چنیں

ترجمہ:۔ بہار کی ہوا سے کہہ دیجئے کہ میرے خیال کا پتہ پائے۔ اس طرح وادی اور بیابان کو نقش و نگار عطا کیجئے۔

تشریح　بہار کے موسم کی ہوا سے کہہ دیجئے کہ وہ میرے خیال و افکار کی پیروی کرے تاکہ اس طرح وادی اور بیابان کو میری طرح کے نقش و نگار سے آراستہ کیا جا سکے۔

زادۂ باغ و راغ را از نفسم طراوتے　　در چمنِ تو زیستم باگل و خار ایں چنیں

ترجمہ:۔ باغ اور سبزہ زار میں پیدا ہونے والی شادابی میرے دم قدم سے ہے۔ تیرے چمن میں پھولوں اور کانٹوں کے ساتھ میں نے اس طرح زندگی گزاری ہے۔

تشریح تیرے چمن میں میں نے پھولوں اور کانٹوں سے ساتھ یوں زندگی گزاری ہے کہ باغ اور سبزہ زار کی شادابی اور ہری بھری فضا میرے ہی دم قدم سے ہے۔ یعنی میں نے چمن کا بہت خیال رکھا اور اس کی آبیاری کے فرائض پوری طرح ادا کرتا رہا

عالمِ آب و خاک را بر محکِ دلم بسائے روشن و تار خویش را گیر عیار ایں چنیں

ترجمہ:۔ پانی اور مٹی کے جہان کو میرے دل کی کسوٹی پر لگائیے، یوں اپنے روشن اور تاریک (افکار) کو جانچنے کا معیار قائم کریں۔

تشریح پانی اور مٹی کے جہان کو پرکھنے کیلئے میرے دل کی کسوٹی استعمال کیجئے اگر میرا دل روشن ہو گیا۔ تو یہ روشن جہان ہے اور اگر میرا دل تاریکی میں ڈوب گیا تو یہ تاریک جہان ہے۔

دل بکسے نباختم، با دو جہاں نساختم! من بحضور تو رسم، روزِ شمار ایں چنیں

ترجمہ:۔(اے اللہ!) میں نے (تیرے سوا) کسی سے دل نہیں لگایا اور دونوں جہانوں کو خاطر میں نہیں لایا۔ حساب کتاب کے دن میں تیرے حضور اس طرح پہنچوں گا۔

تشریح اے میرے اللہ میں نے تیرے سوا اور کسی سے دل نہیں لگایا اور دونوں جہانوں کی نعمتوں کی پرواہ نہ کی۔ روزِ حساب میں تیری بارگاہ میں یہی دل لے کر حاضر ہوں گا۔

فاختۂ کہن صفیر نالۂ من شنید و گفت کس نہ سرود در چمن نغمۂ پار ایں چنیں

ترجمہ:۔ پرانی فریاد والی، چھوٹی فاختہ نے میری فریاد سنی اور کہنے لگی: کسی نے چمن میں پرانا نغمہ اس طرح نہیں گایا۔

تشریح پرانی فریاد کرنے والی چھوٹی سی فاختہ نے جب میری فریاد سنی تو مجھ سے کہنے لگی۔ کسی نے اس سے پہلے اس چمن میں اس طرح کا نغمہ نہیں گایا، تیرا انداز انوکھا اور دل پر اثر کرنے والا ہے۔

(14)

بروں کشید ز پیچاکِ ہست و بود مرا چہ عقدہ ہا کہ مقامِ رضا کشود مرا

ترجمہ:۔(مقامِ رضا) مجھے بود و نابود کے چکر سے باہر نکال لایا۔ مقامِ رضا نے میرے کیسے کیسے عقدے کھول دیئے۔

تشریح میں اللہ کی رضا میں راضی ہو گیا۔ اور اس کے سبب میرے ایسے ایسے مشکل کام ہوئے جن کے بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ لہٰذا میری زندگی کے معاملات خود بخود درست ہو گئے۔

تپید عشق و دریں کشتِ نابسامانے ہزار دانہ فرو کرد تا دُرود مرا

ترجمہ:۔ عشق تڑپا اور اس نے اس اُجڑے ہوئے کھلیان میں ہزار دانے ڈالے، پھر کہیں جا کر مجھے کاٹا۔

تشریح عشق نے جوش میں آ کر اس اُجڑے ہوئے کھلیان یعنی دنیا کی کھیتی میں ہزاروں دانے ڈالے پھر کہیں جا کر مجھے کاٹا یعنی انسان وجود میں آیا۔

ندانم ایں نگاہش چہ دید در خاکم نفس نفس بہ عیارِ زمانہ سود مرا

ترجمہ:۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی نگاہ نے میری خاک میں کیا دیکھا۔ اس نے میرے ہر ہر سانس پر مجھے زمانے کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھا۔

تشریح مجھے نہیں پتہ کہ اُس کی نگاہ نے میری خاک میں ایسا کیا دیکھا کہ میرے ایک ایک سانس کو زمانے کی کسوٹی پر پرکھا۔

جہانے از خس و خاشاک درمیاں انداخت شرارۂ دلکے داد و آزمود مرا

ترجمہ:۔ خس و خاشاک کا ایک جہان میرے درمیان ڈال دیا گیا۔ مجھے ایک چھوٹے سے دل کی چنگاری دے دی اور یوں میری آزمائش کی۔

تشریح اور پھر خس و خاشاک (گھاس پھوس) کے ایک جہان کو درمیان میں ڈال کر میرے دل کو ایک چھوٹی سی چنگاری عطا کر دی گئی تاکہ اس طرح میری آزمائش کی جا سکے۔ کہ میں اپنے عشق کے امتحانوں میں پورا اترا ہوں یا نہیں۔

پیالہ گیر ز دستم کہ رفت کار از دست کرشمہ بازیٔ ساقی ز من ربود مرا

ترجمہ:۔ میرے ہاتھ سے پیالہ لے لو کہ مجھے خود پر قابو نہیں رہا۔ ساقی کے نازوں کے کرشمے مجھے مجھ سے چرا لیا۔

تشریح ازراہِ کرم میرے ہاتھ سے شراب کا پیالہ لے لو کہ مجھے اپنے آپ پر قابو نہیں رہا میں اپنے ہوش و حواس گنوانے لگا ہوں اور یہ سارا کمال شراب پلانے والے ساقی کے ناز و ادا کرشمہ ہے کہ اس نے مجھے مجھ سے چرا لیا ہے۔

(15)

خیز و بخاکِ تشنۂ، بادۂ زندگی فشاں   آتشِ خود بلند کن آتشِ ما فرو نشاں

ترجمہ:۔ اٹھ اور پیاسی مٹی کو زندگی کی شراب سے سیراب کر۔ تو اپنی آگ (عشق) کو تیز کر اور ہماری آگ کو ٹھنڈا کر۔

تشریح اے مخاطب اُٹھ اور پیاسی مٹی کو زندگی کی شراب سے سیراب کر لے اور اس کی پیاس بجھا دے اُٹھ اور اپنی آگ کو تیز کرنے کا چارہ کر اور ہماری بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دے۔

میکدۂ تہی سبُو، حلقۂ خود فراموشاں   مدرسۂ بلند بانگ بزمِ فسردہ آتشاں

ترجمہ:۔ آج کے مے خانوں (خانقاہوں) کے مٹکے (درویش) خالی ہیں اور (مریدین کے) حلقے خود سے نا آشنا ہیں۔ مدرسے بلند دعوے کرتے ہیں لیکن بزم (میں عشق) کی آگ بجھی ہوئی ہے۔

تشریح آج کے مے خانوں کے مٹکے خالی ہیں یعنی خانقاہوں پر بیٹھے ہوئے درویش درویش نہیں ہیں نہ تو وہ فقر سے واقف ہیں اور نہ ہی دینی اقدار اور اپنے اسلاف کے بارے میں کچھ جانتے ہیں اور جو اُن کے مریدین ہیں وہ اپنے آپ سے بھی واقف نہیں ہیں اگرچہ دینی مدرسے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں کہ وہ دین اسلام کی سربلندی کیلئے سب سے آگے آگے ہیں لیکن افسوس کہ یہ سب ظاہری نمود و نمائش ہے اس میں عشق نام کا کوئی جذبہ دکھائی نہیں دیتا۔

فکرِ گرہ کشا، غلام، دیں بروائے تمام   زانکہ درونِ سینہ ہا دل ہدفے است بے نشاں

جمہ:۔ ان کی گرہ کھولنے والی سوچ تک غلام ہو چکی ہے۔ دین کا تشخص تک بھلا بیٹھے ہیں۔ ان کے سینوں میں جو دل ہے وہ بے نشان ہدف ہے۔

تسریح اور جو سوچ ان کی گرہ کھول سکتی ہے ان کو اصل زندگی کی طرف لانے میں کامیاب ہو سکتی ہے وہ سوچ خود ہی تقلید کی غلامی کا شکار ہے۔ اور اس طرح دین کی خصوصیات اور اعلیٰ اقدار کو بھلا دیا گیا ہے اور ان کے سینوں میں جو دل ہیں اُن کا کوئی ہدف نہیں رہا۔

دو بحزبِ روان، ہر دو امیرِ کارواں   عقل بحیلہ می برد، عشق برد کشاں کشاں

جمہ:۔ (عقل اور عشق) دونوں منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ دونوں اپنے اپنے قافلے کے امیر

ہیں۔ عقل مصلحتوں سے آگے بڑھتی ہے اور عشق آدمی کو (ہر مصلحت سے بے نیاز) کھینچ ہوا لے جاتا ہے۔

تشریح عقل اور عشق دونوں ہی اپنی اپنی راستوں پر گامزن ہیں اور اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں اور دونوں ہی اپنے اپنے قافلوں کے سالار بھی ہیں عقل مصلحتوں کے سہارے پر آگے بڑھتی ہے جبکہ عشق ہر اس آدمی کو ہر قسم کی مصلحت سے بے نیاز کرتے ہوئے۔ تیزی سے کھینچتے ہوئے لے جاتا ہے جو عشق کی علمبرداری کا حوصلہ رکھتا ہے۔

عشق زپا در آورد خیمۂ شش جہات را دست دراز می کند تا بہ طناب کہکشاں

ترجمہ:۔ عشق چھ اطراف والے خیمہ (جہاں) کی تسخیر کر لیتا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ دراز کرتا ہے حتیٰ کہ کہکشاؤں کی رسی کو توڑ لیتا ہے۔

تشریح عشق کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ کائنات کو اپنے تابع کر لیتا ہے۔ اور اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تو کہکشاں تک پہنچ جاتا ہے۔

(16)

تو بایں گماں کہ شاید سر آستانہ دارم بطواف خانہ کارے بخدائے خانہ دارم

ترجمہ:۔ کیا تو یہ گمان کر رہا ہے کہ شاید میرا مقصود کعبہ ہے؟ کعبہ کے طواف میں مقصود صرف کعبے کا خدا ہے۔

تشریح آپ شاید یہ سوچ رہے ہیں کہ میں کعبہ کا شیدائی ہوں اور اس کی آرزو میں بے تاب ہوں ۔نہیں میں تو کعبہ کا طواف اس لئے کرتا ہوں کہ مجھے کعبے کے رب کی آرزو ہے۔ میں صاحب خانہ کو پانے کیلئے یہ سب کرتا ہوں۔

شرر پریدہ رنگم، مگذر ز جلوۂ من کہ بتاب یک دو آنے تب جاودانہ دارم

ترجمہ:۔ میں ایک بے رنگ شرارہ ہوں، آپ مجھے تجلی دکھائے بغیر مت جائیے، کیونکہ آپ کے ایک دو لمحوں کی حرارت سے مجھے سوز دوام حاصل ہو جائے گا۔

تشریح میں وہ شرارہ ہوں جس کا رنگ اُڑا ہوا ہے اور اس وجہ سے آپ میرے جلوے میں وہ چمک اور تجلی نہیں دیکھ پا رہے ہے لیکن ایسا نہیں مجھ میں ہمیشہ کی تپش موجود ہے نہ کہ ایک دو پل کی چمک۔ جس کو آپ نظرانداز کر رہے ہیں۔

تکنم دگر نگاہے بہ رہے کہ طے نمودم بسراغ صبح فردا روشِ زمانہ دارم

ترجمہ:۔ میں راستہ طے کرنے کے بعد دوبارہ اس کی طرف نہیں دیکھتا۔ میں آنے والی صبح کے سراغ میں زمانہ کی روش اختیار کئے ہوئے ہوں۔

تشریح میں جو راستہ طے کر لیتا ہوں پھر دوبارہ مڑ کر اس کی طرف نہیں دیکھتا اور زمانے کی طرح ہر روز نئی صبح کی تلاش میں رہتا ہوں یعنی جس طرح وقت پلٹ کر نہیں دیکھتا میں بھی اسی صفت کا مالک ہوں۔ اور میرا گزرنا ہر روز نئی صبح کی تلاش ہے۔

یم عشق کشتیِ من، یم عشق ساحلِ من نہ غم سفینہ دارم، نہ سرِ کرانہ دارم

ترجمہ:۔ عشق کا سمندر میری کشتی، عشق کا سمندر میرا ساحل۔ میں نہ تو کشتی کا غم رکھتا ہوں اور نہ کنارے کی تمنا۔

تشریح عشق کا سمندر ہی میرا سمندر ہے اور عشق کا کنارہ ہی میرا ساحل ہے۔ یعنی میری کائنات صرف اور صرف عشق ہے لہذا مجھے کشتی کا کوئی ڈر ہے اور نہ ہی میرے دل میں ساحل کی آرزو ہے۔ کیونکہ یہ عشق ہی کے پہلو ہیں۔

شررے فشاں ولیکن شررے کہ وانسوزد کہ ہنوز نو نیازم غمِ آشیانہ دارم

ترجمہ:۔ مجھ پر شرارہ پھینکئے، لیکن وہ شرارہ جو مجھے بالکل بھسم نہ کر دے، کیونکہ ابھی میں تیرا نیا نیا نیاز مند بنا ہوں (اور) ابھی اپنے آشیانے کا غم رکھتا ہوں۔

تشریح آپ مجھ پر اپنی محبت کی چنگاری ضرور پھینکئے مگر ایسی چنگاری جو مجھے بالکل ہی جلا کر راکھ نہ کر دے اس لئے کہ میں ابھی نیا نیا آپ کی محبت میں گرفتار ہوا ہوں اور ابھی میرے دل میں آپکی محبت کے علاوہ اپنا غم بھی موجود ہے اور اپنا خیال رکھنے کا خیال بھی رہتا ہے۔

بامیدِ ایں کہ روزے بشکار خواہی آمد، ز کمندِ شہریاراں رمِ آہوانہ دارم

ترجمہ:۔ میں بادشاہوں کی کمند سے ہرن کی طرح کی چوکڑیاں بھرتا ہوا اس امید پر نکل آیا ہوں کہ ایک نہ ایک دن آپ میرا شکار کریں گے (مجھے اپنے عشق کے لیے منتخب فرمائیں گے)

تشریح میں بادشاہوں کی کمندوں سے ایک ہرن کی طرح اس اُمید پر بھاگتا رہا ہوں کہ ایک نہ ایک روز آپ میرا شکار ضرور کر لیں گے۔ یعنی میرے دل میں آپ کے ہاتھوں شکار ہونے کی تمنا ہے۔

تو اگر کرم نمائی بمعاشراں بہ بخشم دو سہ جامِ دلفروزے ز مےِ شبانہ دارم

ترجمہ:۔ آپ اگر مجھ پر کرم فرمائیں تو میں اپنے معاشرے کے لوگوں کو وہ دلفروز دو تین پیالے جام

بخش دوں جو کہ رات کی محفل سے بچی ہوئی شراب سے میرے پاس محفوظ ہیں۔

تشریح اگر آپ کی اجازت ہو اور کرم فرمائیں تو میں وہ شراب جو رات کی محفل سے بچی ہوئی ہے اس کے دو تین پیالے معاشرے کے ناامید غمگین لوگوں کو بھی بخش دوں تا کہ یہ بھی اپنی افسردگی سے باہر نکل آئیں۔

(17)

نظر بہ راہ نشیناں سوارہ می گذرد مرا بگیر کہ کارم ز چارہ می گذرد

ترجمہ:۔ میرا محبوب سواری پر سوار ہو کر راستہ میں بیٹھے ہوئے عشاق پر نظر ڈالے ہوئے گزر رہا ہے۔ مجھے سنبھالو کہ میرا کام میرے بس میں نہیں رہا۔

تشریح میرا محبوب سواری پر سوار ہے اور اپنے راستے میں بیٹھے ہوئے اپنے عاشقوں پر نظر ڈالے ہوئے گزر رہا ہے یعنی اپنے تمام عاشقوں کو دیکھتا ہوا گزر رہا ہے۔ لیکن مجھ پر اس کی نظر ایسی پڑی کہ میرا کام تمام ہو گیا۔ اس کی نگاہ لطف و کرم نے مجھ سے مجھے چھین لیا۔

بہ دیگراں چہ سخن گسترم ز جلوۂ دوست بیک نگاہ مثال شرارہ می گذرد

ترجمہ:۔ میں اوروں سے دوست کے جلووں کے متعلق کیا بات کروں؟ ایک نگاہ میں وہ شرارے کی طرح گزر جاتا ہے۔

تشریح میرا محبوب اس قدر تیز رفتاری سے گزر جاتا ہے۔ کہ پلک جھپکنے میں ہی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ نگاہ اس کو ٹھیک سے دیکھ ہی نہیں پاتی تو میں اس کے جلووں کے بارے میں دوسروں کو کیا بتاؤں اور کس طرح اس کا نقشہ کھینچوں۔

رہے بمنزل آں ماہ سخت دشوار است چناں کہ عشق بدوش ستارہ می گذرد

ترجمہ:۔ اس ماہِ کامل تک پہنچنے کی راہ بہت دشوار ہے۔ اس تک پہنچنے کیلئے عشق کو ستاروں کے کندھوں پر سے گزرنا پڑتا ہے۔

تشریح اس چودھویں کے چاند تک پہنچنے کا راستہ بہت مشکل ہے عشق ہی ہے جو وہاں تک پہنچ سکتا ہے کیونکہ عشق ستاروں کے اوپر سے گزرنے کی طاقت رکھتا ہے۔

ز پردہ بندیٔ گردوں چہ جائے نومیدی است کہ ناوک نظر ما ز خارہ می گذرد

ترجمہ:۔ آسمان کی پردہ بندی نا امیدی کا مقام نہیں، کیونکہ ہماری نظر کا تیر تو سخت پتھر کے پار گزر جاتا ہے۔

تشریح آسمان کے پردوں سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہماری نظر کا تیر تو سخت سے سخت پتھر کو چیر کر بھی پار چلا جاتا ہے۔ یہ پردے تو ہماری نظر کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ اور ہم آسمان کے اُس پار کیا ہے دیکھ سکتے ہیں۔

بیے است شبنمِ ما، کہکشاں کنارۂ اوست بیک شکستنِ موج از کنارہ می گذرد

ترجمہ:۔ ہماری شبنم ایک سمندر کی مثل ہے۔ کہکشاں اس کا کنارہ ہیں۔ وہ لہر کی ایک شکست سے کنارے سے گزر جاتی ہے۔

تشریح ہماری شبنم اگرچہ نہایت کم حیثیت میں ہے لیکن یہ ایک ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ کہکشاں ہے (جب سورج کی شعاع اس پر پڑتی ہے تو شبنم کا قطرہ چمک اُٹھتا ہے جسے کہکشاں کہا گیا ہے اور شبنم کے قطرے کے اندرون کو بے کنار سمندر)

اور شبنم جو اک سمندر ہے اس کی لہر کنارے یعنی کہکشاں سے ٹکرا کر اوپر سے گزر جاتی ہے

بخلوتش چو رسیدی نظر بأو مکشا کہ آن دمے ست کہ کار از نظارہ می گذرد!

ترجمہ:۔ خلوت میں پہنچ کر اس کی طرف نگاہ نہ کرنا، کیونکہ یہ وہ لمحہ ہے کہ جب کام نظارے سے گزر جاتا ہے۔

تشریح جب تو محبوب کی خلوت گاہ میں پہنچے تو محبوب کی نگاہ نہ اُٹھانا اس لئے کہ یہ لمحہ ایسا لمحہ ہوتا ہے جب کام نظارے کے بس کا نہیں رہتا۔ نظارے سے بہت ماورا ہو جاتا ہے۔ یعنی نظارے سے بھی اعلیٰ منزل پر جا پہنچتا ہے۔

من از فراق چہ نالم کہ از ہجوم سرشک ز راہِ دیدہ دلم پارہ پارہ می گذرد

ترجمہ:۔ میں اس کے فراق میں کیا روؤں؟ میری آنکھوں کے ذریعے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گزر رہا ہے۔

تشریح میں محبوب کی جدائی میں کیا روؤں کہ میرا دل ہی نہیں کیونکہ وہ تو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر میرے آنسوؤں کے ساتھ ہی بہہ چکا ہے۔ اور وہی جدائی کے درد کو محسوس کرنے والا تھا سو وہی نہیں رہا۔

(18)

بر عقلِ فلک پیما ترکانہ شبیخوں بہ یک ذرۂ دردِ دل از علمِ فلاطوں بہ

ترجمہ:۔ آسمان تک رسائی رکھنے والی عقل پر بہادروں کا سا شب خوں مارنا ہی اچھا ہے۔ دل کے درد کا

ایک ذرہ افلاطون کے علم سے اچھا ہے۔

تشریح آسمان تک پہنچنے والی یعنی بلند پرواز عقل پر ترک بہادروں کی طرح ہی شب خون مارنا چاہیے۔ دل کے درد یعنی عشق کا ایک ذرہ افلاطون کے تمام علم سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

دی مغبچۂ با من اسرار محبت گفت اشکے کہ فرو خوردی از بادۂ گلگوں بہ

ترجمہ:۔ شراب پلانے والے کم سن لڑکے نے کل رات مجھے محبت کے اسرار بتائے کہ وہ آنسو جو غم عشق میں پئے جاتے ہیں وہ گلابی شراب سے اچھے ہیں۔

تشریح ایک کم عمر شراب پلانے والے لڑکے نے کل رات مجھے محبت کے راز بتائے اور کہنے لگا کہ وہ آنسو جو محبت کے غم میں پئے جاتے ہیں وہ اس گلابی شراب سے اچھے ہیں لہذا محبت میں اپنے آنسوؤں کو پی جا۔

آں فقر کہ بے تیغے صد کشور دل گیرد از شوکت دارا بہ، از فر فریدوں بہ

ترجمہ:۔ وہ فقیر جو بغیر تلوار کے سینکڑوں دلوں کو فتح کر لیتا ہے، وہ دارا (ایرانی بادشاہ) کی شوکت سے اچھا ہے، فریدوں (ایرانی بادشاہ) کی شان سے اچھا ہے۔

تشریح وہ فقیر درویش جو تلوار کے بغیر سینکڑوں دلوں کو فتح کر لیتا ہے۔ یعنی اس کی درویشی لوگوں کے دلوں میں اُس کی عقیدت و احترام بھر دیتی ہے۔ وہ ایرانی بادشاہ دارا کے جاہ و جلال سے کہیں بہتر ہے۔ کہ جاہ و جلال والے دلوں پر حکومت نہیں کر پاتے اور نہ ہی دلوں کو فتح کر سکتے ہیں۔

در دیر مغاں آئی مضمون بلند آور در خانقہ صوفی افسانہ و افسوں بہ

ترجمہ:۔ اگر تو شراب کشید کرنے والے (باشرع صوفیوں) کے آستانے پر آئے تو بلند مقاصد لے کر آ۔ افسانہ باز صوفیوں کی خانقاہ میں آنے سے جنتر منتر ہی اچھا ہے۔

تشریح اگر تو شراب کشید کرنے والے (وہ صوفی جو شریعت کے پابند ہیں) کے آستانے پر آئے تو اپنے دل میں بلند مقاصد کو لے کر آ۔ اور اچھی بات کر، قصے کہانیاں اور افسانے گھڑنا اور سنانا خانقاہوں پر بیٹھنے والے صوفیوں کے سامنے اچھی لگتی ہیں۔ اللہ کے درویش ان باتوں سے بہت ماورا ہیں۔

در جوئے روان ما، بے منت طوفانے یک موج اگر خیزد آں موج ز جیحوں بہ

ترجمہ:۔ ہماری رواں دواں ندی میں طوفان کے احسان کے بغیر، اگر ایک موج بھی اٹھے تو وہ موج

دریائے جیحوں سے اچھی ہے۔

تشریح　ہماری ندی میں بغیر کسی طوفان کا احسان اٹھائے یعنی از خود ایک لہر بھی اُٹھے تو وہ بلخ کے قریب بہنے والے دریائے جیحوں کی لہروں سے بہتر ہے کہ اس کی لہریں طوفان کی وجہ سے اپنا سر اُٹھائے رہتی ہیں۔ یعنی دوسروں کی محتاج ہیں ان میں خوداتی صلاحیت موجود نہیں۔ مراد یہ کہ کوئی کام دوسروں کا احسان لینے کی بجائے خود سے کرنا کہیں بہتر ہے۔

سیلے کہ تو آوردی در شہر نمی گنجد　　ایں خانہ بر اندازے در خلوت ہامون بہ

ترجمہ:۔ جو سیلاب تو لایا ہے وہ شہر میں نہیں سما سکتا۔ گھر کو برباد کرنے والا سیلاب صحرا کے اندر اچھا ہے۔

تشریح　اے اقبال! تو جو سیلاب لے کر آیا ہے یعنی جو جنون تجھ میں ہے یہ شہر اس کا متحمل دکھائی نہیں دیتا، اس طوفان کیلئے تو صحرا ہونا چاہیے کیونکہ یہ سیلاب گھر کو برباد بھی کر سکتا ہے۔

اقبالِ غزل خواں را کافر نتواں گفتن　　سودا بدماغش زد از مدرسہ بیروں بہ

ترجمہ:۔ غزل کہنے والے اقبال کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے دماغ میں عشق کا سودا بھرا ہوا ہے، اس لیے اس کا مدرسہ سے باہر رہنا ہی اچھا ہے۔

تشریح　اقبال غزل کہتا ہے کہ اس کے دماغ میں عشق کا سودا بھرا ہوا ہے اور اسے وجہ سے اُس کا فر نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ البتہ اس کی مدرسے سے باہر رکھنا چاہیے تا کہ اس کی دیوانگی دوسروں پر اثر انداز نہ ہو۔

(19)

یا مسلماں را مدہ فرماں کہ جاں بر کف بنہ　　یا دریں فرسودہ پیکر تازہ جانے آفریں
یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ اے اللہ! یا تو آپ مسلمانوں کو یہ حکم نہ دیں کہ وہ اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ لیں یا پھر ان کے فرسودہ بدنوں میں نئی جان پیدا فرما دیں۔ یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح　اے اللہ! یہ مسلمان اپنے جوہر سے آشنا نہیں رہے آپ ان مسلمانوں کو حکم دیں کہ دین کی سربلندی کیلئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ لیں یعنی ہر وقت اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کیلئے کمر باندھے رکھیں یا پھر ان کے کمزور بدنوں میں نئی جان پیدا کر دیں۔

یا برہمن را بفرما نو خداوندے تراش　　یا خود اندر سینۂ زناریاں خلوت گزیں

یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ یا برہمن کو یہ حکم فرمائیں کہ وہ ایک نیا خدا تراشے یا زنار باندھنے والے کے سینے میں خلوت اختیار فرمائیں۔ (آج کے مسلمان اگر سرفروشی اور حق کوشی کے جذبے سے خالی ہو چکے ہیں تو غیر مسلم بھی اپنے خداؤں سے بیزار ہو چکے ہیں۔)

یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح　اے اللہ یا پھر ہندو رہنماؤں یعنی غیر مسلموں کو ہی یہ حکم دیں کہ وہ نئے خدا تراشیں یا بت پرستوں کے سینوں میں آپ خود خلوت اختیار کر لیں۔ کیونکہ مسلمان تو اپنے حقیقی جذبوں سے عاری ہو چکے ہیں۔ دونوں میں سے جو آپ کو مناسب لگے وہ کر لیں۔

یا دگر آدم کہ از ابلیس باشد کمترک　　یا دگر ابلیس بہرِ امتحانِ عقل و دیں

یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ یا کوئی اور آدمی پیدا فرما جو شیطان سے تو قدرے کم ہو یا دین اور عقل کے امتحان کیلئے ایک اور شیطان پیدا فرما۔ (آج کا آدمی شیطان سے بھی بڑھ چکا ہے اور دین اور عقل کی باتیں بھی نئے پیمانوں سے ناپی جا رہی ہیں، ایسے پیمانے جو شیطانی پیمانوں سے بھی بڑھ کر ہیں۔)

یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح　۔ اے اللہ! کوئی اور آدم پیدا فرما دے جو شیطان سے ذرا کم ہے مراد یہ کہ آدمی شیطان کو بھی پیچھے چھوڑ چکا ہے۔ اور بے دینی میں اس قدر آگے بڑھ چکا ہے کہ ایسے انسان پیدا فرما دیں کہ موجودہ ابلیس کی قدر و قیمت موجودہ انسان سے کہیں کم تر ہے۔ دونوں میں جو آپ بہتر سمجھیں وہ کر دیں۔

یا جہانے تازۂ یا امتحانے تازۂ　　می کنی تا چند با ما آنچہ کردی پیش ازیں

یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ یا کوئی نیا جہان پیدا فرمائیں یا اس جہان کیلئے کوئی نیا امتحان لیں۔ آپ پہلے کی طرح کب تک ہماری آزمائش فرماتے رہیں گے؟

یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح اے اللہ یا تو کوئی نیا جہان پیدا فرما دیجئے یا پھر اسی موجودہ جہان کے لئے کوئی نئی طرح کے امتحان لیں ہم اب وہ نہیں رہے اس لئے آپ پہلے کی طرح کب تک ہمیں آزماتے رہیں گے کہ ہم آپ کی طرف لوٹ آئیں اور اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ سے حاصل کر لیں۔ یا یہ کر لیں یا وہ کر لیں۔

فقر بخشی؟ با شکوہِ خسرو پرویز بخش یا عطا فرما خرد با فطرتِ روح الامیں

یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ اگر آپ فقر عطا فرماتے ہیں تو خسرو پرویز جیسی شان و شوکت بھی عطا فرمائیں۔ یا پھر وہ عقل عطا فرمائیں جس کی فطرت روح الامین جیسی ہو۔

یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح اگر آپ درویشی عطا فرماتے ہیں تو اس کے ساتھ خسرو پرویز بادشاہ (قدیم ایرانی بادشاہ) جیسی شان و شوکت اور رعب و دبدبہ بھی عطا فرمائیں یا پھر وہ عقل عطا فرما دیں جس کی فطرت حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسی ہو یعنی جو آپ کے احکام پہنچانے پر مامور رہیں۔ یا ایسا کریں یا ویسا کر دیں۔

یا بکش در سینۂ من آرزوئے انقلاب یا دگرگوں کن نہادِ ایں زمان و ایں زمیں

یا چناں کن یا چنیں!

ترجمہ:۔ یا تو آپ میرے سینے میں انقلاب کی آرزو ختم کر دیں یا پھر اس زمین و زماں کی طبع (فطرت) بدل دیں۔

یا ویسا کریں یا ایسا کریں۔

تشریح یا پھر آپ میرے سینے میں انقلاب پیدا کرنے کی آرزو کو ختم کر دیں تا کہ میں مسلمانوں کی ترقی حکمرانی اور دین کی علمبرداری کی خواہش نہ کروں یا پھر زمین اور زمانے کی فطرت کو بدل دیں ۔دونوں میں سے جو آپ کو مناسب لگے کر دیں۔

(20)

عقل ہم عشق است و از ذوقِ نگہ بیگانہ نیست لیکن ایں بیچارہ را آں جرأتِ رندانہ نیست

ترجمہ:۔ عقل عشق ہی تو ہے اور نگاہ کے ذوق سے بے خبر نہیں، لیکن اس بیچارے کے پاس وہ (عشق والی) جرأت رندانہ نہیں ہے۔

تشریح عقل بھی عشق ہی کا روپ ہے اور نگاہ کے ذوق سے بے گانہ بھی نہیں لیکن ایک بات ہے کہ یہ بے چاری ہر قدم پھونک کر رکھتی ہے اس میں عشق والی مستی میں ڈوبے ہوؤں جیسی جرأت نہیں ہے۔

گرچہ میدانم خیال منزل ایجاد من است در سفر از پانشستن ہمت مردانہ نیست

ترجمہ:۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ منزل کا خیال میرا ایجاد کردہ ہے، لیکن سفر میں تھک ہار کر بیٹھ جانا مردوں کی ہمت کے خلاف ہے۔

تشریح اگرچہ منزل کا خیال میری اپنی ایجاد ہے لیکن پھر بھی تھک ہار کر بیٹھ جانا مردوں کو شیوہ نہیں دیتا کیونکہ یہ مردوں کی فطرت کے خلاف ہے کہ وہ ہمت ہار دیں۔

ہر زماں یک تازہ جولاں گاہ می خواہم ازو تا جنوں فرمائے من گوید دگر ویرانہ نیست

ترجمہ:۔ میں اللہ سے ہر لحہ ایک نئی جولا نگاہ (میدانِ جدوجہد) کا آرزومند رہوں گا، حتی کہ جنون عطا کرنے والا مجھے کہہ دے کہ اب کوئی ویرانہ باقی نہیں رہا (میری یہ طلب مسلسل بڑھتی رہے گی اور باقی رہے گی۔)

تشریح میں اللہ تعالی سے ہر پل ایک نئی جدوجہد کا میدان چاہتا ہوں تا کہ میں مسلسل جدوجہد میں لگا رہوں یہاں تک کہ مجھے جدوجہد کا جنون عطا کرنے والا خود ہی کہہ دے کہ بس کر اب کوئی ویرانہ باقی نہیں رہا جسے تو سر کرے۔ مراد ہے کہ سرگرم عمل رہنے ہی سے زندگی ہے اور اسی میں انسانی معراج کا راز چھپا ہوا ہے۔

با چنیں زور جنوں پاس گریباں داشتم در جنوں از خود رفتن کار ہر دیوانہ نیست

ترجمہ:۔ اس زور جنوں کے باوجود میں نے گریباں کا لحاظ رکھا۔ ورنہ جنوں کی حالت میں اپنے آپ سے باہر ہونا ہر دیوانے کے بس میں نہیں ہوتا۔

تشریح اگر میرا جنون اس قدر مُنہ زور اور شدت اختیار کر چکا تھا کہ اسے سنبھالنا اور اس سے اپنے آپ کو بچانا مشکل کام تھا لیکن میں نے اپنے جنوں سے اپنے گریبان کو بچائے رکھا۔ ورنہ ایسی حالت میں اپنے آپ سے باہر ہونا ہر دیوانے کے بس کی بات نہیں ہوتا۔

(21)

سوز و گدازِ زندگی لذّتِ جستجوے تو ۔۔۔ راہ چو مار می گزد گر نروم بسوے تو

ترجمہ:۔ زندگی کا سوز و گداز صرف اور صرف آپ کی جستجو کی لذت ہی میں ہے۔ راستہ مجھے سانپ کی طرح کاٹتا ہے، اگر میں آپ کی طرف نہ جاؤں۔

تشریح: زندگی کا سوز و گداز اور خوبصورتی اسی میں ہے کہ وہ آپ کی تلاش کی لذت میں گزرے اور میں زندگی کا راز پا چکا ہوں اسی لئے اگر میں آپ کی جستجو کے راستے سے الگ ہو کر کسی دوسرے راستے کی طرف جاؤں تو راستہ مجھے سانپ کی طرح ڈسنے لگتا ہے۔

سینہ کشادہ جبرئیل از برِ عاشقاں گذشت ۔۔۔ تا شررے بہ او فتد آتشِ آرزوے تو

ترجمہ:۔ عاشقوں کے پاس سے جبرائیل سینہ کھولے ہوئے گزر گیا، تاکہ اس کے سینے میں تیری آرزو کی آگ کی ایک چنگاری گر جائے۔

تشریح: حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنا سینہ کھولے ہوئے تیرے عاشقوں کے پاس سے گزرتے ہیں تاکہ تیری آرزو کی آگ کی کوئی ایک چنگاری اُن کے سینے میں بھی گر جائے اور وہ بھی تیرے عاشقوں جیسی لذت اور سوز سے فیض یاب ہو سکیں۔

ہم بہواے جلوۂ پارہ کنم حجاب را ۔۔۔ ہم بنگاہِ نارسا پردہ کشم بروے تو

ترجمہ:۔ میں آپ کے جلوے کی تمنا میں اس حجاب کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہوں اور آپ کے جلوؤں تک رسائی نہ رکھنے والی نگاہ سے آپ کے رُخِ تاباں پر پردہ بھی ڈال رہا ہوں۔

تشریح: اے میرے محبوب! میں آپ کا جلوہ دیکھنے کی آرزو میں اس پردے کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہوں اور وہ نگاہ جو آپ کے جلوؤں تک رسائی نہیں رکھتی اُس سے آپ کے روشن اور پُر نور چہرے پر پردہ بھی ڈال رہا ہوں تاکہ میری آرزو کی شدت بھی برقرار رہے اور میں آپ کے دیدار سے بھی فیض یاب رہوں۔

من بتلاشِ تو روم یا بتلاشِ خود روم ۔۔۔ عقل و دل و نظر ہمہ گم شدگانِ کوے تو

ترجمہ:۔ میں آپ کی تلاش میں جا رہا ہوں یا اپنی تلاش میں (مجھے کچھ خبر نہیں، کیونکہ) میری عقل، میرا دل اور میری نظر سب کچھ تیری گلی میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔

تشریح: مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں آپ کی تلاش میں جا رہا ہوں کہ اپنے آپ کو تلاش کرنے نکلا ہوا ہوں مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آتا کیونکہ میری عقل، میرا دل اور میری نظر سب تیری گلی میں گم ہو کر رہ گیا

ہے یعنی یہ سب بھی میری طرح تیری تلاش میں کھوئے ہوئے ہیں۔

از چمنِ تو رُستہ ام قطرۂ شبنمے بہ بخشش خاطرِ غنچہ وا شود کم نشود ز جوئے تو

ترجمہ:۔ میں آپ کے چمن سے اُگا ہوں، مجھے ایک قطرہ شبنم کا بخشئے۔ یوں غنچے کا دل تو کھل جائے گا لیکن تیری ندی میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

تشریح: میں آپ ہی چمن سے اُگا ہوں اس لئے مجھے ایک قطرہ شبنم عطا کیجئے کہ میں تازگی حاصل کر سکوں آپ کے اس کرم سے مجھ غنچے کا دل کھل جائے گا میں خوش ہو جاؤں گا اور ایک قطرے سے آپ کو ندی جو بے کنار ہے اور بھری پڑی ہے اُس میں کوئی بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔

(22)

دریں محفل کہ کارِ او گذشت از بادہ و ساقی ندیمے کو کہ در جامش فرو ریزم مے باقی

ترجمہ:۔ شراب اور ساقی سے گزری ہوئی محفل میں، ایسا ایک ساتھی کہاں میسر ہے کہ میں جس کے جام میں بچی ہوئی شراب انڈیل دوں۔

تشریح: اس گئی گزری محفل میں صلاحیتیں ہی نہیں رہیں کہ یہ شراب اور ساقی لطف حاصل کر سکے۔ لہذا مجھے اس محفل میں کوئی دوست کہاں مل سکتا ہے جس کے پیالے میں میں اپنی بچی ہوئی شراب انڈیل دوں یعنی کوئی اس قابل بھی نہیں رہا جس کو اپنا خیال کیا جا سکے۔

کسے کو زہرِ شیریں می خورد از جامِ زرّینے مئے تلخ از سفالِ من کجا گیرد بہ تریاقی

ترجمہ:۔ سونے کے جام میں زہرِ شیریں پینے والا بھلا میرے مٹی کے پیالے سے تلخ شراب جو کہ تریاق (زہر کے اثر کو ختم کرنے والی) ہے، کب پیے گا؟

تشریح: جو سونے کے پیالے میں میٹھا زہر پینے والا ہے اور غفلت کا شکار ہے وہ زہر پلانے والے کی خصلت سے ہی واقف نہیں اور نہ ہی واقف ہونا چاہتا ہے وہ میرے مٹی کے پیالے سے تلخ شراب کیسے پیئے گا حالانکہ جو زہر وہ پی رہا ہے میری شراب اُس کیلئے تریاق ہے۔

شرار از خاکِ من خیزد، کجا ریزم، کرا سوزم غلط کردی کہ در جانم فگندی سوزِ مشتاقی

ترجمہ:۔ میری مٹی سے تو شرارے اُٹھتے ہیں، بھلا میں انہیں کہاں پھینکوں؟ کس کو جلاؤں؟ میری جان میں عشق کا سوز رکھنے سے آپ کو بھلا کیا فائدہ؟

تشریح: میری مٹی سے شرارے اُٹھتے ہیں اور یہ میرے اندر میری جان میں عشق کے سوز کی وجہ

سے ہے میں ان شراروں کو کہاں پھینکوں اور کس کو جلاؤں کہ میرے عشق کے سوز کی آگ سے دوسرے کو کس طرح فائدہ حاصل ہو سکتا ہے مراد یہ کہ کوئی اتنے ظرف والا دکھائی ہی نہیں دیتا جو عشق کے سوز کا متحمل ہو سکے۔

مکدر کرد مغرب چشمہ ہائے علم و عرفاں را　　جہاں را تیرہ تر سازد چہ مشائی چہ اشراقی

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب نے علم اور عرفان کے چشموں کو گدلا کر دیا ہے۔ کیا مشائی (ارسطو کے فلسفہ کے قائل) اور کیا اشراقی (افلاطون کے فلسفہ کے قائل) سب جہان کو پہلے سے بھی زیادہ تاریک بنا رہے ہیں (علوم جدیدہ نے اخلاقیات کا جنازہ نکال دیا ہے۔)

تشریح　مغربی قوموں یعنی انگریزوں نے علم اور عرفان کے چشموں کو گدلا کر دیا ہے افلاطون کے افکار ہوں کہ ارسطو کے یہ علوم دن بہ دن دنیا کو تاریک تر کئے جا رہے ہیں کیونکہ یہ علوم عرفان سے عاری ہیں اور محض دلیلوں پر استوار ہیں جس کی وجہ سے اخلاقی قدریں پامال ہوتی جا رہی ہیں۔

دلِ گیتی! انا المسموم، انا المسموم فریادش　　خرد نالاں کہ ما عندی بتریاقٍ ولا راقٍ

ترجمہ:۔ (اہلِ مغرب نے اہلِ مشرق کا یہ حال کر دیا ہے کہ) دنیا (اہلِ مشرق) کے دل کی فریاد ہے: ''میں زہر آلودہ ہو گیا ہوں۔ میں زہر آلودہ ہو گیا ہوں۔'' عقل پریشان ہے کہ نہ تو میرے پاس اس زہر کا تریاق ہے اور نہ ہی کوئی جھاڑ پھونک۔

(یزید بن معاویہ کے شعر کی طرف تلمیح ہے جس کا ترجمہ ہے: عشق کا زہر میرے اندر سرایت کر چکا ہے۔ میرے پاس نہ تو کوئی تریاق ہے اور نہ ہی کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا۔ اس لئے اے ساقی! شراب کے پیالے کو گردش دے اور مجھے شراب پلا تا کہ یہ زہر جو مجھ میں سرایت کر گیا ہے دور ہو۔)

تشریح　اہلِ مغرب کی وجہ سے اور انگی سازشوں کے سبب اہلِ مشرق کا وہ حال ہو گیا ہے کہ اب مشرق والوں کا دل فریاد کر رہا ہے کہ بس، زہر آلودہ ہو گیا ہوں عقل پریشانی کا شکار ہے کہ اس کے پاس بھی اس کے زہر کا تریاق موجود نہیں اور نہ ہی یہ زہر کسی جھاڑ پھونک سے دور ہونے والا ہے۔

چہ ملائی، چہ درویشی، چہ سلطانی، چہ دربانی　　فروغِ کار می جوید بسالوس و زرّاقی!

ترجمہ:۔ کیا مُلائی، کیا درویشی، کیا سلطان، کیا دربانی۔ (موجودہ زمانے میں) سب اپنے عروج کے

لیے فریب اور منافقت سے کام لے رہے ہیں۔

تشریح کیا مُلا، کیا درویش، کیا سلطان اور کیا دربان سب کے سب اپنے اپنے مطلب اور اپنے اپنے عروج اور دنیاوی چکا چوند حاصل کرنے کیلئے فریب دھوکا اور منافقت سے کام لے رہے ہیں۔ یعنی موجودہ زمانے میں ہر کوئی صرف اور صرف اپنی ہوس کا پجاری ہے۔ اور خوشامد سے اپنا اُلو سیدھا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

بہ بازارے کہ چشمِ صیرفی شور است و کم نور است نگینم خوار تر گردد چو افزاید بہ برّاقی

ترجمہ:۔ اس بازار میں کہ جہاں پرکھنے والے کی آنکھ بیمار اور بے نور ہے، میرا نگینہ جب زیادہ چمک دمک دکھاتا ہے تو زیادہ خوار ہوتا ہے۔

تشریح اس بازار میں جہاں پرکھنے والے صراف کی آنکھ بے نور اور بدنظر ہے وہاں میرے زیادہ چمک دمک رکھنے والے نگینے کی خوبیاں اُسے کیا دکھائی دیں گی بلکہ ایسے بازار میں سوائے خوار ہونے کے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

(23)

ساقیا بر جگرم شعلۂ نمناک انداز دگر آشوبِ قیامت بکفِ خاک انداز

ترجمہ:۔ اے ساقی! میرے جگر پر نم شدہ شعلہ پھینک۔ پھر میری مٹھی بھر خاک میں قیامت کا شور برپا کر۔

تشریح اے ساقی میرے جگر پر نم شدہ یعنی شراب کے قطرات گرا اور اس طرح میرے بدن میں قیامت کے شور جیسا شور پیدا کر دے۔

او بیک دانۂ گندم بزمینم انداخت تو بیک جرعۂ آب آنسوے افلاک انداز

ترجمہ:۔ سیدنا آدم نے مجھے گندم کا ایک دانہ کھانے کی پاداش میں زمین پر پھینک دیا، آپ مجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا کر آسمانوں کے اس پار پھینک دیں۔

تشریح ابلیس نے مجھے ایک گندم دانہ کھلا کر جنت سے نکلوا دیا اور آسمان سے زمین پر پھینک د آپ مجھے عشق کی ایک گھونٹ شراب پلا کر پھر سے آسمانوں کے پار پھینک دیں۔ یعنی میں اپنے اصل مقام و مرتبے کو پھر سے حاصل کرلوں۔

عشق را بادۂ مرد افگن و پر زور بدہ لاے ایں بادہ بہ پیمانۂ ادراک انداز

ترجمہ:۔ عشق کو پہلوانوں کو پچھاڑ دینے والی اور پُر زور شراب عطا کیجئے۔ اس شراب کی تلچھٹ عقل

کے پیمانہ میں ڈالیے۔

تشریح عشق کو ایسی شراب عطا کر دیجئے کہ عشق میں اس قدر طاقت آ جائے کہ بڑے سے بڑے پہلوانوں کو پچھاڑ دے اور اس شراب کی تلچھٹ میرے ادراک (عقل) کے پیمانے میں ڈال دیجئے۔

حکمت و فلسفہ کرد است گراں خیز مرا خضرِ من! از سرم ایں بارِ گراں پاک انداز

ترجمہ:۔ حکمت اور فلسفہ نے ہی تو مجھے سست بنا دیا ہے۔ اے میرے خضر! مجھے سر کے اس بوجھ سے نجات عطا کر۔

تشریح حکمت اور فلسفہ کے بوجھ سے میری رفتار سست پڑ گئی ہے۔ اے میرے راہبر! مجھے اس بوجھ سے نجات عطا فرما کہ اپنی تیز رفتاری کو قائم رکھ سکوں اور اپنی منزل تک جلد پہنچ سکوں۔

خرد از گرمیِ صہبا بگدازے نرسید چارۂ کارِ باں غمزۂ چالاک انداز

ترجمہ:۔ عقل شراب کی گرمی سے نہیں پگھلی، اپنے انداز اور ادا سے اس نقصان کی تلافی کیجئے۔

تشریح شراب کی گرمی عقل میں گداز پیدا نہیں کر سکی۔ لہذا اس کا علاج اپنے ناز و ادا سے کرنا ضروری ہے۔ مراد یہ کہ عشق عقل کو قائل نہیں کر پایا کیونکہ یہ دلائل کی مرہونِ منت ہے۔

بزم در کشمکشِ بیم و امید است ہنوز ہمہ را بے خبر از گردشِ افلاک انداز

ترجمہ:۔ ابھی تک بزم خوف و امید کی کشمکش میں حیران ہے۔ تمام لوگوں کو آسمانوں کی گردش سے بے خبر کر دیجئے۔

تشریح یہ محفل یعنی مسلمان ابھی تک اُمید اور نا اُمیدی کی کشمکش میں گھرے ہوئے ہیں ان کو آسمانی گردشوں سے بے نیازی عطا کر دیجئے۔ تا کہ یہ عمل کی زندگی کی طرف آئیں اور اُمید کا دامن تھام کر رکھیں اور اپنے مستقبل کو روشن کرنے کا چارہ کریں۔

می تواں ریخت در آغوشِ خزاں لالہ و گل خیز و بر شاخِ کہن خونِ رگِ تاک انداز

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) اٹھ اور پرانی شاخ (بہار) پر انگور کی شراب کا خون ڈال، کیونکہ خزاں کی آغوش میں لالہ اور گلاب کے پھول ڈالے جا سکتے ہیں (اور یوں اسے بہار بنایا جا سکتا ہے۔)

تشریح خزاں کے موسم میں بھی بہار لائی جا سکتی ہے اور گل و لالہ کی تازگی اور رونق کو برقرار

رکھا جا سکتا ہے۔ اے محبوب آپ ہماری پرانی شاخ پر انگور کا خون ڈال کر اسے سرسبز اور تر و تازہ کر دیجئے تا کہ یہ پھل دینا شروع کر دے انگور کی بیل کو سرسبز کرنے کیلئے بھی اس کی جڑوں میں خون ڈالا جاتا ہے۔

(24)

ازاں آبے کہ در من لالہ کارد ساتگینے دہ کفِ خاکِ مرا ساقی بہ بادِ فرودینے دہ

ترجمہ:۔ اے ساقی! مجھے جام عطا کر کہ جو مجھ میں گُلِ لالہ بوئے۔ اے ساقی! میری مٹھی بھر مٹی کو بہار کے حوالے کر دے۔

تشریح اے ساقی! مجھے ایسی شراب کا پیالہ پلا کہ جس سے میرے اندر لالہ و گُل کھل اٹھیں اور اس طرح میری مٹھی بھر مٹی (جسم) کو بہار کے موسم کے حوالے کر دے تا کہ میں باغ کی رونق بن جاؤں۔

زمینائے کہ خوردم در فرنگ اندیشہ تاریک است سفر در زیدۂ خود را نگاہِ راہ بینے دہ

ترجمہ:۔ میں نے یورپ میں جس صراحی کی شراب پی اس سے میرا فکر تاریک ہو گیا۔ تیری طرف سفر کرنے والے اس مسافر کو نگاہ بینا عطا فرما۔

تشریح میں نے مغرب میں آ کر جس صراحی کی شراب پی اس نے میری روشن سوچ میں تاریکی بھر دی یعنی میں غیر لوگوں کے غیر موافق ماحول سے پریشان ہوں جس میں انسانی سطح پر کسی قسم کی خیر خواہی دکھائی نہیں دیتی اے اللہ اپنی طرف سفر کرنے والے کو ایسی روشن نگاہ عطا فرمایئے کہ وہ اپنے لئے سیدھی راہ کو پہچان لے۔

چو خس از موج ہر بادے کہ می آید ز جا رفتم دلِ من از گمانہا در خروش آمد، یقینے دہ

ترجمہ:۔ تنکے جس طرح ہوا کے جھونکوں کے ساتھ اُڑ جاتے ہیں، اسی طرح میں بھی اپنا مقام کھو بیٹھا ہوں۔ میرا دل مختلف قسم کے گمانوں کی وجہ سے فریاد کر رہا ہے، پس اسے یقین عطا کیجئے۔

تشریح ہوا کے جھونکوں سے اڑتے ہوئے تنکوں کی طرح میں بھی اپنا مقام کھو بیٹھا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ میں کون ہوں کیا ہوں میری اصل کیا ہے۔ انہیں الجھنوں کی وجہ سے میں مختلف قسموں کے وہم و گمان میں بھی گرفتار ہو گیا ہوں اور میرا دل فریاد کر رہا ہے پس آپ اسے یقین عطا فرمایئے تا کہ یہ اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکے۔

بجانم آرزو ہا بود و نابود شرر دارد شمم را کو کے از آرزوئے دل نشینے دہ

ترجمہ:۔ میری جان شرر کے بود و نابود کی چنگاریوں کی آرزومند ہے۔ میری رات کو کسی دل لبھانے والی آرزو کا ستارہ عطا کیجئے۔

تشریح میرے دل میں آرزوؤں کی چنگاریاں اُٹھتی ہیں اور بجھ جاتی ہیں میری رات کو کسی دل لبھانے والی آرزو کا ستارہ عطا کیجئے کیونکہ ستارہ روشن رہتا ہے اور شرارہ اُٹھتے ہی بجھ جاتا ہے۔

بدستم خامۂ دادی کہ نقشِ خسروی بندد رقم کش ایں چنینم کردۂ لوحِ جبینے دہ

ترجمہ:۔ آپ نے میرے ہاتھ میں قلم دیا کہ وہ شاہانہ نقش کھینچے۔ آپ نے مجھے ایسا نقاش بنایا ہے تو اس کیلئے کسی کی جبین بطور لوح عطا فرما۔

تشریح آپ نے میرے ہاتھ میں قلم تھمایا کہ میں شاہکار نقش رقم کروں۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے شاہکار تخلیق کرنے والا نقاش بنایا ہے لیکن ایک آرزو اور ہے کہ جب یہ صلاحیت عطا کی ہے تو پھر کوئی خوبصورت جبین بطور لوح بھی عطا فرما دیجئے جس پر میں شاہکار نقش اُبھار سکوں۔

(25)

ز ہر نقشے کہ دل از دیدہ گیرد پاک می آیم گدائے معنیِ پاکم تہی ادراک می آیم

ترجمہ:۔ میں دل پر آنکھوں کے ذریعے بننے والے ہر نقش سے پاک آیا ہوں۔ میں پاک معنوں کا گدا ہوں، ہر فکر سے خالی ہو کر آیا ہوں۔

تشریح میرا دل آنکھوں کے ذریعے سے اپنے اوپر اُترنے والے ہر نقش سے پاک آیا ہے لہذا میں پاک معنوں کا گدا ہونے کے ساتھ ساتھ ہر فکر سے خالی ہو کر آیا ہوں یعنی آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے وہ میرے دل پر رقم نہیں ہو جاتا۔

گہے رسم و رہِ فرزانگی ذوقِ جنوں بخشد من از درسِ خردمنداں گریباں چاک می آیم!

ترجمہ:۔ کبھی عقل (فرزانگی) کی رسم و راہ جنوں کا ذوق بخشتی ہے۔ میں عقل مندوں کی درس گاہ سے چاک گریباں کے ساتھ آیا ہوں۔

تشریح عقل کے انداز اور طور طریقے جنون کا ذوق بخشنے سے عاری ہیں میں تو عقل مندوں کی درس گاہ سے چاک گریبان کے ساتھ آیا ہوں اُن کے پاس تو وہ چیز موجود ہی نہیں میں جس کا طلب گار تھا۔

گہے پیچد جہاں بر من، گہے من بر جہاں پیچم بگرداں بادہ تا بیروں ازیں پیچاک می آیم

ترجمہ:۔ کبھی جہان مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور کبھی میں جہان کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہوں۔ پیالۂ شراب کو گردش نصیب فرما تا کہ میں (اس کے ذریعے) اس لپیٹ سے باہر آ سکوں۔

تشریح کبھی تو یوں ہوتا ہے کہ جہاں مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے اور یوں ہوتا ہے کہ میں جہان کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہوں۔ اے ساقی! شراب کے پیالے کو گردش دے تا کہ میں اس لپیٹ سے باہر آ سکوں۔ یہاں اقبال خود کو جام تصور کئے ہوئے ہیں اور گردش چاہ رہے ہیں کہ اس گردش سے وہ ایک جگہ سے دوسری پھر تیسری اور آخر کار جہان کی گرفت سے باہر آ جائیں

نہ ایں جا چشمکِ ساقی، نہ آنجا حرفِ مشتاقی ز بزمِ صوفی و ملا بسے غمناک می آیم

ترجمہ:۔ نہ اس جگہ (خانقاہوں میں) ساقی کی آنکھوں کے اشارے کنائے ہیں اور نہ اس جگہ (مدارس میں) ذوق و شوق کی بات ہے۔ میں صوفی اور ملا دونوں کی بزم سے بہت غمناک (مایوس) آیا ہوں۔

تشریح خانقاہوں پر ساقی کی آنکھوں کے اشارے کہاں ہو سکتے ہیں اور نہ ہی اس جگہ ذوق و شوق کی باتیں کی جاتی ہیں کیونکہ جن لوگوں نے صوفی اور ملا کے روپ میں یہاں قبضہ جمایا ہوا ہے وہ ان لطافتوں سے واقف ہی نہیں وہ تو صرف بھیک مانگنے والے اور اپنے آپ میں کھوئے رہنے والے ہیں افسوس کہ میں اُن کو کیا سمجھتا تھا اور کیا نکلے لہٰذا میں بہت مایوس ہو کر واپس لوٹ آیا ہوں کہ جہاں سے دینی درس کی توقع تھی وہاں سے کچھ حاصل نہ ہوا۔

رسد وقتے کہ خاصانِ ترا با من فتد کارے کہ من صحرائیم پیشِ ملک بیباک می آیم

ترجمہ:۔ وہ وقت آنے والا ہے کہ تیرے خاصوں کو مجھ سے کام پڑے گا، کیونکہ میں تو صحرا سے تعلق رکھتا ہوں، اسی لیے بادشاہ کے سامنے بے خوف ہو کر آتا ہوں۔

تشریح وہ وقت دور نہیں جب تیرے خاص بندوں کو مجھ سے کام پڑے گا۔ میں صحرا نشین ہوں اور میری خودداری کسی بادشاہ کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتی لہٰذا میں بادشاہ کے سامنے بے خوف ہو کر آتا ہوں کیونکہ میں بھی اپنی دُنیا کا بادشاہ ہوں۔

(26)

دلِ بے قیدِ من با نورِ ایماں کافری کردہ حرم را سجدہ آوردہ، بتاں را چاکری کردہ

ترجمہ:۔ میرے آزاد خیال دل نے ایمان کے نور کے ساتھ کافری کی ہے۔ میں سجدہ تو کعبہ کو کر رہا ہوں

لیکن غلامی بتوں کی کر رہا ہوں۔

تشریح میرا دل آزاد خیال ہے اس لئے اس نے ایمان کے نور کے ساتھ وفا نہیں کی اور اس طرح کفر کا مرتکب ہوا ہوں کیونکہ سجدہ میں کعبہ کو کر رہا ہوں اور غلامی نفس امارہ کی۔ یعنی میں نے اپنی ضرورتوں کے مطابق کئی بُت تراش رکھے ہیں جن کو آقا تسلیم کئے ہوئے ہوں۔ حالانکہ مجھے چاہیے کہ میں جس کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں اُسی کعبہ کے رب کو سچے دل سے تسلیم کروں اُس پر بھروسا کروں اور اُسی کی رضا میں راضی رہوں۔

متاعِ طاعتِ خود را ترازوے بر افرازد   ببازارِ قیامت با خدا سوداگری کردہ

ترجمہ:۔ اپنی طاعت کو زاہد ترازو میں تولتا ہے، قیامت کے بازار میں وہ خدا کے ساتھ تجارت کرتا ہے۔ (عبادت اللہ کا حکم ہے اور بندہ کا فرض۔ اسے کسی لالچ کے بغیر ادا کرنا چاہیے۔)

تشریح عبادت گزار اپنی فرماں برداری کو ترازو میں تول کر اندازے لگاتا رہتا ہے کہ میں نے اتنے زیادہ نیک اعمال کئے یہ اچھا کام کیا وہ اچھا کام کیا دوسرے لفظوں میں اپنے اللہ کو جتا رہا ہوتا ہے کہ میری اتنی پونجی تیرے پاس جمع ہو چکی ہے جو تیرے وعدے کے مطابق نفع کے ساتھ روز حساب عطا کی جائے گی۔ یعنی اللہ سے تجارت کرتا ہے۔ جبکہ عبادت اللہ کا حکم ہے اور اللہ کا حکم بندے کا فرض ہوتا ہے اس لئے عبادت کو کسی لالچ کے بغیر ادا کرنا چاہیے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کسی کا حساب اپنی طرف نہیں رکھتا۔

زمین و آسماں را بر مرادِ خویش می خواہد   غبارِ راہ و با تقدیرِ یزداں داوری کردہ

ترجمہ:۔ وہ زمین و آسمان کو اپنی مراد کے مطابق دیکھنا چاہتا ہے۔ وہ راستے کا غبار ہے اور اللہ کی تقدیر کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔

تشریح انسان زمین اور آسمان کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کا خواہش مند ہے جبکہ جو راستے کے غبار کی طرح ہے یعنی مٹی سے پیدا شدہ ہے۔ پھر بھی اللہ کی تقدیر کے ساتھ مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

گہے با حق در آمیزد، گہے با حق در آویزد   زمانے حیدری کردہ، زمانے خیبری کردہ

ترجمہ:۔ کبھی وہ سراپا حق ہو جاتا ہے (اور باطل کا مقابلہ کرتا ہے) اور کبھی وہ حق کی مخالفت کرتا ہے (اور سراپا باطل بن جاتا ہے)۔ کبھی وہ (حضرت علیؓ کی طرح) حیدری کر رہا ہوتا ہے اور کبھی (یہودیوں کی طرح) خیبری۔

تشریح کبھی سر سے لیکر پاؤں تک حق ہو جاتا ہے اور مخالف قوتوں یعنی باطل کو تباہ و برباد کر دینے کیلئے اُس کے ساتھ مقابلے پہ اُتر آتا ہے اور کبھی وہ حق کی مخالفت میں کھڑا ہو جاتا ہے۔
یعنی کبھی حضرت علیؓ کی طرح حیدری کر رہا ہوتا ہے اور کبھی یہودیوں کی طرح خیبری۔

بایں بے رنگیٔ جوہر ازو نیرنگ می ریزد کلیمے بیں کہ ہم پیغمبری ہم ساحری کردہ

ترجمہ:۔ وہ (آج کا مسلمان) اس بے رنگ جوہر کی طرح ہے جو کہ رنگ اور عجائبات ظاہر کرتا ہے۔
اس کلیم کو دیکھ کہ وہ کبھی تو پیغمبری کرتا ہے اور کبھی جادوگری۔

تشریح اگرچہ آج کے مسلمان جوہر بے رنگ ہیں لیکن کئی رنگوں کو اختیار کئے ہوئے ہے۔ یہ عجیب طرح کا کلیم ہے (حضرت موسیٰ) کہ کبھی پیغمبری کرتا ہے اور کبھی جادوگری۔ مراد یہ کہ آج کے دور کا مسلمان دو کشتیوں کا سوار ہے۔

نگاہش عقلِ دُور اندیش را ذوقِ جنوں دادہ ولیکن با جنونِ فتنہ ساماں نشتری کردہ

ترجمہ:۔ اس کی نگاہ نے دور اندیش عقل کو جنوں کا ذوق عطا کیا، لیکن فتنہ پھیلانے والے جنون پر نشتر بھی چلاتا ہے (جنون کو پروان بھی چڑھاتا ہے اور پھر اس کا علاج بھی کرتا ہے۔)

تشریح البتہ اس کی نگاہ نے دور اندیش عقل کو جنون کا ذوق ضرور عطا کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ فتنے پیدا کرنے اور پھیلانے والے پر نشتر چلا کر اس کی طاقت کو کم بھی کرتا ہے یعنی دونوں طرح سے کارگر ہے کہ خود ہی ایک چیز بناتا ہے اور خود ہی اُسے مٹانے کا بندوبست بھی کرتا ہے۔

بخود کے می رسد ایں راہ پیمائے تن آسانے ہزاراں سال منزل در مقامِ آزری کردہ

ترجمہ:۔ ایسا (منافق) خود تک کیسے پہنچ سکتا ہے جو کہ سُست اور آرام طلب ہونے کے ساتھ ساتھ ہزاروں سال مقام آزری کو اپنی منزل بنا چکا ہو۔؟

تشریح وہ منافق اپنا ادراک کیسے حاصل کر سکتا ہے۔ اپنی صلاحیتوں کو کس طرح ظاہر کرنے کی کوشش کر سکتا ہے جو سست بھی ہو اور ہر وقت آرام کرنے والا بھی صرف یہی نہیں بلکہ ہزاروں سال تک مقام آزری میں بیٹھا رہا ہو۔ یعنی ہزاروں سال تک بت بنا بیٹھا رہے

(27)

ز شاعر نالۂ مستانہ در محشر چہ می خواہی تو خود ہنگامہ، ہنگامۂ دیگر چہ می خواہی

ترجمہ:۔ آپ شاعر سے محشر میں مستانہ نالہ کیوں چاہتے ہیں؟ آپ (نے) خود (تخلیقی عمل

میں) ہنگامہ (ہی ہنگامہ برپا فرما رکھا ہے) اور ہنگامہ کیوں چاہتے ہیں؟

تشریح محشر میں ایک شاعر سے نالۂ مستانہ کا مطالبہ کس لئے جب کہ آپ کا اپنا حسن ہی ہنگامے برپا کرنے میں تاک ہے۔ تو پھر کسی اور ہنگامے کی کیا ضرورت!

بہ بحرِ نغمہ کردی آشنا طبعِ روانم را — ز چاکِ سینہ ام دریا طلب، گوہر چہ می خواہی

ترجمہ:۔ آپ نے میری رواں طبیعت کو نغموں کے سمندر سے آشنائی عطا کی ہے۔ میرے سینے کے چاک سے آپ دریا طلب کریں، آپ گوہر کیوں چاہتے ہیں؟

تشریح آپ نے میری طبیعت کو روانی عطا کر دی ہے اور میں نغموں کے سمندر سے آشنا ہو گیا ہوں یعنی فنِ شاعری کا سلیقہ اور اس کے رموز سے واقف ہو گیا ہوں۔ لہذا آپ میرے سینے میں چاک کریں اور مجھ سمندر سے دریا نکالیں آپ کو مجھ سے گوہر کی طلب کیوں؟

نمازِ بے حضور از من نمی آید، نمی آید — دلے آوردہ ام دیگر ازیں کافر چہ می خواہی

ترجمہ:۔ میں بے حضوری والی نماز ادا نہیں کر سکتا، ہاں ایسی نماز ادا نہیں کر سکتا۔ میں ایک دل لایا ہوں، اس کفرانِ نعمت کرنے والے سے آپ اور کیا چاہتے ہیں؟

تشریح میں وہ نماز ادا نہیں کر سکتا بالکل ادا نہیں کر سکتا جس میں اللہ کی بارگاہ میں عاجزی کے ساتھ حضوری نہ ہو۔ بس میں ایک دل لے کر آیا ہوں اور مجھ احسان فراموش اور نعمتوں کی ناشکری کرنے والے سے آپ کیا چاہتے ہیں۔

(28)

نہ در اندیشۂ من کارزارِ کفر و ایمانے — نہ در جانِ غم اندوزم ہوائے باغِ رضوانے

ترجمہ:۔ نہ میری فکر میں ایمان اور کفر کی جنگ برپا ہے اور نہ میری غم بھری جان میں بہشت کے باغ کی آرزو ہے۔

تشریح نہ تو میری فکر میں ایمان اور کفر کی جنگ جاری ہے اور نہ ہی میرا ذہن اس جنگ کا میدان بنا ہوا ہے اور نہ میری دکھ بھری جان بہشت کے باغ کی آرزومند ہے۔ یعنی مجھ میں سوائے آپ کی آرزو کے اور کچھ موجود نہیں۔

اگر کاوی درونم را خیالِ خویش را یابی — پریشاں جلوۂ چوں ماہتاب اندر بیابانے!

ترجمہ:۔ اگر تو میرے اندر کو کھودے گا تو وہاں اپنے خیال کو پائے گا۔ تیرا خیال میرے اندر ایسے ہے جیسے کسی بیابان میں چاندنی کا جلوہ بکھرا ہوا ہوتا ہے۔

تشریح لہٰذا اگر آپ مجھے اندر سے کھودیں گے تو وہاں اپنے ہی خیال کو پائیں گے اور آپ کا خیال میرے وجود میں بالکل ایسے ہے جیسے کسی بیابان میں چاند کی چاندنی بکھری پڑی ہو۔ (اللہ تعالیٰ کا خیال چاندنی ہے اور شاعر کا دل ایک ریگستان)

(29)

مرغِ خوش لہجہ و شاہینِ شکاری از تست زندگی را روشِ نوری و ناری از تست

ترجمہ:۔ خوش آواز پرندہ اور شکاری شاہین سب تیری بدولت ہیں۔ زندگی کی نوری اور ناری تر وشیں سب تیری بدولت ہیں۔

تشریح اے اللہ! خوبصورت آواز میں گیت گانے والا پرندہ ہو کہ اس کا شکار کرنے والا شاہین یہ سب آپ ہی کی تخلیق ہے زندگی میں جلال و جمال بھی آپ ہی کی طرف سے ہے۔

دلِ بیدار و کفِ خاک و تماشائے جہاں سیرِ ایں ماہ بشب گونہ عماری از تست

ترجمہ:۔ بیدار دل اور مٹھی بھر مٹی (بدنِ انسانی) اور دنیا کا تماشا، رات کی مانند تاریک ڈولی میں سے اس چاند کی سیر، سب تیری بدولت ہے۔

تشریح آپ ہی نے ہماری مٹھی بھر خاک (انسانی جسم) کو ایک بیدار دل عطا فرمایا جس سے ہم دنیا کا نظارہ کرتے ہیں اس روشن اور چاند کی طرح چمکتے ہوئے دل کا بدن کی تاریک ڈولی میں بیٹھ کر سیر کرنا بھی آپ ہی کے کرم سے ہے۔ یعنی آپ نے مٹھی بھر مٹی کو اپنی قدرت سے کیا ہی اعلیٰ رتبہ اور اعلیٰ صلاحیتیں نواز دی ہیں۔

ہمہ افکارِ من از تست چہ در دل، چہ بلب گہر از بحر برآری، نہ برآری از تست

ترجمہ:۔ میرے تمام افکار تیری بدولت ہیں۔ کیا دل میں، کیا لبوں پر۔ آپ میرے افکار کے سمندر سے موتی نکالیں یا نہ نکالیں، سب آپ کی مرضی ہے۔

تشریح اے اللہ! میرے افکار خواہ دل میں ہوں یا میرے لبوں پر وہ صرف اور صرف آپ ہی کی بدولت ہیں اور یہ آپ کی مرضی ہے اور آپ کا کام ہے کہ میرے افکار کے سمندر سے موتی نکالیں یا نہ نکالیں۔ کیونکہ مختارِ کل ہیں۔

من ہماں مشتِ غبارم کہ بجائے نرسد لالہ از تست و نمِ ابرِ بہاری از تست

ترجمہ:۔ میں تو وہی رسائی نہ رکھنے والی غبار کی ایک مٹھی ہوں، گل لالہ تیری بدولت ہے، اور بہار کے بادل کی نمی تیری بدولت ہے۔

تشریح میری حیثیت وہی ہے جو پہلے تھی اور میں وہی مٹی کا غبار ہوں جس کو رسائی حاصل نہیں یعنی جس کی کوئی وقعت نہیں، میں خود سے اپنے آپ کو سجانے اور سنوارنے کی طاقت نہیں رکھتا یہ قدرت آپ ہی کو حاصل ہے اس لئے لالہ وگل بھی آپ ہی کے حکم سے نمو پاتے ہیں اور بہار کے موسم کے بادل کی نمی جو انہیں تر وتازہ رکھتی ہے اور پروان چڑھاتی ہے وہ بھی آپ ہی کی بدولت ہے۔

نقش پرداز توئی ما قلم افشانیم حاضر آرائی و آیندہ نگاری از تست

ترجمہ:۔ ہم تو محض قلم چلاتے ہیں، نقش بنانے والے تو آپ ہیں۔ جو کچھ میرے سامنے ہو رہا ہے اور جو کچھ آنے والے زمانے میں ہونے والا ہے، سب کا سبب آپ ہی کی بدولت ہے۔

تشریح اے اللہ! ہمارے ہاتھ میں قلم بھی آپ ہی کے حکم سے ہے اور اس قلم کو چلانے کا ڈھنگ بھی آپ کا عطا کردہ ہے سو ہم قلم چلاتے ہیں اور ان سے جو بھی نقش بنتے ہیں وہ آپ ہی بناتے ہیں جو کچھ موجود ہے اور جو کچھ آنے والے زمانے میں ہوگا اور ہونے والا ہے، آپ ہی کے سبب سے ہے۔

گلہ ہا داشتم، از دل بزبانم نرسید مہر و بے مہری و عیاری و یاری از تست

ترجمہ:۔ میں بہت سے شکوے رکھتا تھا، لیکن وہ شکوے میرے دل سے زبان تک نہ پہنچے۔ محبت اور عداوت اور دھوکہ اور دوستی سب کچھ تیری طرف سے ہے (اس لئے گلہ کس سے اور کیسا؟)

تشریح اگرچہ مجھے بہت سے شکوے تھے اور میرا دل شکووں سے بھرا پڑا تھا لیکن میں نے وہ شکوے اپنے لب تک نہ آنے دیئے جب سب کچھ آپ ہی کی طرف سے ہے تو پھر شکوہ شکایت کیسی۔ خواہ وہ محبت ہو یا عداوت، دوستی ہو یا کج ادائی۔

(30)

خوشتر ز ہزار پارسائی

گامے بطریق آشنائی!

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) آشنائی کے راستے پر گامزن ہونا ہزار قسم کی پارسائی سے بہتر ہے۔

تشریح اے محبوب! محبت کے راستے میں ایک قدم بڑھانا ہزار قسم کی پارسائی سے کہیں بہتر ہے لہٰذا محبت کے راستے پر چلنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس راستے کی ہر منزل انسان کے رجحانات

میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔

در سینۂ من دمے بیاسائے
از محنت و کلفتِ خدائی!

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) میرے سینے میں ایک لمحہ کے لیے آ کر آرام کر، خدائی (عاشقوں کو اپنی طرف مائل کرنے) کی محنت و کلفت کو ختم کر۔

تشریح اے محبوب! خدائی کے کاموں کی محنت اور کلفت (رنج) کو چھوڑ دیجئے اور ایک پل کیلئے میرے سینے میں آ کر آرام فرمائیے (حدیث مبارکہ) میں زمین اور آسمان میں کہیں نہیں سماتا لیکن مومن کے دل میں سما جاتا ہوں) اقبال نے اسی حدیث قدسی کو قلم بند کیا ہے کہ مومن کا سینہ ہی محبوب کے آرام کرنے کی جگہ ہے۔

ما را ز مقامِ ما خبر کن
ما ئیم کجا و تو کجائی؟

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) ہمیں ہمارے مقام کی خبر کر (اور بتا کہ) ہم (عاشقی کے مراحل میں) کہاں ہیں اور تو کہاں ہے؟

تشریح اے محبوب ہمیں بتائیے کہ ہم عشق کی کونسی منزل اور کون سے مرحلے پر ہیں ہمیں ہمارے مقام کی خبر دیجئے اور اپنے مقام کے بارے میں بھی فرمائیے کہ آپ کہاں ہیں۔

آں چشمکِ محرمانہ یاد آر
تا کے بتغافل آزمائی

ترجمہ:۔ (اے محبوب! اپنی) اس راز آشنا آنکھ کے گوشۂ چشم کو یاد کر، تو کب تک ہمیں اپنے تغافل سے آزماتا رہے گا؟

تشریح اے محبوب! اپنی راز جان لینے والی آنکھ کے گوشے کو یاد کیجئے ہم جبکہ ہماری وفائیں ہر وقت آپ کیلئے ہی ہیں، تو پھر آپ کب تک ہماری طرف نگاہ کرم نہیں فرمائیں گے اور ہماری بے تابی اور آرزوؤں کو آزماتے رہیں گے۔

دی ماہِ تمام گفت با من
در ساز بداغِ نارسائی

ترجمہ:۔ کل ماہِ تمام نے مجھ سے کہا: جدائی کے داغ سے موافقت پیدا کر لے۔

تشریح　کل پورے چاند نے مجھ سے کہا کہ تو بھی جدائی کے داغ سے میل جول پیدا کرلے یعنی جس طرح جدائی کا داغ میرے سینے پر موجود ہے اپنے سینے میں بھی پیدا کر۔ اور سچا عاشق ہونے کا ثبوت دے۔

خوش گفت ولے حرام کردند
در مذہب عاشقاں جدائی

ترجمہ:۔ اس نے تو درست کہا، لیکن عاشقوں کے مذہب میں جدائی کو حرام قرار دیا گیا ہے (عاشق ہمیشہ وصل کا آرزومند رہتا ہے)۔

تشریح　واقعی چاند نے یہ بات خوب کہی اور ٹھیک کہی، لیکن عاشقوں کا مذہب جو عاشق ہے اس میں تو جدائی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ عاشق کا منتہائے مقصد اور ہمیشہ کی آرزو وصل ہوتا ہے۔

پیش تو نہادہ ام دل خویش　شاید کہ تو ایں گرہ کشائی!

ترجمہ:۔ میں نے اس امید پر اپنا دل آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے کہ شاید آپ اس گرہ کو کھول دیں۔

تشریح　میں نے صرف اس اُمید پر اپنا دل آپ کے سامنے رکھا ہوا ہے کہ آپ شاید میرے دل کی گرہ کھول دیں اور جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ظاہر ہو جائے۔ یعنی میں نے سب کچھ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ میری مشکل حل کر دیں!

(31)

بر جہانِ دلِ من تاختنش را نگرید　کشتن و سوختن و ساختنش را نگرید

ترجمہ:۔ میرے دل کی دنیا پر اس کی حملہ آوری کو ذرا دیکھو۔ مجھے مارنے، جلانے اور پھر استوار کرنے کو دیکھو۔

تشریح　میرے دل کے جہان پر کسی کا حملہ کرنا اور پھر مجھے مارنا، جلانا دیکھو اور پھر اُس کا مجھے از سرِ نو بنانا دیکھو۔ اس سارے عمل میں میرا اصتا اور بنتا ہے۔

روشن از پرتوِ آں ماہ دلے نیست کہ نیست　با ہزار آئنہ پرداختنش را نگرید

ترجمہ:۔ (یہ نہ دیکھو کہ) کوئی دل اس ماہِ تمام کے جلوؤں سے روشن ہے یا نہیں ہے۔ ہزاروں آئینوں کے سامنے بناؤ سنگھار کو دیکھو۔

تشریح　یہ مت دیکھو۔ کہ کوئی دل اُس چودھویں کے چاند کے جلوؤں سے روشن ہوتا ہے یا نہیں یہ

دیکھو کہ اُس کا ہزاروں آئینوں (دلوں) میں اپنا بناؤ سنگھار دیکھنا، دیکھو یعنی وہ اپنی
خوبصورتی پر خود ہی فریفتہ ہے۔

وانکہ یک دست برد ملکِ سلیمانے چند با فقیراں دو جہاں باختنش را نگرید

ترجمہ:۔ وہ جو اپنے ایک اشارے سے سلیمانؑ کے ملکوں جیسے کئی ملکوں کو لوٹ لیتا ہے۔ فقیروں کے
سامنے اس کے دو جہانوں کو پیش کرنے کے معاملے کو دیکھو۔

تشریح وہ جو اپنے ایک اشارے سے سلیمان علیہ السلام کے ملکوں میں سے کئی ملک چھین لیتا ہے
یعنی اُس کی قدرت اور طاقت کے سامنے یہ کام کچھ بھی نہیں وہ جو چاہے جیسے چاہے
کرنے پر قادر ہے۔ وہی ہے جو درویشوں کے سامنے دونوں جہانوں کو پیش کر دیتا ہے۔
بس اُسکی شان بڑی نرالی ہے۔

آنکہ شبخوں بدل و دیدۂ دانایاں ریخت پیشِ ناداں سپر انداختنش را نگرید

ترجمہ:۔ وہ جس نے اہل عقل کے دلوں اور آنکھوں پر شب خون مار کر انہیں لوٹ لیا ہے۔ اسے خود کو
نادانوں کے سپرد کرتے ہوئے دیکھو۔

تشریح وہ جس نے عقل والوں کے دلوں پر شب خون مارا اور انہیں لوٹ لیا لیکن وہ اپنے آپ کو
نادان اور ناسمجھ مراد سیدھے بندے کے سپرد کر دیتا ہے کہ حکمتوں کا مالک اور سب کچھ
جاننے والا ہے۔

(32)

مرا براہِ طلب بار در گل است ہنوز کہ دل بقافلہ و رخت و منزل است ہنوز

ترجمہ:۔ طلب کی راہ میں میرا بوجھ ابھی تک کیچڑ میں پھنسا ہوا ہے، قافلہ، رختِ سفر اور منزل، ابھی تک میرا
دل انہی میں پھنسا ہوا ہے۔

تشریح عشق کی راہ میں اسباب کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور نہ ہی زادِ سفر کی ضرورت ہوتی ہے۔
کہ عشق خود ہی اپنا اسباب ہے اور خود ہی زادِ راہ۔ لیکن میں اس عشق کی راہ کے کیچڑ
میں پھنس گیا ہوں کہ میں نے کئی طرح کے بوجھ اپنے سر پر اُٹھا رکھے ہیں اور وہ بوجھ ہیں
مرا قافلہ جس کے ساتھ مجھے پابند رہنا ہے، رختِ سفر اور منزل تک پہنچنا۔ طلب کی راہ
کے مسافر کیلئے ان میں سے کسی شے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کجاست برقِ نگاہے کہ خانماں سوزد مرا معاملہ با کشت و حاصل است ہنوز

ترجمہ:۔نگاہ کی وہ بجلی کہاں ہے جو میرے سازوسامان کو جلادے۔میرا معاملہ (فکر) ابھی تک کھیتی اور اس کی فصل میں پھنسا ہوا ہے۔

تشریح آپ کی نگاہ کی وہ بجلی کہاں ہے جو میری طلب کے سفر کیلئے اکٹھے کئے گئے سامان کو جلا کر راکھ کردے اور مجھے صرف اور صرف آپ کی طلب ہو اور میں آپ کے علاوہ ہر قسم کی فکر اور منزل کی خواہش سے بے نیاز ہو جاؤں یعنی میری کھیتی اور کھیتی کی پیداوار کی فکر کو جلا دیجیے۔

یکے سفینۂ ایں خام را بطوفاں دہ ز ترسِ موج نگاہم بساحل است ہنوز

ترجمہ:۔اس ناپختہ (ملاح) کی کشتی کو ایک بار طوفان کے سپرد کردے، کیونکہ ابھی تک میری نگاہ موج کے ڈر سے ساحل پر جمی ہوئی ہے۔

تشریح اس اناڑی ملاح کی کشتی کو ایک بار پھر طوفان کے سپرد کردیجئے اس لئے کہ میں طوفانوں سے خوفزدہ ہوں اور اپنی نگاہ ساحل پر جمائے بیٹھا ہوں آپ مجھے طوفانوں کے حوالے کیجئے تاکہ میں طوفانوں سے لڑنا سیکھوں اور اپنی بہادری کے جوہر دکھا سکوں۔

تپیدن و نرسیدن چہ عالمے دارد خوشا کسے کہ بدنبالِ محمل است ہنوز

ترجمہ:۔تڑپنا اور مقصود تک نہ پہنچنا، کیسی لذت رکھتا ہے؟ خوش نصیب ہے وہ شخص جو ابھی تک محمل کے پیچھے پیچھے چلا آرہا ہے۔

تشریح بندہ جس کیلئے تڑپے اور اُس تک پہنچ نہ سکے یہ لذت بھی کیا لذت ہے۔وہ شخص کس قدر خوش نصیب ہے کہ جو ابھی تک محمل کے پیچھے پیچھے بھاگ رہا ہے۔یعنی اپنے مقصد کے حصول کیلئے تڑپ رہا ہے اور اُس لذت سے لطف حاصل کر رہا ہے جو ہر پل طلب کی شدت کو بڑھاتی رہتی ہے۔

کسے کہ از دو جہاں خویش را بروں نشناخت فریب خوردۂ ایں نقشِ باطل است ہنوز

ترجمہ:۔جو اپنے آپ کو دونوں جہان سے بالا نہیں سمجھا وہ شخص ابھی تک اس باطل نقش سے فریب کھائے ہوئے ہے۔

تشریح وہ شخص اپنے آپ کو دونوں جہانوں سے بلند یعنی اشرف المخلوقات کے درجہ پر فائز نہیں سمجھا اور یہ نہیں جانتا کہ کائنات اُسی کیلئے پیدا کی گئی ہے اور زندگی کی رونق کا دارومدار اُسی پر ہے تو وہ ابھی تک باطل نقش یعنی جھوٹ اور جھوٹوں کا پرچار کرنے والوں کے دھوکے میں پھنسا ہوا

ہے کیونکہ وہ لوگ اپنے اعمال و کردار کی وجہ سے اشرف المخلوقات کہلوانے کے حق دار نہیں ہیں

نگاہِ شوق تسلّی بجلوۂ نشود کجا برم خلشے را کہ در دل است ہنوز

ترجمہ:۔ نگاہِ شوق کی تسلی ایک جلوے سے نہیں ہوتی۔ میں اپنی خلش کو کہاں لے جاؤں جو ابھی تک میرے دل میں ہے؟

تشریح شوق کی نگاہ کی تسلی تجھ محبوب کی ایک جھلک دیکھنے سے نہیں ہوتی کیونکہ نگاہِ شوق تو محبوب کو بار بار دیکھنے کیلئے ہی پیدا ہوتی ہے۔ آپ کو دیکھنے کی خلش جو میرے دل میں پیدا ہو چکی ہے اور جو دل آپ کو بار بار دیکھنے کا تمنائی ہے اُسے کہاں لے جاؤں۔

حضورِ یار حکایت دراز تر گردید چنانکہ ایں ہمہ ناگفتہ در دل است ہنوز

ترجمہ:۔ دوست کے سامنے قصہ طویل ہوتا گیا، گویا کہ جو میرے دل میں ابھی تک ہے اس (تمام قصے) کو نہ کہہ سکا۔

تشریح اگرچہ میں نے دوست کے حضور اپنے قصے کو مکمل کر بیان کیا جس کی وجہ سے میرا قصہ بہت طوالت اختیار کر گیا لیکن پھر بھی جو میرے دل میں بات رہ گئی ہے وہ نہیں کہہ سکا۔ اور یوں میں اپنے دوست کو پوری بات بتانے میں ناکام رہا۔

(33)

زمستاں را سر آمد روزگاراں نواہا زندہ شد در شاخساراں!

ترجمہ:۔ سردی کا موسم بالآخر اختتام کو پہنچا (اور بہار آ گئی) درختوں کی شاخوں میں نغمے زندہ ہو گئے۔

تشریح سردی کا موسم ختم ہونے کو ہے اور بہار آ گئی ہے درختوں کی شاخوں پر بیٹھے پرندوں نے گیت گانے اور چہچہانا شروع کر دیا ہے۔

گلاں را رنگ و نم بخشد ہواہا کہ می آید ز طرفِ جوئباراں

ترجمہ:۔ ٹھنڈی ہوائیں پھولوں کو رنگ اور نمی بخش رہی ہیں، کیونکہ وہ نہروں کی جانب سے چل رہی ہیں۔

تشریح ندیوں کی طرف سے آنے والی ہوا ندیوں سے نمی لے کر آ رہی ہے اور پھولوں کو تازگی اور رنگ بخش رہی ہے۔ یعنی ندیوں کو چھو کر آنے والی ہوا پھولوں کا سنگھار کرنے میں مصروف ہے۔

چراغِ لالہ اندر دشت و صحرا شود روشن تر از بادِ بہاراں

ترجمہ:۔ گلِ لالہ کا چراغ جنگل اور صحرا میں بہار کی ہوا سے اور زیادہ روشن (سرخ) ہو رہا ہے۔

تشریح اور اپنی ٹھنڈک سے پھولوں کو نمی بخش رہی ہے یعنی پھولوں کا منہ دھو کر ان کے رنگوں کو نکھار رہی ہے۔ اور یہ نمی ہوا نے ندیوں اور نہروں سے حاصل کی ہے۔

دلم افسردہ تر در صحبتِ گل گریزد ایں غزل از مرغزاراں!

ترجمہ:۔ میرا دل پھولوں کی صحبت سے اور زیادہ افسردہ ہو گیا ہے۔ اس کی حالت اس ہرن جیسی ہے جو کہ سبزہ زاروں سے بھاگتا ہو۔

تشریح گلِ لالہ جس کا رنگ آتشیں ہوتا ہے اور وہ ایک روشن چراغ کی طرح دکھائی دیتا ہے جنگل اور صحرا میں ہونے کے باوجود بہار کی ہوا سے اور زیادہ روشن ہو گیا ہے یعنی اُس کا رنگ اور زیادہ نکھر گیا ہے۔

دمے آسودہ با درد و غمِ خویش دمے نالاں چو جوئے کوہساراں

ترجمہ:۔ اے دل! کسی وقت تو تُو اپنے درد اور غم میں آسودہ خاطر ہوتا ہے اور کسی وقت یوں شور کرتا ہے جیسے پہاڑوں سے گری ہوئی ندی۔

تشریح میں ان پھولوں میں آ کر بیٹھا ہوں تو میرا دل جو پہلے ہی پریشان سا تھا اور زیادہ افسردہ ہو گیا ہے اور یوں لگ رہا ہے کہ جیسے اس کی حالت اُس ہرن جیسی ہو گئی ہے جو سبزہ زاروں میں خوش نہ رہتا ہو اور اُن سے دور بھاگتا ہو۔

ز بیمِ اینکہ ذوقش کم نگردد نگویم حالِ دل با رازداراں!

ترجمہ:۔ میں اپنے دل کا حال اس خوف سے اپنے دوستوں کو بھی نہیں کہتا کہ کہیں یوں اس کا ذوق کم نہ ہو جائے۔

تشریح اے دل! کیا کہوں کسی وقت تو تُو اپنے دکھ درد میں ڈوبے رہنے کو خوشی محسوس کرتا ہے اور کسی وقت خوامخواہ ہی شور مچانا شروع کر دیتا ہے جیسے پہاڑوں سے گرتی ہوئی آبشاریں شور مچاتی ہیں۔ یعنی تجھے سمجھنا بہت مشکل ہے! میں اپنے دل کا حال صرف اس ڈر سے دوستوں کو نہیں بتاتا کہیں ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے اس کی لذت میں کمی واقع ہونا شروع ہو جائے۔ کیونکہ بات عام ہو جائے تو اُسکی اہمیت اور شدت کم ہو جاتی ہے۔

(34)

ہوائے خانہ و منزل ندارم سرِ راہم غریبِ ہر دیارم

ترجمہ:۔ میں گھر اور منزل کی خواہش نہیں رکھتا۔ میں ہر لحہ راستے میں رہتا ہوں، میں تو ہر شہر میں اجنبی ہوں۔

تشریح نہ تو مجھے گھر کی آرزو ہے کہ میں وہاں پرسکون رہوں اور نہ ہی مجھے منزل کی تمنا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کا ثمر حاصل کر لیا ہے اور میرا سفر ختم ہوا۔ نہ ہی میں کسی شہر میں رکنا پسند کرتا ہوں کہ لوگ مجھ سے شناسا ہو جائیں۔

میں تو ہر شہر میں اس لئے اجنبی ہوں کہ میں کہیں رکتا ہی نہیں، ہر پڑاؤ، ہر منزل اور ہر شہر میرے لئے راستہ ہے۔ اس لئے میں ہر پل سفر میں رہتا ہوں اور راستے میں رہتا ہوں۔

سحر می گفت خاکستر صبا را "فسرد از بادِ ایں صحرا شرارم

ترجمہ:۔ صبح سویرے راکھ نے بادِ صبا سے کہا: اس صحرا کی ہوا سے میری چنگاریاں بجھ گئیں۔

تشریح صبح سویرے چلنے والی ہوا کو راکھ نے کہا کہ اس صحرا کی ہوا نے میری چنگاریوں کو بجھا دیا ہے اب مجھ میں شعلہ پیدا کرنے کی قوت نہیں رہی۔

گذر نرمک، پریشانم مگرداں ز سوزِ کاروانے یادگارم"

ترجمہ:۔ (راکھ بادِ صبا سے کہتی ہے) مجھ پر سے آہستہ گزر۔ مجھے پریشان نہ کر۔ میں کسی کاروان کے سوز کی یادگار ہوں۔

تشریح اس لئے تجھ سے گزارش ہے کہ تو مجھ پر سے ذرا آہستگی سے گزر کہیں ایسا نہ ہو میں بکھر جاؤں کیونکہ میں یہاں سے گزرتے ہوئے کسی قافلے کی یادگار ہوں۔

زچشم اشک چوں شبنم فرو ریخت کہ من ہم خاکم و در رہگذارم!

ترجمہ:۔ میری آنکھ سے شبنم کی طرح آنسو نیچے گرے، کیونکہ میں مٹی ہوں اور راستے میں ہوں (میری کوئی منزل نہیں)۔

تشریح میری آنکھوں سے شبنم کی طرح آنسو گرے، کہ میں راستے کی مٹی ہوں اور میری کوئی منزل نہیں لہذا میں اُڑ کر کہاں جاؤں گی۔ قافلہ تو اپنی منزل کی جانب روانہ ہو چکا۔

بگوشِ من رسید از دل سرودے کہ جوے روزگار از چشمہ سارم

ترجمہ:۔ میرے دل کا یہ نغمہ میرے کانوں تک بھی جا پہنچا کہ زمانے کی ندی تو میرے چشموں سے جاری ہے (جہاں مجھ سے ہے۔)

تشریح میرے دل سے اُٹھا ہوا یہ نغمہ میرے کانوں نے بھی سن لیا جو کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یہ جہان

مجھ سے ہے۔ اور زمانے کی ندی میرے ہی چشموں کی بدولت رواں دواں ہے یعنی مٹی ہونے کے باوجود میں انمول ہوں اور میرا رتبہ بہت بلند ہے۔

ازل تاب و تبِ پیشینۂ من ابد از ذوق و شوقِ انتظارم

ترجمہ:۔ ازل میری سابقہ تب وتاب کی بدولت اُزل ہے اور ابد میرے انتظار کے ذوق وشوق کی بنا پر ابد ہے۔

تشریح اور ازل میری اولین تب وتاب سے ازل ہے اور ابد میرے انتظار کے ذوق وشوق سے عبارت ہے۔

میندیش از کفِ خاکے میندیش بجانِ تو کہ من پایاں ندارم!

ترجمہ:۔ مجھ سے خوف نہ کھا، میں مٹھی بھر خاک ہوں، تو مجھ سے خوف نہ کھا۔ تیری جان کی قسم! میں (میرا عشق وعروج) حدود سے ماورا ہوں۔

تشریح فکر مند نہ ہو میں تیرے دل کی آواز ہوں اور دل کی آواز ہمیشہ سچی ہوتی ہے لہٰذا اپنی لے میں تری جان کی قسم کھاتی ہوں یقین کر کہ میری کوئی انتہا نہیں۔ میں ہر حدود سے ماورا ہوں۔

(35)

از چشمِ ساقی مستِ شرابم بے مے خرابم، بے مے خرابم

ترجمہ:۔ میں نے ساقی کی آنکھوں سے شراب پی ہے، اس لیے مست ہوں، میں شراب کے بغیر مدہوش ہوں۔ میں شراب کے بغیر نشہ میں ہوں۔

تشریح میں نے ساقی کی خوبصورت اور مست کر دینے والی آنکھوں کے پیمانوں سے شراب پی ہے جس نے مجھے مدہوش کیا ہوا ہے۔ یہ وہ شراب ہے جو شراب نہیں بھی اور ہے بھی اس لئے میں شراب پیے بغیر ہی مست ہوں اور مستی کی لذت سے لطف حاصل کر رہا ہوں۔

شوقم فزوں تر از بے حجابی بینم نہ بینم، در پیچ و تابم

ترجمہ:۔ اس کی بے حجابی سے میرا شوق مزید بڑھ گیا۔ میں اسے دیکھوں یا نہ دیکھوں، دونوں حالتوں میں پیچ وتاب کھاتا رہتا ہوں۔

تشریح محبوب نے اپنے چہرے سے پردہ کیا ہٹایا کہ میرا شوق اور زیادہ بڑھ گیا اور میں اس کشمکش میں مبتلا ہو گیا کہ میں اُسے دیکھوں یا نہ دیکھوں اب صورت حال یہ پیدا ہو چکی ہے کہ میں

دونوں حالتوں میں ہی بے چین اور بے تاب رہنے لگا ہوں

چوں رشتۂ شمع آتش گیرد از زخمۂ من تارِ ربابم!

ترجمہ:۔ جس طرح شمع کا دھاگا آگ دکھانے سے جل کر بھڑک اٹھتا ہے، اسی طرح میری مضراب سے میری رباب کے تار (جذبات) بھڑک اٹھتے ہیں۔

تشریح شمع کو آگ دکھاتے ہی جس طرح شمع کا دھاگا فوراً بھڑک اُٹھتا ہے اور روشنی پھیلانا شروع کر دیتا ہے۔ میری مضراب سے میرے رباب کو چھوتے ہی اس میں جذبات بھڑک اُٹھتے ہیں اور وہ نغمے بکھیرنے شروع کر دیتا ہے۔

از من بروں نیست منزلگہ من من بے نصیبم، راہے نیابم!

ترجمہ:۔ میری منزل مجھ سے باہر نہیں ہے۔ میں بے نصیب ہوں کہ میں کوئی راہ نہیں پاتا (اپنے اندر موجود منزل تک پہنچنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا)۔

تشریح میری بے نصیبی یہی ہے کہ مجھے منزل تک پہنچنے کیلئے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا اس لئے کہ میری منزل مجھ سے باہر نہیں میرے وجود ہی میں ہے۔ اور مجھے اُس راستے کی تلاش ہے جو مجھے میری منزل تک لے جائے۔

تا آفتابے خیزد ز خاور مانند انجم بستند خوابم!

ترجمہ:۔ جب تک کہ سورج مشرق سے نکلے عشق نے مجھے ستاروں کی طرح بیدار رکھا ہوا ہے (شامِ غم کے ختم ہونے اور امید کی صبح کے طلوع ہونے تک میں ستاروں کی طرح چمکتا اور تڑپتا رہوں گا، یہی میرا مقدر ہے۔)

تشریح میں مشرق سے اُبھرنے والے نئے سورج کے انتظار میں ہوں اس لئے رات بھر میری آنکھیں ستاروں کی طرح جاگتی رہتی ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے کسی نے میری آنکھوں سے نیند چھین لی ہو۔

(36)

شب من سحر نمودی کہ بہ طلعت آفتابی تو بطلعت آفتابی سزد ایں کہ بے حجابی

ترجمہ:۔ آپ آفتابی چہرے کے مالک ہیں، کہ آپ نے میری رات سے صبح کو نمودار کر دیا ہے۔ آپ آفتابی چہرے کے مالک ہیں، کہ بے حجاب جلوہ دکھانا آپ ہی کے لائق ہے۔

تشریح آپ کا چہرہ آفتاب جیسا روشن ہے اور آپ نے اپنا جلوہ دکھا کر میری رات سے صبح کو پیدا

کردیا ہے۔ واقعی آپ آفتاب جیسے چہرے کے مالک ہیں اس لئے یہی مناسب ہے کہ آپ بے حجاب نظر آئیں۔

تو بدردِ من رسیدی، بضمیرم آرمیدی ز نگاہِ من رمیدی بچنیں گراں رکابی

ترجمہ:۔ آپ میرے درد کو پہچانتے ہیں، میرے دل میں جلوہ گر ہیں۔ میری نگاہ سے کیوں بچتے ہیں حالانکہ آپ اس قدر ثابت قدم ہیں۔؟

تشریح آپ تو میرا دکھ درد جاننے والے ہیں اور میرے درد کو پہچانتے ہیں کیونکہ آپ میرے دل میں جلوہ گر ہیں ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ آپ دل میں تو جلوہ گر ہیں پھر میری نگاہ سے کیوں چھپنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ آپ تو بہت ثابت قدم ہیں۔

تو عیارِ کم عیاراں، تو قرارِ بے قراراں تو دوائے دل نگاراں، مگر ایں کہ دیر یابی

ترجمہ:۔ بے قیمتوں کی قیمت آپ ہیں، بے قراروں کا قرار آپ ہیں۔ زخمی دلوں کی دوا آپ ہیں، مگر ہیں سب سے نایاب (آپ کا قرب بہت مشکل سے میسر آتا ہے۔)

تشریح بے شک آپ بے قیمتوں کی قیمت بھی ہیں اور بے قراروں کیلئے قرار ہیں زخم خوردہ دلوں کیلئے آپ دوا ہیں جس سے انکو شفا یابی حاصل ہوتی ہے لیکن ایک مسئلہ ہے اور وہ یہ کہ آپ کا ملنا بہت مشکل اور دشوار ہے آپ آسانی سے نہیں ملتے۔

غمِ عشق و لذتِ او اثرِ دو گونہ دارد گہے سوز و درد مندی، گہے مستی و خرابی!

ترجمہ:۔ عشق کا غم اور عشق کی لذت دو طرح کے اثر رکھتی ہے، کبھی اس میں سوز اور دردمندی ہوتی ہے اور کبھی مستی و خرابی۔

تشریح عشق کے غم اور عشق کی لذت کا اثر دو طرح اثر انداز ہوتا ہے کسی وقت تو سوز اور دردمندی کی صورت میں عاشق کو گرفت میں لے لیتا ہے اور کبھی مستی اور خرابی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور دونوں صورتیں اپنے گہرے اور دیرپا اثرات رکھتی ہیں۔

ز حکایتِ دلِ من تو بگو کہ خوب دانی دلِ من کجا کہ او را بکنارِ من نیابی!

ترجمہ:۔ آپ خوب جاننے والے ہیں اس لیے میرے دل کی حکایت خود ہی بیان کریں۔ میرا دل کہاں ہے؟ آپ اسے میرے پہلو میں نہیں پائیں گے (وہ تو آپ کے عشق میں سرگرداں ہے۔)

تشریح آپ میرے دل کو بہت اچھی طرح سے جاننے والے ہیں۔ لہذا میرے دل کی کہانی

آپ سے بجز کون بیان کر سکتا ہے اور مجھے بھی بتا دیں کہ میرا دل کہاں پایا جاتا ہے کیونکہ میں اسے اپنے پہلو میں موجود نہیں پا رہا۔ یقیناً آپ ہی کے عشق میں سرگرداں ہوگا۔

بجلالِ تو کہ در دل دگر آرزو ندارم بجز ایں دعا کہ بخشی بکبوتراں عقابی!

ترجمہ:۔ آپ کے جلال کی قسم! میں اپنے دل میں اس دعا کے سوا کوئی اور آرزو نہیں رکھتا کہ آپ کبوتروں کو عقاب جیسی خصوصیات بخش دیں۔

تشریح اے اللہ! میں آپ کے جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دل میں اس آرزو کے سوا کوئی آرزو موجود نہیں ہے کہ آپ کبوتروں (مسلمانوں) کو عقاب جیسی خصوصیات بخش دیں تاکہ ایک بہادر، نڈر اور دین کی سربلندی کیلئے جہدِ مسلسل کرنے والی قوم کے روپ میں پھر سے اپنا لوہا منوائیں اور اس سرزمین کو تیرے دین کے تابع کریں۔

(37)

دریں میخانہ اے ساقی ندارم محرمے دیگر کہ من شاید نخستیں آدم از عالمے دیگر

ترجمہ:۔ اے ساقی! میں اس مے خانے میں کوئی اور محرم نہیں رکھتا، کیونکہ شاید میں کسی اور دنیا سے آنے والا پہلا انسان ہوں۔

تشریح اے ساقی میرا اس محفل میں تیرے سوا اور کوئی رازداں نہیں اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ میں کسی اور دنیا سے یہاں آنے والا پہلا انسان ہوں جو نئے زمانے کا علمبردار ہے۔ اور ہر ایک کیلئے بالکل اجنبی۔

دمے ایں پیکرِ فرسودہ را سازی کفِ خاکے فشانی آب و از خاک آتش انگیزی دمے دیگر!

ترجمہ:۔ ایک لمحہ میں آپ اس فرسودہ بدن کو مٹی کی مٹھی بناتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے اسی مٹی پر پانی چھڑک کر اس مٹی سے (عشق کی) آگ بھڑکا دیتے ہیں۔

تشریح آپ کی ہر طرح کے کمالات حاصل ہیں پل بھر میں آپ میرے اس پرانے اور فرسودہ بدن کو مٹھی بھر خاک میں تبدیل کر دیتے ہیں اور دوسرے ہی پل اسی خشک مٹی پر پانی چھڑک کر اسے دوبارہ تعمیر کر دیتے ہیں اور اس میں اپنے عشق کی آگ بھڑکا دیتے ہیں۔

بیار آں دولتِ بیدار و آں جامِ جہاں بیں را عجم را دادۂ ہنگامۂ بزمِ جمے دیگر

ترجمہ:۔ اس دولتِ بیدار کو لائیے اور جہان کو دیکھنے والے پیالے کو لائیے۔ آپ اہلِ عجم کو بزمِ جمشید کا ہنگامہ پھر سے عطا کیجئے۔

تشریح آپ اپنے کرم سے پھر ہمیں بیداری کی دولت سے نواز یئے تاکہ ہم اپنے کھوئے ہوئے وقار کو حاصل کرنے کیلئے عمل پیرا ہو جائیں۔ اور پھر سے جمشید بادشاہ کے پیالے کو لا یئے تاکہ اُس میں جہان کے حالات کو معلوم کیا جا سکے۔ ایک بار پھر اہلِ عجم کو وہی جمشید کے زمانے والے ہنگاموں کی رونق عطا فرما دیجئے۔

(38)

بجہانِ دردمنداں تو بگو چہ کار داری؟ تب و تابِ ما شناسی؟ دلِ بے قرار داری؟

ترجمہ:۔ (اے اللہ!) دردمندوں کے جہان سے آپ کو کیا تعلق؟ کیا آپ ہماری تڑپ و پریشانی کو پہچانتے ہیں؟ کیا آپ بے قرار دل رکھتے ہیں؟ (آپ پریشانی و کلفت سے بے نیاز ہیں، یہ کیفیات مخلوق کی ہیں، آپ تو خالق ہیں، آپ کو ان سے کیا سروکار۔؟)

تشریح اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے جس کا اظہار اقبال یوں کر رہے ہیں کہ اے اللہ! دردمندوں کے جہان سے آپ کا کیا سروکار، اور ہماری تڑپ اور پریشانیوں کو آپ کہاں پہچانتے ہیں آپ کے پاس تو بے قرار ہونے والا دل ہی نہیں۔ بے شک خالقِ کائنات پاک و بے نیاز ہے یہ سب چیزیں مخلوق ہی کی ہیں اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

چہ خبر ترا ز اشکے کہ فرو چکد ز چشمے تو بہ برگِ گُل ز شبنم دُرِ شاہوار داری!

ترجمہ:۔ آپ کو اس آنسو سے کیا واسطہ جو کسی غم زدہ کی آنکھ سے گرتا ہے۔؟ (آپ گریہ و آنسوؤں کے خالق ہیں لیکن آپ کی ذات اس سے ماوراء ہے) آپ پھول کی پتی پر شبنم کا شاہانہ موتی رکھتے ہیں۔

تشریح لہٰذا آپ کو اس آنسو سے کیا واسطہ ہو سکتا ہے جو کسی کی غمگین آنکھ سے ٹپکا ہو اور اُس کے پیچھے کیا درد چھپا ہوا ہے۔ اگرچہ آپ آنسوؤں کے بھی خالق ہیں اور پھول کی پتی پر شبنم کا شاہانہ اور قیمتی موتی رکھتے ہیں۔

چہ بگویمت ز جانے کہ نفس نفس شمارد دمِ مستعار داری؟ غمِ روزگار داری؟

ترجمہ:۔ میں آپ سے اپنی اس جان کے متعلق کیا عرض کروں جو کہ اپنا ایک ایک سانس شمار کر کے گزار رہی ہے۔ کیا آپ عارضی زندگی رکھتے ہیں؟ کیا آپ زمانے کا غم رکھتے ہیں؟ (آپ غم و مصیبت کے خالق ہیں لیکن آپ کی ذات کو غم و مصیبت لاحق نہیں ہوتے۔)

تشریح آپ کی ذات پاک ماوراء ہونے کے سبب تمام غم و آلام سے مبرا ہے اگرچہ ہر کیفیت کے خالق

بھی آپ ہیں میں آپ سے اپنی جان کے بارے میں کیا عرض کروں جو اپنا ایک ایک سانس گن گن کر گزار رہی ہے کیا آپ عارضی زندگی اور زمانے کا غم رکھتے ہیں؟ نہیں ہاں! میں عارضی زندگی اور زمانے کا غم بھی رکھتا ہوں اس لئے آپ سے عرض کروں بھی تو کیا کروں۔

(39)

اگر نظارہ از خود رفتگی آرد حجاب اولے نگیرد با من ایں سودا بہا از بس گراں خواہی

ترجمہ:۔ اگر آپ کا نظارہ مجھ پر از خود رفتگی کے طاری ہونے کا سبب بنتا ہے تو پھر میری بہتری اسی میں ہے کہ آپ حجاب میں رہیں۔ میرے لئے یہ سودا موافق نہیں، کیونکہ آپ بہت بڑی قیمت طلب فرما رہے ہیں۔

تشریح اگر آپ کا نظارہ مجھ پر بے خبری اور مدہوشی طاری کر دینے کا سبب بنتا ہے تو پھر یہی بہتر ہے کہ آپ حجاب میں رہیں کیونکہ میں بے خبری اور مدہوشی کی زندگی نہیں چاہتا۔ مجھے یہ سودا قبول نہیں کہ میں آپ کے دیدار کی وجہ سے مدہوشی کا شکار ہو جاؤں یہ قیمت ادا کرنا تو میرے بس میں نہیں۔

سخن بے پردہ گو با ما، شد آں روز کم آمیزی کہ می گفتند تو مارا چنیں خواہی، چناں خواہی

ترجمہ:۔ مجھ سے پردہ میں نہیں، ظاہر میں بات کیجئے، آپ کے نہ ملنے کا زمانہ ختم ہو گیا کہ جب کہا کرتے تھے کہ آپ ہمیں یوں چاہتے ہیں، اس طرح چاہتے ہیں۔

تشریح آپ سے درخواست ہے کہ مجھ سے پردہ میں رہ کر نہیں ظاہر میں آ کر بات کیجئے اب وہ زمانہ ختم ہو چکا جب آپ کہتے تھے کہ آپ ہمیں اس طرح چاہتے اور یوں چاہتے ہیں اب آپ اپنا پردہ ہٹا دیجئے۔

نگاہ بے ادب زد رخنہ ہا در چرخ مینائی دگر عالم بنا کن گر حجابے درمیاں خواہی

ترجمہ:۔ میری بے ادب نگاہ نے اس نیلے آسمان میں خلل ڈال دیا ہے۔ اگر آپ اپنے اور انسان کے درمیان پردہ رکھنا چاہتے ہیں تو کوئی اور جہان پیدا کیجئے۔

تشریح اے اللہ! اگر آپ اپنے اور انسان کے درمیان کوئی پردہ رکھنا چاہتے ہیں تو کوئی اور جہان پیدا فرما دیجئے کہ جو پردہ آسمان کی صورت میں پہلے سے آپ کے اور ہمارے درمیان موجود تھا وہ مری بے ادب نگاہ نے چاک کر ڈالا ہے۔ کہ یہ نگاہ آپ کو دیکھنے کی مشتاق تھی۔

چناں خود را نگہ داری کہ با ایں بے نیازی ہا   شہادت بر وجود خود ز خونِ دوستاں خواہی!

ترجمہ:۔ آپ اپنی ایسی حفاظت فرماتے ہیں کہ ان بے نیازیوں کے باوجود آپ کو اپنے وجود کے لئے اپنے چاہنے والوں کے خون کی شہادت مطلوب ہے۔

تشریح آپ اپنا اس قدر خیال رکھتے ہیں کہ بے نیازیوں کے باوجود اپنے چاہنے والوں سے خون کی شہادت چاہتے ہیں یعنی مومن جو آپ کی راہ میں جہاد پر نکلتا ہے اُس کی شہادت جس کا خون اللہ تعالیٰ کے ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

مقامِ بندگی دیگر، مقامِ عاشقی دیگر   ز نوری سجدہ می خواہی ز خاکی بیش ازاں خواہی!

ترجمہ:۔ مقامِ بندگی اور ہے، مقامِ عاشقی اور ہے۔ آپ نوریوں (فرشتوں) سے صرف سجدہ چاہتے ہیں اور خاکیوں (انسانوں) سے اس سے زیادہ طلب فرماتے ہیں؟ (کہ وہ ساری زندگی آپ کے احکامات کے مطابق بسر کریں اور سجدہ کے ساتھ ساتھ آپ کی راہ میں سر کٹانے کے لیے بھی تیار رہیں۔)

تشریح مقامِ بندگی اور مقامِ عاشقی دونوں الگ الگ ہیں اور دونوں کے انداز بھی مختلف ہیں۔ اس لئے کہ فرشتے سے آپ صرف سجدہ کے طلب گار ہیں اور مٹی سے بنائے گئے انسان سے اس سے زیادہ چاہتے ہیں یعنی شہادت۔

مسِ خامے کہ دارم از محبت کیمیا سازم   کہ فردا چوں رسم پیشِ تو از من ارمغاں خواہی!

ترجمہ:۔ میرے پاس جو خام تانبا ہے میں اسے محبت کی بدولت خالص سونا بنا لیتا ہوں کہ کل جب میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گا اور آپ مجھ سے تحفہ طلب فرمائیں (تو میں اس غم زدہ عاشق دل کو آپ کی بارگاہ میں پیش کر سکوں۔)

تشریح میرے پاس جو کچا تانبا (ایک قسم کی دھات) ہے میں اسے اپنی محبت کی بدولت خالص سونا بنا لیتا ہوں یعنی آپ نے مجھے کیمیا کی صلاحتیں عطا کر رکھی ہیں۔ اور روزِ حشر جب میں آپ کی بارگاہ میں آپ کے روبرو پیش ہوں گا اور جب آپ فرمائیں گے کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو تو میں بطور تحفہ اپنے غم زدہ دل کو آپ کی بارگاہ میں پیش کر سکوں۔ یعنی میں آپ کی محبت سے اپنے دل کو سونا بنا رہا ہوں۔

(40)

نورِ تو وا نمود سپید و سیاہ را   دریا و کوہ و دشت و در و مہر و ماہ را

ترجمہ:۔ اے انسان! تیرے نور (عقل) نے سفید و سیاہ، دریا و پہاڑ، بیابان، آبادی اور سورج و چاند کو ظاہر کیا ہے۔

تشریح آپ ہی کے نور کی بدولت سفید و سیاہ میں تمیز واقع ہوئی، کیا دریا، کیا پہاڑ، جنگل اور آبادیاں، سورج، چاند بھی آپ ہی کے نور کے سبب ظاہر ہوئے ہیں۔

تو در ہوائے آں کہ نگہ آشنائے اوست من در تلاش آں کہ نتابد نگاہ را!

ترجمہ:۔(اے عام انسان!) تو اس چیز کا متمنی ہے جس کو تیری نگاہ دیکھ سکتی ہے، میں (عاشق حقیقی) اس ہستی کی تلاش میں ہوں کہ جو نگاہ کی گرفت میں نہیں آتا۔

تشریح اے انسان! تیری نظر تو صرف اس چیز کی متمنی ہے جو تیری نگاہ دیکھ سکے لیکن ایک حقیقی عاشق اس ہستی کی تلاش میں ہوتا ہے جو نگاہ کی گرفت میں نہیں آتی۔

(41)

بدہ آں دل کہ مستی ہائے او از بادۂ خویش است بگیر آں دل کہ از خود رفتہ و بیگانہ اندیش است

ترجمہ:۔ اے اللہ! اپنی جناب سے مجھے وہ دل عطا فرما کہ جس کی مستی اس کی اپنی شراب سے ہو۔ اے اللہ! مجھ سے وہ دل لے لے کہ جو خود سے تو بے خبر ہو لیکن اوروں کی فکر میں مبتلا ہو۔

تشریح اے میرے رب! مجھے اپنے کرم سے ایسا دل عطا فرما کہ جو صرف اپنی ہی شراب کے نشے میں مست ہو اوروں کا محتاج نہ ہو اور مجھ سے وہ دل لے لے جو بے خبر اور غافل ہو لیکن وہ دوسروں کی فکر میں ضرور مبتلا ہو۔ یعنی دوسروں کی بھلائی کیلئے ہمیشہ سرگرم ہے۔

بدہ آں دل بدہ آں دل کہ گیتی را فرا گیرد بگیر ایں دل بگیر ایں دل کہ دربند کم و بیش است

ترجمہ:۔ اے اللہ! مجھے وہ دل عطا فرما۔ اے اللہ! مجھے وہ دل عطا فرما جو کائنات کو اپنی مٹھی میں لے لے۔ اے اللہ! مجھ سے وہ دل لے لے۔ اے اللہ! مجھ سے وہ دل لے لے جو کم و بیش (تھوڑا اور زیادہ) کا قیدی ہو۔

تشریح اے اللہ! مجھے وہ دل عطا فرما، اے اللہ مجھے وہ دل نواز دیجئے جو ساری کائنات کو اپنی مٹھی میں لے لے۔ اے اللہ! مجھ سے وہ دل لے لے، اے اللہ! مجھ سے وہ دل لے لے جو کم اور زیادہ کی الجھنوں میں الجھا رہنے والا ہو۔ کیونکہ میں تھوڑا بہت نہیں پوری کی پوری کائنات اپنے اندر سمیٹنا چاہتا ہوں۔

مرا اے صید گیر از ترکش تقدیر بیروں کش جگر دوزی چہ می آید ازاں تیرے کہ در کیش است

ترجمہ:۔ اے دلوں کا شکار کرنے والے محبوب! آپ مجھے تقدیر کے ترکش سے باہر نکال لیے۔ وہ تیر جگر میں کیسے پیوست ہو سکتا ہے جو ابھی ترکش (تیردان) ہی میں ہو۔

تشریح اے دلوں کو شکار کرنے والے محبوب اللہ! آپ سے میری یہی درخواست ہے کہ آپ مجھے تقدیر کے تیردان سے باہر نکالئے تاکہ میں لوگوں کے دلوں میں پیوست ہو سکوں یعنی لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت کی روشنی بھر سکوں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ وہ تیر جگر کے پار کیسے ہو سکتا ہے جو اپنے تیردان میں ہی پڑا ہے مراد یہ کہ مجھے توفیق دیجئے کہ میں آپ کیلئے اور دین اسلام کی سربلندی کیلئے تبلیغی معرکہ سرانجام دوں۔

مگر دو زندگانی خستہ از کار جہانگیری جہانے در گرہ بستم جہانے دیگرے پیش است!

ترجمہ:۔ زندگی جہان کو مسخر کرنے سے نہیں تھکتی۔ میں جب ایک جہاں کو مسخر کر لیتا ہوں تو ایک دوسرا جہاں میرے سامنے ہوتا ہے۔

تشریح زندگی کا کمال یہ ہے کہ زندگی جہاں کو تابع کرنے میں کبھی نہیں تھکتی اور میری مثال بھی زندگی ہی کے جیسی ہے یہی وجہ ہے کہ جب میں ایک جہان کو اپنے تابع کر لیتا ہوں تو دوسرا جہاں مجھ سے فتح ہونے کیلئے میرے سامنے موجود ہوتا ہے۔

(42)

کف خاک برگ و سازم بر ہے فشانم او را بامید ایں کہ روزے بفلک رسانم او را

ترجمہ:۔ میرا تمام سرمایہ تو مٹھی بھر خاک (دل / جسم) ہے، جسے میں راہ میں اس امید پر بکھیر رہا ہوں کہ ایک دن میں اسے آسمان پر پہنچا دوں گا۔

تشریح میرا کل سرمایہ یہ جسم ہے جو مٹھی بھر خاک کی حیثیت رکھتا ہے اور میں اسے راستے میں اس امید پر بکھرا رہا ہوں کہ ایک روز اسے آسمان کی بلندیوں کو چھونے کا اعزاز بخشوں گا۔ یعنی اسے بکھرانا اس کو بلندی سے آشنا کرتا ہے۔

چہ کنم چہ چارہ گیرم کہ زشاخ علم و دانش نہ دمیدہ ہیچ خارے کہ بدل نشانم او را

ترجمہ:۔ میں کیا کروں کہ علم و دانش کی شاخ سے تو کوئی کانٹا بھی ایسا نہیں نکلا جسے میں اپنے دل میں چبھولوں۔

تشریح کیا کروں کہ علم و دانش کی شاخ سے کوئی ایک کانٹا بھی ایسا پیدا نہیں ہوا جو اس قابل ہو کہ اُسے اپنے دل میں چبھولوں مراد یہ کہ پھولوں کا کھلنا تو دور کی بات اس وقت کے علم و دانش

کی شاخ سے کانٹا بھی نہ نکلا ورنہ میں وہی اپنے دل میں چبھو کر اُسے غنیمت تصور کر لیتا۔

دہد آتش جدائی شرر مرا نمودے — بہ ہماں نفس بمیرم کہ فرو کشانم او را

ترجمہ:۔جدائی کی آگ میری چنگاری میں چمک پیدا کرتی ہے، میں اسی سانس سے مر جاتا ہوں جس کو میں اندر لے جاتا ہوں۔

تشریح جدائی کی آگ ہی سے میرے شرر میں چمک موجود ہے اور اگر میں اس چنگاری کو دبا دوں تو فوراً میری موت واقع ہو جائے۔

مے عشق و مستی او نرود بروں ز خونم — کہ دل آں چناں ندادم کہ دگر ستانم او را

ترجمہ:۔اس کے عشق اور مستی کی شراب میرے خون سے باہر نہیں نکلتی، کیونکہ میں نے اسے دل واپس لینے کے لیے نہیں دیا تھا۔

تشریح اس کے عشق اور مستی میرے خون میں رچ بس چکے ہیں میں نے جب اُسے دل دیا تھا تو اس طرح نہیں تھا یعنی اُس میں یہ چیزیں رچی بسی نہیں تھیں اب دل کی وہ حالت نہیں ہے جو پہلے تھی اس لئے میں اسے واپس کیوں لوں۔ویسے بھی میں نے اسے دل اس لئے نہیں دیا تھا کہ اسے واپس لے لوں گا۔

تو بلوح سادۂ من ہمہ مدعا نوشتی — دگر آں چناں ادب کن کہ غلط نخوانم او را

ترجمہ:۔آپ نے میری سادہ تختی پر سارا مدعا لکھ دیا۔اب اس کا ایسا لحاظ کیجیے کہ میں اسے غلط نہ پڑھوں (جیسا زندگی گزارنے کا طریقہ آپ نے بتایا ہے ویسی ہی زندگی گزاروں۔)

تشریح آپ نے میری زندگی کی سادہ تختی پر زندگی گزارنے کے تمام طریقے اور دستور لکھ دیے ہیں اب آپ سے یہ درخواست ہے مجھے ایسی سمجھ بوجھ بھی عطا فرما دیجئے کہ میں اسے ٹھیک سے پڑھوں اور سمجھ بوجھ کر اس کے مطابق عمل کروں۔

بحضور تو اگر کس غزلے ز من سراید — چہ شود اگر نوازی بہ ہمیں کہ "دانم او را"

ترجمہ:۔آپ کے حضور اگر کوئی میری غزل گائے تو کیا ہو جائے گا، اگر آپ ان الفاظ کے ساتھ نواز دیں کہ "میں اسے جانتا ہوں۔"

تشریح آپ کے سامنے اگر کوئی میری غزل گائے تو کیا ہی اچھی بات ہو اور پھر آپ میری غزل سنتے ہی آپ اسے ان الفاظ سے نواز دیں کہ "میں اس غزل کے خالق کو جانتا ہوں"۔

(43)

ایں دل کہ مرا دادی لبریز یقیں بادا
ایں جامِ جہاں بینم روشن تر ازیں بادا

ترجمہ:۔ اے اللہ! یہ دل جو آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے ہمیشہ یقین سے لبریز رہے۔ جہان کو دیکھنے والا میرا یہ جام اس سے بھی زیادہ روشن رہے۔

تشریح اے اللہ! یہ دل جو آپ نے مجھے عطا فرمایا ہے میری آرزو ہے کہ یہ ہمیشہ یقین سے بھرا رہے اور میرا یہ جام جس کے ذریعے میں جہاں کے حالات معلوم کر لیتا ہوں وہ اور زیادہ روشن اور کارآمد ثابت ہو۔

تلخے کہ فرو ریزد گردوں بسفالِ من
در کامِ کہن رندے آں نیم شکریں بادا

ترجمہ:۔ آسمان جو یہ تلخ شراب میری مٹی کے پیالے میں انڈیل رہا ہے، پرانے شرابی کے حلق میں یہی تلخ شراب شکر بن جائے (مشکلات ہی آسانیاں فراہم کرنے کا سبب بن جائیں۔)

تشریح آسمان نے میرے مٹی کے پیالے میں جو کڑوی شراب انڈیلی ہے یعنی میرے لئے جو مصائب اور تکالیف پیدا کی ہیں۔ میں پرانا شراب پینے والا ہوں اس لئے میرے لئے بھی تلخ شراب ہی میٹھی ہو جائے۔ میری مشکلات آسانیوں میں بدل جائیں اور پریشانیاں دور ہو جائیں۔

(44)

رمزِ عشق تو بہ اربابِ ہوس نتواں گفت
سخن از تاب و تبِ شعلہ بہ خس نتواں گفت

ترجمہ:۔ تیرے عشق کے اسرار اربابِ ہوس سے نہیں کہے جا سکتے۔ شعلہ کی تڑپ اور جلن کی بات خس (سوکھی گھاس) سے نہیں کہی جا سکتی۔

تشریح ہوس کے پجاریوں سے جو دنیاداری اور دنیاوی خداؤں کی پوجا کرنے والے ہیں تیرے عشق کے راز اُن سے نہیں کہے جا سکتے۔ کیونکہ یہ راز ایک جلتے ہوئے شعلے کی تڑپ اور جلن کی طرح ہے اور ہوس کے پجاری سوکھی ہوئی گھاس کی مانند وہ تو اس کی جلن برداشت ہی نہیں کر سکتی۔ لہٰذا کہاں تیرے عشق کی بھڑکتی ہوئی آگ اور کہاں سوکھی گھاس۔

تو مرا ذوقِ بیاں دادی و گفتی کہ بگوے
ہست در سینۂ من آنچہ بکس نتواں گفت!

ترجمہ:۔ آپ نے ذوقِ بیان عطا فرمایا اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ کہہ۔ میرے سینے میں تو وہ کچھ ہے جو

کسی سے نہیں کہا جا سکتا۔

تشریح آپ نے مجھے بیان کرنے کا ذوق عطا فرمایا یعنی مجھے شاعری کے فن سے آراستہ کیا اور ساتھ ہی یہ قدغن بھی لگا دی کہ جو راز تیرے سینے میں چھپے ہوئے ہیں وہ کسی سے نہیں کہنا۔ میری ان مشکلوں کا اندازہ کون کرے۔ کہ جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ نہ کہنے دیا جائے۔

از نہاں خانۂ دل خوش غزلے می خیزد سرِ شاخے ہمہ گویم، بہ قفس نتواں گفت

ترجمہ:۔ میرے دل کی گہرائی سے ایک پیاری غزل اُگ رہی ہے۔ مجھے کوئی شاخ میسر آئے تو اس پر بیٹھ کر کہوں، پنجرے کے اندر وہ نہیں کہی جا سکتی۔

تشریح میرے دل کے بطن سے ایک خوبصورت غزل تخلیق ہو رہی ہے مجھے باغ کے کسی پیڑ پر کوئی خوبصورت شاخ مل جائے تو میں اُس پر بیٹھ کر اس غزل کو گاؤں اور اس سے سارے باغ کو متاثر کروں۔ میں چونکہ پنجرے میں ہوں لہٰذا کیا سناؤں اور کیا کہوں یہی وجہ ہے کہ وہ پیاری سی غزل میرے دل میں موجود ہے۔

شوق اگر زندۂ جاوید نباشد عجب است کہ حدیثِ تو دریں یک دو نفس نتواں گفت

ترجمہ:۔ اگر شوق ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے تو یہ تعجب کی بات نہیں ہے، کیونکہ تیری حکایت ان ایک دو سانسوں میں نہیں کہی جا سکتی۔

تشریح اگرچہ مجھے بے حد شوق ہے کہ میں تیرے بارے میں لوگوں کو بتاؤں تیرا چرچا کروں لیکن افسوس کہ یہ شوق ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں ہے۔ اور تو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور جو زندگی نہایت مختصر ہو اور تیری تعریف کا شوق بھی ہمیشہ کیلئے نہ ہو تو پھر تیری حمد و ثنا کیسے بیان ہو سکتی ہے۔

(45)

یاد ایامے کہ خوردم بادہ ہا با چنگ و نے جامِ مے در دستِ من، مینائے مے در دستِ وے

ترجمہ:۔ مجھے وہ دن یاد ہیں جب میں رباب اور بنسری کے ساتھ (نغموں کی) شراب پیا کرتا تھا۔ شراب کا جام میرے ہاتھ میں ہوتا تھا اور شراب کی صراحی اس (محبوب) کے ہاتھوں میں ہوتی تھی۔

تشریح وہ بھی کیا دن تھے جب میں رباب اور بانسری کے نغموں کی دُھن میں لہراتے ہوئے شراب پیا کرتا تھا مجھے بہت اچھی طرح یاد ہے کہ میرے ہاتھ میں شراب کا پیالہ ہوتا تھا

اور میرے محبوب کے ہاتھ میں شراب سے بھری ہوئی صراحی ہوتی تھی۔ اور میرا محبوب مجھے پلائے جاتا تھا۔

در کنار آئی خزانِ ما زند رنگِ بہار	ورنیائی فرودیں افسردہ تر گردد زدے!

ترجمہ:۔ اگر آپ (کا عشق و سوز) میرے پہلو میں آ جاتے ہیں تو میری خزاں بہار کا رنگ اختیار کر لیتی ہے اور اگر آپ نہیں آتے تو بہار خزاں سے بھی زیادہ افسردہ ہو جاتی ہے۔

تشریح	میری خوشی اور غم دونوں آپ ہی سے وابستہ ہیں۔ اگر آپ میرے پہلو میں آ جاتے ہیں تو میری خزاں (غم) بھی بہار (خوشی) میں تبدیل ہو جاتی ہے اور اگر آپ مجھ سے دور ہوتے ہیں تو میری خوشی بھی غم میں بدل کر رہ جاتی ہے۔ اور میری بہار خزاں سے بھی زیادہ پریشان اور اداس ہو جاتی ہے۔

بے تو جانِ من چو آں سازے کہ تارش در گسست	در حضور از سینۂ من نغمہ خیزد پے بہ پے

ترجمہ:۔ میری جان آپ کے بغیر اس ساز کی طرح جس کے تار ٹوٹ گئے ہوں۔ آپ کے حضور میرے سینے سے مسلسل نغمے بلند ہوتے رہتے ہیں۔

تشریح	آپ کے بغیر میری جان بے جان ہے اور اُس ساز کی طرح ہے جس کے تار ٹوٹ گئے ہوں اس کے باوجود آپ کی بارگاہ میں میرے سینے سے لگاتار نغمے بلند ہوتے رہتے ہیں یعنی میرے عشق کی آگ میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

آنچہ من در بزمِ شوق آوردہ ام دانی کہ چیست	یک چمن گل، یک نیستاں نالہ، یک خمخانہ مے!

ترجمہ:۔ بزمِ شوق میں جو کچھ میں لے کر آیا ہوں، آپ جانتے ہیں کہ وہ کیا ہے؟ وہ ایک پھولوں کا چمن، ایک نالوں کے سرکنڈوں کا جنگل، اور شراب سے بھرا ہوا ایک خمخانہ ہے۔

تشریح	آپ جانتے ہیں کہ میں آپ کی محفل میں کیا لے کر آیا ہوں ایک پھولوں سے بھرا ہوا باغ ایک فریادوں اور نالوں سے بھرا ہوا بانسوں کا جنگل (یعنی بانسوں سے بانسری بنائی جاتی ہے اور بانسری سے نکلا ہوئے ہر سُر ایک فریاد ہوتا ہے) اور ایک شراب سے بھرا ہوا شرب خانہ۔

زندہ کن باز آں محبت را کہ از نیروئے او	بوریائے رہ نشینے در فتد با تختِ کے!

ترجمہ:۔ پھر سے وہ محبت زندہ کر کہ جس کی قوت سے ایک راہ نشین (فقیر) کا بوریا ایرانی بادشاہ کے تخت سے ٹکر لے لے۔

تشریح: اے اللہ! ہم میں پھر سے اپنی وہ محبت زندہ کر دے، ہم مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا وقار اور پھر سے دینِ حق کو سربلند کرنے کی طاقت عطا کر کہ اس طاقت سے ایک مسلمان فقیر کے بوریے کو وہ شان و شوکت ملے گی کہ وہ ایرانی بادشاہوں کے تخت و تاج سے بھی کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہوگا۔

دوستاں خرم کہ بر منزل رسید آوارۂ من پریشاں جادہ ہائے علم و دانش کردہ طے!

ترجمہ:۔ دوست خوش ہیں کہ ایک آوارہ منزل پر پہنچ گیا ہے، لیکن میں علم اور حکمت کے پریشاں راستے طے کر کے بھی پریشان ہی ہوں۔

تشریح: میرے دوست خوش ہیں کہ میں جس منزل کی تلاش میں آوارہ بھٹکتا پھرتا تھا اُسے حاصل کر لیا ہے لیکن ایسا نہیں ہے میں تو علم اور حکمت کے راستے طے کر کے بھی پریشان ہوں کیونکہ مجھے اس علم و حکمت سے وہ چیز حاصل نہیں ہو رہی جس کا میں متلاشی تھا۔ اور ابھی مزید مرحلے طے کرنے باقی ہیں۔

(46)

انجم بگریباں ریخت ایں دیدۂ تر ما را بیروں ز سپہر انداخت ایں ذوقِ نظر ما را

ترجمہ:۔ میرے دامن میں ستارے گرائے ہیں میری اس تر آنکھ نے۔ مجھے آسمانوں سے اس پار پھینک دیا میرے اس ذوقِ نظر نے۔

تشریح: میری بھیگی ہوئی آنکھ نے میرے دامن میں آنسو نہیں ستارے گرائے ہیں اور اس طرح میرے آنسوؤں نے جو ستارے ہیں میرے اندر وہ ذوقِ نظر پیدا کر دیا ہے جو مجھے آسمانوں کی بلندیوں پر لے گیا ہے۔ یعنی آنسوؤں کا ستارے بننا بلندی پر پہنچنے کی نوید ہے۔

ہر چند زمیں سائیم برتر ز ثریائیم دانی کہ نمی زیبد عمرے چو شرر ما را

ترجمہ:۔ ہم اگرچہ زمین پر چلنے والے ہیں، لیکن ثریا ستارے سے بھی برتر ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمیں چنگاری کی طرح کی (عارضی) زندگی زیب نہیں دیتی۔

تشریح: ہم انسان اگرچہ زمین پر چلنے والے ہیں یعنی زمین پر رہتے ہیں لیکن ہم اپنی سوچ اور اہمیت کے اعتبار سے آسمان کی بلندی پر چمکنے والے سات ستارے جو ایک دوسرے کے قریب واقع ہیں اُن سے زیادہ بلند مرتبت ہیں۔ وہ ستارے ٹمٹماتے ہیں چمکتے ہیں بجھ جاتے ہیں اور ہمیں

ایسی چنگاری کی طرح کی عارضی زندگی زیب نہیں دیتی۔ اور آپ اس بات سے خوب واقف ہیں۔

شام و سحر عالم از گردشِ ما خیزد دانی کہ نمی سازد ایں شام و سحر ما را

ترجمہ:۔ جہان کی شام اور صبح ہماری گردش ہی کی بدولت نمودار ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں یہ (سورج کے سبب سے رونما ہونے والی) شام اور صبح ہمارے موافق نہیں ہے۔

تشریح زمانے میں صبح و شام تو ہماری وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ شام و سحر ہمیں کس طرح موافق آسکتے ہیں۔ یعنی جس کے ہونے کا سبب ہم ہیں وہ ہماری ضرورت نہیں ہم اُن کی ضرورت ہے۔ یعنی انسان صبح و شام کی گردش سے ماورا ہے۔

ایں شیشۂ گردوں را از بادہ تہی کردیم کم کاسہ مشو ساقی! مینائے دگر ما را!

ترجمہ:۔ آسمان کے پیالے کی سب شراب پی کر ہم نے اسے خالی کر دیا ہے۔ اے ساقی! کم کاسہ (شراب) رکھنے والا نہ بن، (ہمارے پینے کے لیے) ایک اور صراحی لے کر آ۔

تشریح ہم وہ ہیں جنہوں نے آسمان کے پیالے کی ساری شراب پی لی ہے۔ اب آسمان کا پیالہ بالکل خالی ہے۔ اے شراب پلانے والے ہماری پیاس بجھانے کیلئے شراب اور صراحی کا بندوبست کر اور شراب کو بچا کر نہ رکھ۔

شایانِ جنونِ ما پہنائے دو گیتی نیست ایں راہگذر ما را آں راہگذر ما را!

ترجمہ:۔ دونوں جہانوں کی وسعتیں میرے جنون کے لائق نہیں ہیں۔ یہ (جہان) بھی ہمارے لئے ایک راہ گزر ہے اور وہ (جہان) بھی ہمارے لئے ایک راہ گزر ہے۔

تشریح دونوں جہانوں کی وسعتیں بھی میرے جنون کے شایانِ شان نہیں ہیں ہم ان دونوں جہانوں سے بے نیازی سے گزرنے والے ہیں اس لئے یہ جہان بھی ہمارے لئے صرف ایک راہ گزر ہے اور وہ جہان بھی ہمارے لئے ایک راہ گزر ہے۔ یعنی ہم یہاں وہاں رکنا تک پسند نہیں کرتے اور یہی ہمارے جنون کی شان بے نیازی ہے۔

(47)

خاور کہ آسمان بہ کمندِ خیالِ اوست از خویشتن گسستہ و بے سوزِ آرزوست

ترجمہ:۔ اپنے خیال کی کمند میں آسمان کو قید کرنے والے اہلِ مشرق خود سے نا آشنا اور آرزو کے سوز سے خالی ہیں۔

تشریح مشرق میں بسنے والے یعنی مسلمان قوم جن کے خیالات کی کمندیں آسمانوں کو قید کر کرتی تھیں یعنی وہ اپنے افکار میں اس قدر بلند تھے کہ آسمان بھی ان کی بلند فکری معترف تھا، افسوس کہ اب یہ اپنی صلاحیتوں سے ناواقف ہو چکے ہیں بھول چکے ہیں کہ کیا تھے اور اس سے بھی زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ ان میں اپنی کھوئی ہوئی عزت کو دوبارہ بحال کرنے کی تڑپ تک باقی نہیں رہی۔

در تیرہ خاک او تب و تاب حیات نیست جولانِ موج را نگراں از کنار جوست

ترجمہ:۔ اہل مشرق کی تاریک مٹی میں زندگی کی تڑپ اور حرارت نہیں ہے۔ وہ زندگی کی ندی کے کنارے سے اس (زندگی) کی موج کی بلندی کو ملاحظہ کر رہے ہیں۔

تشریح موجودہ صورت حال کے پیش نظر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ آج کے مسلمانوں میں زندگی کی تڑپ اور حرارت بالکل ختم ہو کر رہ گئی ہے اور ان کی روشن مٹی تاریکی میں ڈوب چکی ہے ان کی مثال ایسی ہے کہ وہ زندگی کی ندی کے کنارے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہوئے ہیں اور زندگی کی موج جو ندی میں ابھرتی ہے اسے دور سے دیکھنے میں مصروف ہیں۔

بت خانہ و حرم ہمہ افسردہ آتشے پیر مغاں شراب ہوا خوردہ در سبوست!

ترجمہ:۔ بت خانہ ہو یا کعبہ سب میں آگ ٹھنڈی ہے (مسلمان و کافر سب اوہام کا شکار ہیں) پیر مغاں (مذہبی رہنما) کے سبو کی شراب ہوا کی وجہ سے خراب ہو چکی ہے۔

تشریح کیا بت خانہ اور کیا کعبہ یعنی مسلمان ہو یا کافر سب کی آگ ٹھنڈی ہو چکی ہے اور سب کے سب وہم و گمان کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور پیر مغاں کے سبو میں جو شراب ہے وہ بھی اپنا اثر کھو چکی ہے۔

فکرِ فرنگ پیش مجاز آورد سجود بینائے کور و مستِ تماشائے رنگ و بوست!

ترجمہ:۔ اہل یورپ کی فکر مجاز (فلسفہ و سائنس) کے سامنے سجدے کر رہی ہے۔ وہ دیکھنے والے اندھے ہیں، ان کی نگاہیں رنگ و بو کی (دنیا کی ظاہری رونق اور خوبصورتی کی) تماشائی ہیں۔

تشریح دوسری طرف یورپی فکر فلسفے اور سائنس کے سامنے جھکی ہوئی ہے۔ یعنی وہ حقیقت کی طرف آنا ہی نہیں چاہتی یہی وجہ ہے کہ وہ ایسی قوم ہے جنہیں دیکھنے والے اندھے کہنا مناسب ہوگا۔ یعنی سب کچھ ان کے سامنے ہے لیکن انہیں دکھائی نہیں دیتا۔ کیونکہ وہ

ظاہری نمود و نمائش اور خوبصورتی کے پرستار اور تماشائی ہیں۔

گردندہ تر ز چرخ و ربایندہ تر ز مرگ　　از دستِ او بدامنِ ما چاک بے رفوست!

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب آسمان سے زیادہ تیز گردش کرنے والے اور موت سے بڑھ کر لوٹنے والے ہیں۔ ہمارے دامن میں ان کے ہاتھوں ایسے چاک پڑ گئے ہیں جن کو سیا نہیں جا سکتا۔

تشریح　اور یہی سبب ہے کہ مغرب آسمان سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اپنی جگہ بدلتا ہے۔ یعنی اُس کے نظریات تیزی سے تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے موت سے زیادہ تباہی کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس یورپ نے ہمارے دامن کو اس طرح تار تار کر دیا ہے کہ اسے سیا نہیں جا سکتا۔

خاکی نہاد و خو ز سپہرِ کہن گرفت　　عیار و بے مدار و کلاں کار و تو بتوست!

ترجمہ:۔ اہلِ یورپ خاکی ہیں لیکن انہوں نے اپنی عادتیں پرانے آسمان سے لی ہیں۔ وہ مکار، بے اصول، چالاک و ہوشیار اور منافق ہیں۔

تشریح　یورپ کے رہنے والے یعنی مغربی قوم کے لوگ بھی اگرچہ خاکی ہیں لیکن ان کی عادتیں اور طور طریقے سارے کے سارے بوڑھے آسمان والے ہیں۔ یہ منافق بھی ہیں اور مکار بھی نہ تو ان کے کوئی اصول ہیں اور نہ ہی دستور، یہ اپنی چالاکی اور ہشیاری سے دوسری قوموں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوششوں میں رہتے ہیں۔

مشرق خراب و مغرب ازاں بیشتر خراب　　عالم تمام مردہ و بے ذوقِ جستجوست!

ترجمہ:۔ (اخلاقیات کے اعتبار سے) مشرق تباہ ہو گیا اور مغرب اس سے پہلے بہت زیادہ تباہ ہو گیا۔ تمام دنیا مردہ اور جستجو کے ذوق سے محروم ہے۔

تشریح　دوسری طرف اخلاقیات کے اعتبار سے مشرق یعنی مشرقی لوگ تباہ ہو چکے ہیں۔ اور مغرب اس سے پہلے ہی اخلاقی طور پر اس سے بھی زیادہ تباہ ہو گیا لہٰذا مشرق و مغرب جو دنیا کہلاتی تھی وہ مُردہ ہو گئی اور دنیا میں بسنے والوں کی جستجو کا ذوق ختم ہو گیا۔

ساقی بیار بادہ و بزمِ شبانہ ساز　　ما را خراب یک نگہِ محرمانہ ساز!

ترجمہ:۔ اے ساقی! شراب لا اور رات کو محفل سجا۔ ہمیں ایک محرمانہ نگاہ سے تباہ کر دے (دوبارہ بااخلاق و مہذب بنا دے)۔

تشریح　اے مئے شراب پلانے والے شراب لا اور رات کی محفل کو سجا اسے پھر سے ہنگامے بخش

دے ہمیں اپنی مہربانیوں والی نگاہ سے فیض یاب کر دے اور پھر سے ہمیں وہ محبت بھرا خلاق، مہذبانہ انداز عطا فرما دے۔ یعنی ہم مسلمان پھر سے وہی جاہ وجلال اور تمکنت حاصل کر لیں جو ہمارا طرۂ امتیاز ہے۔

(48)

فرصتِ کشمکش مدہ ایں دلِ بے قرار را یک دو شکن زیادہ کن گیسوئے تابدار را

ترجمہ:۔ اس بے قرار دل کو کشمکش سے فرصت نہ دیجئے۔ اپنے بل کھائے ہوئے گیسوؤں میں ایک دو شکن اور زیادہ کر لیجئے۔

تشریح: میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بے قرار دل کو تڑپنے کا موقع نہ دیں اس لئے اپنے بل کھاتے ہوئے بالوں کو ایک دو شکن اور دے دیجئے۔ تاکہ ان کی گرفت مزید مضبوط ہو جائے۔

از تو درونِ سینہ ام برقِ تجلی کہ من با مہ و مہر دادہ ام تلخی انتظار را

ترجمہ:۔ میرے سینے میں تیری بدولت تجلی کی ایک بجلی چمک رہی ہے۔ اسی وجہ سے میں نے چاند اور سورج کو بھی انتظار کی تلخی دے رکھی ہے۔

تشریح: میرے سینے میں جو بجلی چمک رہی ہے وہ تیری ہی تجلی کے سبب سے چمک رہی ہے اور اسی تجلی کی بدولت چاند اور سورج میرے انتظار کی تلخی اور تکلیف برداشت کر رہے ہیں۔ اور شدت سے میرے منتظر ہیں۔

ذوقِ حضور در جہاں رسمِ صنم گری نہاد عشق فریب می دہد جانِ امیدوار را

ترجمہ:۔ حضوری کے ذوق نے جہان میں بت گری کی رسم شروع کروائی ہے۔ عشق اس دیدار کی امید رکھنے والی جان کو ہمیشہ فریب دیا ہی کرتا ہے۔

تشریح: محبوب کو دیکھنے کی خواہش نے ہی زمانے میں بت بنانے کی رسم کو شروع کیا ہے اور دیدار کی خواہش نے انسان کو ایک فریب میں مبتلا کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے خیال کے مطابق اور خود سے تراشے ہوئے بتوں میں محبوب کی جھلک کو محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ یہ صرف اُس کے خیال کا تراشا ہوتا ہے جو حقیقت میں دھوکا اور خود فریبی ہے۔

تا بفراغِ خاطرے نغمۂ تازہ زنم باز بہ مرغزار دہ طائرِ مرغزار را

ترجمہ:۔ تاکہ میں دل کے اطمینان کی خاطر کوئی نیا نغمہ چھیڑوں۔ اے محبوب! سبزہ زار کے پرندے کو پھر سے سبزہ زار کے سپرد کر دے۔

تشریح اے محبوب! اپنے فضل و کرم سے مجھے پھر سے نیا سبزہ زار عطا فرما دے تا کہ ایک آزاد سبزہ زار میں رہنے والا آزاد پرندوں کے اطمینان کی خاطر پھر سے آزادی کا گیت گا سکے۔

طبعِ بلند دادۂ، بند ز پائے من کشائے تا بہ پلاسِ تو دہم خلعتِ شہریار را

ترجمہ:۔ جیسے آپ نے مجھے بلند طبع عطا کی ہے، اسی طرح میرے پاؤں سے زنجیر بھی کھول دیجئے، تا کہ میں آپ کے عطا کردہ اس موٹے کپڑے کے لیے شاہانہ خلعت کو چھوڑ دوں۔

تشریح آپ نے مجھے بلند افکار اور بلند مرتبہ طبیعت عطا کی ہے تو میرے پاؤں کی زنجیر بھی کھول کر مجھے آزادی کی نعمت عطا فرما دیں۔ اور بادشاہ کی شاہانہ خلعت کو آپ کے عطا کردہ درویشانہ لباس جو بورے کی شکل میں ہے اس پر قربان کر دوں کہ یہ بوریا شاہانہ خلعت سے کہیں اعلیٰ اور بہتر ہے۔

تیشہ اگر بسنگ زد ایں چہ مقامِ گفتگو است عشق بدوش می کشد ایں ہمہ کوہسار را!

ترجمہ:۔ اگر (فرہاد نے) کسی پہاڑ پر (نہر کھودنے کیلئے) تیشہ چلایا تو یہ کونسی قابلِ ذکر بات ہے؟ عشق تو اس پورے پہاڑی سلسلے کو کندھوں پر اٹھا لیتا ہے۔

تشریح فرہاد کا کسی پہاڑ کو کھود کر نہر نکالنا کوئی بڑی بات نہیں اور نہ ہی ایسی قابلِ ذکر بات ہے کہ اس کو اہمیت دی جائے۔ عشق تو اس قدر طاقت اور ہمت رکھنے والا ہے کہ وہ پورے پہاڑی سلسلے کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیتا ہے۔

(49)

جانم در آویخت با روزگاراں جوے است نالاں در کوہساراں!

ترجمہ:۔ میری جان زمانے سے اس طرح متصادم ہے، جس طرح ندی پہاڑوں میں شور مچا رہی ہوتی ہے۔

تشریح میری جان زمانے میں بہتی ہوئی ندی ہے اور اس طرح شور مچاتی ہے جس طرح پہاڑوں میں بہتی ہوئی ندی شور مچاتی ہے۔ یعنی اپنی فریاد بلند کرتی ہے۔

پیدا ستیزد، پنہاں ستیزد نا پائدارے با پائداراں!

رجمہ:۔ ظاہری تصادم، پوشیدہ تصادم، ناپائیدار (دنیا) سے پائیدار (روح) کا تصادم۔

تشریح ہم انسان جو ناپائیدار ہیں اور ہماری روح جو پائیدار ہے ہم اس سے زور آزما ہیں۔ یہ ظاہر اور چھپا ہوا تصادم اور زور آزمائی ہمہ وقت جاری و ساری ہے۔

ایں کوہ و صحرا ایں دشت و دریا نے راز داراں نے غمگساراں

ترجمہ:۔ یہ پہاڑ اور صحرا یہ جنگل اور دریا نہ تو کسی کے راز دار ہیں اور نہ غم گسار۔

تشریح یہ پہاڑ اور صحرا، جنگل اور دریا سب اپنے آپ میں گم ہیں ان میں سے کوئی نہ تو کسی کا راز دار ہے اور نہ ہی غم بانٹنے والا، ہر کوئی اپنے حال میں مست ہے۔

بیگانۂ شوق! بیگانۂ شوق! ایں جوئباراں ایں آبشاراں

ترجمہ:۔ شوق سے بیگانہ ہیں، شوق سے بیگانہ ہیں، یہ ندیاں اور یہ آبشاریں، شوق (عشق) سے بیگانہ ہیں۔

تشریح لہٰذا یہ بات کھل کر سامنے آ رہی ہے کہ یہ ندیاں اور یہ آبشاریں عشق کی لذت سے بالکل بیگانہ ہیں۔ شوق نام کی کوئی شے ان میں موجود نہیں۔

فریاد بے سوز! فریاد بے سوز! بانگ ہزاراں در شاخساراں

ترجمہ:۔ سوز سے محروم فریاد، سوز سے محروم فریاد، شاخوں کے سلسلے میں آنے والی بلبلوں کی آواز سوز سے محروم ہے۔

تشریح یہی نہیں شاخوں پر چہچہانے والی بلبلوں کے گیتوں میں دلوں کو گرما دینے والی وہ تڑپ اور سوز ہی موجود نہیں افسوس کہ ان کی فریادیں بھی سوز سے محروم ہیں۔

داغے کہ سوزد در سینۂ من آں داغ کم سوخت در لالہ زاراں!

ترجمہ:۔ میرے سینے میں جلنے والے داغ، وہ داغ جو کہ گلِ لالہ کے چمن میں کم جلے ہوں گے۔

تشریح وہ داغ جو میرے سینے میں سلگ رہے ہیں وہ داغ لالے کے پھولوں سے بھرے چمن میں کہاں۔ کہ یہ سوز بھی صرف مجھی کو حاصل ہے۔

محفل ندارد و ساقی ندارد تلخے کہ سازد با بیقراراں!

ترجمہ:۔ محفل سے محروم ہے، ساقی سے محروم ہے، بے قراروں کے ساتھ موافقت کرنے والا تلخ جام محفل اور ساقی سے محروم ہے۔

تشریح دنیا کی محفل میں اب کوئی ایسا شراب پلانے والا موجود نہیں ہے جو محبت کی تلخ شراب کو پینے اور پلانے کا حوصلہ کر سکے جس شراب سے ہم بے قرار لوگ لطف اور لذت اُٹھا رہے ہیں یعنی ہم جس مقام پر ہیں کوئی دوسرا وہاں موجود نہیں اور یہ ہماری سوچ اور طبیعت کی بلندی کے سبب ہے۔

(50)

بہ تسلّی کہ دادی نگذاشت کارِ خود را   بتو بازی سپارم دلِ بیقرار خود را

ترجمہ:۔ آپ کی تسلی کے باوجود میرے دل نے اپنی بے قراری نہیں چھوڑی۔ میں اپنے بے قرار دل کو پھر آپ کے سپرد کر رہا ہوں۔

تشریح اگرچہ آپ نے میرے دل کو بہت تسلی دی ہے اس کے باوجود میرا دل بے قرار و بے چین رہتا ہے کیونکہ میرا دل اس بے قراری کو چھوڑنا ہی نہیں چاہتا۔ لہٰذا میں اس بے قرار و بے چین دل کو پھر آپ ہی کے سپرد کر رہا ہوں۔

چہ دلے کہ محنتِ او ز نفس شماریٔ او   کہ بدستِ خود ندارد رگِ روزگار خود را

ترجمہ:۔ وہ دل کیا ہے کہ جس کی محنت کا تعلق چار و ناچار فقط سانس گننے سے ہے اور وہ زمانے کی رگ اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتا۔

تشریح کیا فائدہ اس دل کا جو صرف اپنی سانسیں گننے میں اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اور اپنے ارد گرد سے بے خبر اپنے آپ میں کھویا ہوا ہے۔ اُسے زمانے کی چال اور گردش کے بارے میں کچھ علم ہی نہیں۔

بضمیرت آرمیدم تو بجوشِ خود نمائی   بکنارہ بر فگندی دُرِ آبدار خود را

ترجمہ:۔ میں آپ کے ضمیر (ارادہ) میں آرام کرتا رہا۔ آپ نے خود نمائی کے جوش میں اپنے چمکتے ہوئے قیمتی موتی کو کنارے پر پھینک دیا۔

تشریح میں ایک چمکتے ہوئے موتی کی طرح آپ کے باطن میں آرام کرتا رہا جب آپ میں اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا جوش پیدا ہوا تو آپ نے اپنے اس چمکتے ہوئے موتی کو کنارے پر پھینک دیا یعنی میں آپ کی خوبصورتی اور تجلّی کا اظہار ہوں۔

مہ و انجم از تو دارد گلہ ہا شنیدہ باشی   کہ بخاکِ تیرۂ ما زدۂ شرار خود را

ترجمہ:۔ آپ نے سنا ہی ہوگا (آپ نے چاند اور ستاروں کا دل نہیں بنایا اس لیے) چاند اور ستارے آپ سے شکوہ رکھتے ہیں۔ آپ نے ہماری تاریک مٹی میں اپنی چنگاری (عشق) کو پھینکا ہے۔

تشریح آپ نے سنا تو ہوگا کہ چاند اور ستاروں کو آپ سے شکایت ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے عشق کی چنگاری کو ہماری تیرہ و تاریک خاک میں ڈال دیا اور ہمیں اپنے نورانی عشق کی

برکت سے جگمگا دیا۔

خلشے بسینۂ ما ز خدنگ او غنیمت! 　 کہ اگر بپائش افتد نبرد شکار خود را

ترجمہ:۔ ہمارے سینے میں اس کے تیر کی ایک خلش بھی غنیمت ہے، کیونکہ وہ ذات ایسی ہے کہ اگر شکار خود اس کے قدموں میں آ گرے (تب بھی) وہ اسے نہ لے۔

تشریح 　 بے شک ہمارے سینے میں اس کے تیر کی ایک خلش بھی غنیمت ہے۔ اور اس کا احسان عظیم ہے کہ وہ ہمیں اس لائق سمجھتا ہے۔ کیونکہ وہ ذات پاک ایسی ہے کہ اگر شکار خود اس کے قدموں میں آ گرے تب بھی وہ اس کی پرواہ نہ کرے۔ وہ بے نیاز اور پاک ہے۔

(51)

بحرفے می تواں گفتن تمنائے جہانے را 　 من از ذوقِ حضوری طول دادم داستانے را

ترجمہ:۔ ایک جہان کی تمنا کو ایک حرف میں ادا کیا جا سکتا ہے۔ میں نے آپ کی حضوری کے ذوق میں داستان کو طویل کر دیا ہے۔

تشریح 　 سارے جہان کی تمنا کو صرف ایک حرف میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں نے آپ کی بارگاہ میں اپنی داستان کو اس لئے طویل کیا ہے کہ میں آپ کی حضوری سے زیادہ سے زیادہ لطف حاصل کر سکوں۔

ز مشتاقاں اگر تابِ سخن بردی نمیدانی! 　 محبت می کند گویا نگاہِ بے زبانے را!

ترجمہ:۔ اگر آپ نے اپنے مشتاقوں کو بات کرنے کی طاقت سے محروم کر دیا ہے، کیا آپ کو معلوم نہیں کہ محبت ایک بے زبان کی نگاہ کو بھی گویا کر دیتی ہے۔

تشریح 　 آپ نے اپنے چاہنے والوں سے بات کرنے کی طاقت بھی واپس لے لی کیا آپ نہیں جانتے کہ محبت کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ بے زبانوں کی نگاہوں کو بھی گفتگو کرنے اور بات کرنے کے ڈھنگ سکھا دیتی ہے۔ لہٰذا آپ کے چاہنے والوں کی آنکھیں آپ سے باتیں کریں گی۔

کجا نورے کہ غیر از قاصدی چیزے نمی داند 　 کجا خاکے کہ در آغوش دارد آسمانے را!

ترجمہ:۔ کہاں نوری مخلوق کہ جو پیغام رسانی کے سوا اور کچھ نہیں جانتی۔ کہاں خاکی مخلوق (انسان) جو آسمان کو اپنی آغوش میں رکھتا ہے۔

تشریح 　 انسان کو قدرت نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اور اس کی مٹی میں وہ خصوصیات رکھ دی

ہیں جو کسی دوسری مخلوق کو حاصل نہیں اس شعر میں اقبال انسان کے اشرف ہونے کا ذکر یوں کرتے ہیں کہ نوری مخلوق (فرشتے) جو اللہ تعالیٰ کے پیغامات لے جانے پر مامور ہیں اور وہ اس کے سوا دیگر امور کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جبکہ انسان خاکی ہونے کے باوجود پوری کائنات کو اپنی گود میں لئے بیٹھا ہے اور یوں انسان کو فرشتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

اگر یک ذرہ کم گردد ز انگیزِ وجودِ من   بایں قیمت نمی گیرم حیاتِ جاودانے را!

ترجمہ:۔ اگر میرے وجود کی سرشت سے ایک ذرہ بھی کم ہو جائے تو میں اس کی قیمت میں ملنے والی حیاتِ جاوداں (ہمیشہ کی زندگی) کو بھی ٹھکرا دوں۔

تشریح میں اپنے وجود کے ایک ایک ذرے کی قدر و قیمت سے واقف ہوں۔ اس لئے اگر میرے وجود کی ترکیب میں سے ایک ذرہ بھی کم ہو جائے تو میں اس قیمت پر ہمیشہ کی زندگی لینے کیلئے بھی تیار نہیں میرے وجود کا ایک ایک ذرہ اصول ہے۔

من اے دریائے بے پایاں بہ موجِ تو در افتادم   نہ گوہر آرزو دارم نہ می جویم کرانے را

ترجمہ:۔ اے بے کنار دریا! میں تیری موج سے لپٹ گیا ہوں، نہ میں موتی کی آرزو رکھتا ہوں اور نہ کنارے کا متلاشی ہوں۔

تشریح اے بے کنار دریا۔ میں تیری موج سے اس لئے لپٹ گیا ہوں کہ تیرا کوئی کنارا ہی نہیں اور مجھے کنارے کی آرزو بھی نہیں اور نہ ہی میں تیری تہہ میں چھپے ہوئے موتی کا خواہش مند ہوں میں تو خطروں سے کھیلنے کا تمنائی ہوں اور اسی کو زندگی سمجھتا ہوں!

ازاں معنی کہ چوں شبنم بجانِ من فرو ریزی   جہانے تازہ پیدا کردہ ام عرضِ فغانے را

ترجمہ:۔ وہ معانی (حقائق) جو شبنم کی طرح آپ نے میری جان میں نازل کئے ہیں، میں نے ان معانی سے اپنی فریاد عرض کرنے کے لئے ایک نیا جہان پیدا کر لیا ہے۔

تشریح وہ معانی جو آپ نے شبنم کی طرح میرے دل پر نازل کئے ہیں اُن کے فیض سے میں نے اپنی فریاد آپ کے حضور پیش کرنے کیلئے ایک نئی دنیا پیدا کر لی ہے۔ ایک نیا انداز وضع کر لیا ہے۔

(52)

چند بروئے خود کشی پردۂ صبح و شام را   چہرہ کشا تمام کن جلوۂ ناتمام را

ترجمہ:۔ اے اللہ! آپ کب تک اپنے "وجہ مبارک" پر صبح اور شام کا پردہ کھینچے رہیں گے۔ اپنے "وجہ مبارک" کی زیارت کرا دیجئے اور پورا دکھائی نہ دینے والا جلوہ پورا دکھا دیجئے۔

تشریح اے اللہ! آپ کب تک اپنے رخ پر جمال کو صبح وشام کے پردے میں چھپا کر رکھیں گے۔ اپنے رخِ پُرنور سے پردہ ہٹا دیجئے اور اپنی زیارت کا اعزاز بخش دیجئے آپ سے التجا ہے کہ ہمیں اپنا پورا کا پورا جلوہ دکھا دیجئے۔ کہ ذرا ذرا سے جلوے سے ہماری تشنگی نہیں ہوتی اور زیادہ بے قراری بڑھتی ہے۔

سوز و گداز حالتے است! بادہ ز من طلب کنی پیش تو گر بیاں کنم مستی ایں مقام را

ترجمہ:۔ سوز و گداز عشق کی ایک حالت ہے۔ اگر میں سوز و گداز کے مقام کی مستی کا حال بیان کروں تو آپ مجھ سے مطالبہ کریں گے کہ میں شرابِ عشق پیوں۔

تشریح سوز و گداز ایسی حالت اور کیفیت ہے اگر میں اس سوز و گداز کے مقام کی مستی اور لذت کا حال بیان کروں تو یقیناً آپ مجھ سے یہ سوز و گداز پیدا کرنے والی شراب کا مطالبہ ضرور کریں گے۔

من بسرود زندگی آتش او فزودہ ام تو نم شبنمے بدہ لالۂ تشنہ کام را

ترجمہ:۔ میں نے زندگی کا نغمہ سنا کر عشق کی آگ کو بھڑکایا ہے۔ آپ اس پیاسے حلق والے گلِ لالہ کو شبنم کی نمی (اس پُرسوز عاشق کو کچھ دیر کے لیے سکون) عطا کیجئے۔

تشریح میں نے زندگی کا گیت سنا کر لالے کی آگ کو بھڑکا دیا ہے۔ اب آپ اس پیاسے گلِ لالہ کو شبنم کی نمی سے سکون عطا کر دیجئے۔

عقل ورق ورق بگشت عشق بہ نکتۂ رسید طائرِ زیر کے برد دانہ زیرِ دام را

ترجمہ:۔ عقل کتابِ زندگی کے ایک ایک ورق سے گزری (لیکن نکتہ نہیں پا سکی) عشق نے کتابِ زندگی کے نکتہ تک رسائی حاصل کر لی۔ (شکاری نے) جال کے نیچے جو دانہ بکھیرا ہوا ہوتا ہے اس کو صرف عقل مند پرندہ (عشق) ہی لے اُڑتا ہے۔

تشریح عقل نے زندگی کی کتاب کا ایک ایک ورق اُلٹ کر دیکھ لیا لیکن کچھ حاصل نہ کر سکی اور عشق نے فوراً ہی زندگی تک رسائی حاصل کر لی اور زندگی کے معنی پا لئے، عشق کے اس عقل مند پرندے نے جال کے نیچے سے حقیقت کے دانے کو چن لیا اور کامیابی حاصل کر لی۔

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را!

ترجمہ:۔ کہاں نغمہ اور کہاں میں؟ یہ شاعری کا ساز ایک بہانہ ہے۔ میں شاعری سے بے مہار اونٹنی (امتِ مسلمہ) کو قطار (دینِ اسلام کے اصولوں) کی طرف کھینچ رہا ہوں۔

تشریح کہاں شعر اور کہاں میں، یہ شاعری تو ایک بہانہ ہے جس کے ذریعے میں بے مہار اونٹنی

(اُمتِ مسلمہ) جو قابو میں نہیں آ رہی کو ایک قطار یعنی دین اسلام کے اصولوں اور ضوابط کی طرف کھینچ رہا ہوں تاکہ یہ اپنے اصل کی طرف لوٹ آئے۔

وقتِ برہنہ گفتن است من بہ کنایہ گفتہ ام خود تو بگو کجا برم ہم نفسانِ خام را!

ترجمہ:۔ میں بات اشاروں سے کر رہا ہوں، حالانکہ یہ وقت تو بات کو صاف صاف بیان کرنے کا ہے۔ تو خود ہی بتا میں ان خام انسانوں کو کہاں لے جاؤں (جو کہ بات صاف صاف سننے کے عادی نہیں)۔؟

تشریح میں اشاروں اشاروں میں بات کر رہا ہوں جبکہ یہ وقت کھل کے صاف صاف بات کرنے کا ہے میں ان لوگوں کو کہاں لے جاؤں جو کھری اور صاف بات سننے کے عادی نہیں ہیں اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہیں۔ اگر ان کو صاف صاف بات کہہ دی جائے تو ہو سکتا ہے کہ یہ اپنی ناپختگی اور کم عقلی کے باعث اپنے آپ کو مزید بگاڑ لیں۔

(53)

نفس شمار بہ پیچاکِ روزگار خودیم مثالِ بحر خروشیم و درکنار خودیم

ترجمہ:۔ اپنے سانس پورے کرنے کے لیے میں زندگی کے چکر میں پھنسا ہوا ہوں۔ میں اپنے کناروں کے اندر بہہ رہا ہوں، لیکن شور سمندر کی طرح برپا کر رہا ہوں۔

تشریح ہمیں جتنے سانس ملے ہوئے ہیں ہم ان کی گنتی کو پورا کرنے کیلئے زندگی کے چکر میں پھنسے ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے کناروں کے اندر ہی اندر بہہ رہے ہیں کناروں سے باہر نہیں اچھل سکتے لیکن سمندر کی طرح اپنی آواز بلند ضرور کر رہے ہیں۔ یعنی ہمارا جوش و خروش ہمارے اندر ہی موجود ہے جو ہم صرف اپنے آپ کو دکھا رہے ہیں۔

اگرچہ سطوتِ دریا اماں نمی بخشد بخلوتِ صدف او نگاہدار خودیم

ترجمہ:۔ اگرچہ دریا کی ہیبت کسی کو امان نہیں دیتی لیکن ہم اس کی صدف (سیپ) کی تنہائی میں بھی خود کو نگاہ میں رکھنے والے ہیں۔

تشریح اگرچہ سمندر کا رعب دار دبدبہ کسی کو امان دینے کا حامی نہیں لیکن ہم سمندر میں چھپے ہوئے سیپ کے سینے میں پڑے ہوئے موتی کی طرح اپنی حفاظت کر رہے ہیں۔

ز جوہرے کہ نہان است در طبیعتِ ما مپرس صیرفیاں را کہ ما عیارِ خودیم

ترجمہ:۔ ہماری طبیعت میں پوشیدہ جوہر کے متعلق جوہر پرکھنے والے سے کچھ نہ پوچھو! کیونکہ ہم اپنی

کسوٹی خود ہی ہیں۔

تشریح ہماری طبیعت میں جو موتی چھپا ہوا ہے اس کے بارے میں جوہر شناسی اور کھرے کھوٹے موتی کی پہچان کرنے والے سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ ہم اپنی کسوٹی خود ہی ہیں اور اپنے بارے میں جو ہم جانتے ہیں وہ دوسرا نہیں جان سکتا۔ بالفاظ دیگر ہم اپنی خوبیوں کا خود ہی اظہار ہیں۔

نہ از خرابۂ ما کس خراج می خواہد فقیرِ راہ نشیم و شہریار خودیم

ترجمہ:۔ کوئی ہمارے کھنڈرات سے خراج وصول نہیں کرنا چاہتا۔ ہم راہ نشین فقیر ہیں، اور خود ہی اپنے بادشاہ ہیں۔

تشریح ہماری بنجر اور خراب زمین سے کوئی خراج (ٹیکس) طلب نہیں کرتا۔ ہم راستے میں بیٹھے ہوئے درویش ہیں اور خود ہی اپنے بادشاہ یعنی خراج طلب کرنے والے بھی ہیں۔ اس لحاظ سے ہم خود ہی خراج دینے والے ہیں اور اپنے آپ سے خود ہی خراج لینے والے۔

درونِ سینۂ ما دیگرے! چہ بوالعجبی است! کرا خبر کہ توئی یا کہ ما دو چار خودیم!

ترجمہ:۔ ہمارے سینے میں کوئی اور ہو، یہ کیا عجیب بات ہے۔ کسے خبر ہے کہ وہاں آپ ہیں یا ہم خود ہی خود سے دوچار ہیں۔

تشریح ہمارے سینے کے اندر کوئی اور! سخت حیرانی کی بات ہے، کسے خبر کہ ہمارے سینے میں آپ موجود ہیں یا ہم خود ہی اپنے آپ سے دوچار ہیں۔ یعنی یہ عقدہ کھل نہیں پایا۔

کشائے پردہ ز تقدیرِ آدمِ خاکی کہ ما بہ رہگذرِ تو در انتظارِ خودیم!

ترجمہ:۔ آدم خاکی کی تقدیر سے پردہ اٹھایئے کہ ہم تو آپ کی راہ میں اپنے ہی انتظار میں ہیں۔

تشریح اے اللہ! اس خاک سے بنے ہوئے آدم کی تقدیر سے پردہ ہٹایئے کہ ہم آپ کی راہ میں بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے انتظار میں ہیں کہ ہم دیکھ سکیں اور جان سکیں کہ ہمارا مقام و مرتبہ کیا ہے۔ اور یہ خود شناسی خدا شناسی کی بدولت ہی حاصل ہو سکتی ہے

(54)

بہ فغاں نہ لب کشودم کہ فغاں اثر ندارد غمِ دل نگفتہ بہتر ہمہ کس جگر ندارد

ترجمہ:۔ میں نے کبھی فریاد کیلئے لب نہیں کھولے کیونکہ فریاد کوئی اثر نہیں رکھتی۔ غمِ دل بیان نہ کرنا ہی بہتر ہے، کیونکہ ہر شخص جگر والا نہیں ہوتا (غمِ دل کو سننے کا حوصلہ نہیں رکھتا۔)

تشریح میں نے کبھی فریاد کرنے کیلئے لب نہیں کھولے اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ فریاد میں کوئی اثر

نہیں ہوتا لہٰذا اپنے دل کا غم کسی دوسرے سے بیان کرنا بہتر نہیں ویسے بھی ہر شخص کا اس قدر ظرف اور حوصلہ نہیں ہوتا کہ دوسرے کے دل کا غم سنے اور اُس پر مثبت انداز اختیار کرے۔

چہ حرم چہ دیر ہر جا سخنے ز آشنائی! مگر ایں کہ کس ز رازِ من و تو خبر ندارد!

ترجمہ:۔ مسجد کیا، مندر کیا ہر جگہ تجھ سے آشنا ہونے کی باتیں ہو رہی ہیں، مگر ان میں سے کوئی بھی میرے اور تیرے راز کی خبر نہیں رکھتا۔

تشریح کیا مسلمان کیا ہندو سب کے سب اپنے آپ کو تیرا جاننے والے گردانتے ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی تیرے اور میرے راز کو نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ عشق کی اس لذت سے آشنا نہیں جو تیرے میرے درمیان موجود ہے۔

چہ ندیدنی است اینجا کہ شرر جہانِ ما را نفسے نگاہ دارد نفسے دگر ندارد!

ترجمہ:۔ یہ کیا نہ دیکھنے کے قابل حالت ہے کہ شرر ہمارے جہاں کو ایک لمحہ کے لیے نگاہ میں رکھتا ہے اور دوسرے لمحہ پر نہیں رکھتا۔

تشریح یہ حالت بھی تو دیکھنے کے قابل نہیں کہ ایک شرر ہمارے جہان کو صرف ایک لمحہ بھر کیلئے دیکھ پاتا ہے اور دوسرے ہی لمحے اسے دیکھنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ یعنی شرر کی زندگی ہی اسی قدر ہے کہ وہ لمحہ بھر کیلئے پیدا ہوتا ہے اور پھر ختم ہو جاتا ہے۔

تو ز راہِ دیدۂ ما بضمیرِ ما گذشتی مگر آنچناں گذشتی کہ نگہ خبر ندارد!

ترجمہ:۔ (اے محبوب!) آپ ہماری آنکھوں کی راہ سے ہمارے دل میں آئے، مگر اس طرح سے آئے کہ نگاہ کو خبر نہ ہوئی۔

تشریح اے محبوب! مزہ تو جب ہے کہ آپ ہماری آنکھوں کے راستے اس طرح ہمارے دل میں اُتر جائیں کہ نگاہ کو بھی خبر تک نہ ہو۔ مراد ہے انتہائی خاموشی سے، دبے پاؤں۔

کس ازیں نگیں شناساں نگذشت بر نگینم بتو می سپارم او را کہ جہاں نظر ندارد!

ترجمہ:۔ ان نگینہ شناسوں میں سے کسی نے بھی میرے نگینہ کو نہیں پہچانا۔ میں اسے آپ کے سپرد کرتا ہوں کہ جہان پہچاننے والی نظر نہیں رکھتا۔

تشریح یہاں جتنے بھی جوہر شناس ہیں جو کھرے کھوٹے کی پہچان کے دعوے دار ہیں ان میں سے کسی نے بھی میرے موتی کو نہیں پہچانا۔ لہٰذا میں اپنے اس جوہر کو آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ کیونکہ زمانے کے پاس وہ نگاہ ہی نہیں کہ وہ میرے جوہر کو پہچان سکے۔

قدحِ خرد فروزے کہ فرنگ داد ما را ہمہ آفتاب لیکن اثرِ سحر ندارد!

ترجمہ:۔ اہلِ فرنگ نے عقل کو چمکا دینے والا جام جو مجھے پلایا تھا، یقیناً وہ جام سراپا سورج ہے، لیکن صبح (پیدا کرنے کا) اثر نہیں رکھتا۔

تشریح مغرب میں رہنے والوں نے یعنی انگریز قوم نے جو عقل کو چمکا دینے والا جام مجھے پلایا تھا ۔وہ جام اگرچہ سر سے لیکر پاؤں تک سورج ہے لیکن اس سورج میں صبح پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں۔ یعنی انگریزوں کے طور طریقے مناسب سہی لیکن نتیجہ خیز نہیں وقتی ہیں اور رات کی تاریکی کو دور نہیں کرسکتا۔

(55)

ما کہ افتندہ تر از پرتوِ مہ آمدہ ایم کس چہ داند کہ چساں ایں ہمہ رہ آمدہ ایم

ترجمہ:۔ ہم روئے زمین پر چاند کی چاندنی سے بھی زیادہ گرے ہوئے آئے ہیں۔ کوئی کیا جانتا ہے کہ ہم نے یہ راہ کیسے طے کی ہے۔

تشریح ہم جو چاندنی سے بھی زیادہ گرے پڑے ہیں یعنی چاند کی چاندنی جس زمین پر بچھ جاتی ہے مراد اس سے زیادہ گرا ہوا ہوہی نہیں سکتا۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ ہم نے یہ ساری راہ کس طرح اور کس کرب سے طے کی ہے۔ مسلمانوں کی تنزلی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

با رقیباں سخن از دردِ دلِ ما گفتی شرمسار از اثرِ نالہ و آہ آمدہ ایم

ترجمہ:۔ آپ نے رقیبوں سے ہمارے دل کے درد کی بات کہہ دی۔ میں اپنی فریاد اور آہ کے اثر سے شرمسار ہوں۔

تشریح آپ نے ہمارے رقیبوں سے ہمارے دل کی بات کہہ دی یعنی جو ہماری آرزو تھی اور جس بات کے ہم خواہاں تھے اُن کو بتا دیا۔ ہم اپنے نالے اور آہ کے اثر سے شرمندہ ہیں۔

پردہ از چہرہ بر افگن کہ چو خورشیدِ سحر بہرِ دیدارِ تو لبریز نگہ آمدہ ایم

ترجمہ:۔ اے محبوب! صبح کے سورج کی طرح اپنے رُخِ تاباں سے پردہ اٹھایئے کہ ہم آپ کے دیدار کے لئے نگاہ بھرے آئے ہیں۔

تشریح اے محبوب! جس طرح جسم کا سورج اپنے چمکتے ہوئے چہرے سے پردہ ہٹاتا ہے آپ بھی اپنے پُرنور اور روشن چہرے سے پردہ اٹھا دیجئے کہ ہم اور ہماری نگاہیں آپ کا دیدار کرنے کیلئے بے تاب و بے چین ہیں۔ اور ہم کب سے آپ کو دیکھنے کی آس لئے بیٹھے ہیں۔

عزم ما را بہ یقین پختہ ترک ساز کہ ما　　اندریں معرکہ بے خیل و سپہ آمدہ ایم

ترجمہ:۔ میرے ارادہ کو یقین کے ساتھ اور پختہ کر دیجئے، کیونکہ ہم اس معرکہ میں گھوڑوں اور سپاہیوں (سامانِ جنگ) کے بغیر آئے ہوئے ہیں۔

تشریح　ہمارے ارادہ کو ایمان سے اور زیادہ مضبوط کر دیجئے کیونکہ ہم حق و باطل کی جنگ میں حق کی طرف سے بغیر جنگی ساز و سامان اور لشکر کے آئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں نے ہمیشہ جذبہ ایمانی کی طاقت سے ہی بڑی بڑی جنگیں جیتی ہیں اور غیر معمولی معرکے سر کئے ہیں۔

تو ندانی کہ نگاہے سرِ راہے چہ کند　　در حضورِ تو دعا گفتہ برہ آمدہ ایم

ترجمہ:۔ آپ کو اس سے کیا تعلق کہ کسی کی سر راہ نگاہ کسی کے ساتھ کیا کرتی ہے (آپ خالق ہیں اور آپ پر مخلوق کی طرح محبوب کی نگاہیں اثر انداز نہیں ہوتیں)۔ ہم تیرے حضور دعا پڑھ کر تیرے راستہ میں آئے ہیں۔

تشریح　آپ نہیں جانتے کہ نگاہ سرِ راہ کیا کرتی ہے کیونکہ آپ خالق ہیں اور مخلوق کی نگاہیں آپ پر اثر انداز نہیں ہوتیں اس لئے ہم آپکے حضور دعا میں مانگ کر راستے میں آ کھڑے ہوئے ہیں اب جو آپ کو منظور سرِ تسلیم خم ہے۔

(56)

اے خدائے مہر و مہ خاکِ پریشانے نگر　　ذرۂ در خود فرو پیچد بیابانے نگر

ترجمہ　اے سورج اور چاند کے خدا! میری پریشان مٹی کو دیکھ کہ یہ ہے تو ایک ذرہ، لیکن اپنے اندر ایک بیابان کو سموئے ہوئے ہے۔

تشریح　اے سورج اور چاند کے رب! سورج اور چاند کو بنانے والے میری بکھری ہوئی مٹی کو دیکھ کہ یہ تو اُن کے مقابلے میں ایک ذرہ کی سی حیثیت رکھتی ہے لیکن اس ذرے میں اس قدر وسعت ہے کہ اس کے اندر ایک بیابان سمویا ہوا ہے۔ یعنی ہم انسان بھی کسی طرح چاند اور سورج سے کم نہیں۔

حسنِ بے پایاں درونِ سینۂ خلوت گرفت　　آفتابِ خویش را زیرِ گریبانے نگر!

ترجمہ:۔ آپ کے بے حد و حساب حسن نے میرے سینے میں خلوت اختیار کر رکھی ہے، اپنے سورج کو میرے گریبان کے اندر دیکھ (انسان نے کائنات کو مسخر کر لیا ہے۔)

تشریح　آپ کے حسن کی کوئی انتہا نہیں اور اس نے میرے سینے کے خلوت خانے میں سکونت اختیار کر

رکھی ہے۔ لہٰذا آپ اپنے سورج کو میرے گریبان کے اندر دیکھ سکتے ہیں یہی نہیں بلکہ ساری کائنات میری تابع ہو چکی ہے آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

بر دلِ آدم زدی عشقِ بلا انگیز را   آتشِ خود را بآغوشِ نیستانے نگر!

ترجمہ آپ نے آدم کے دل پر اپنے بلا انگیز عشق کو تصوار کیا۔ اپنی آگ کو میرے سرکنڈوں کی آغوش میں دیکھ (آپ کے عشق نے آدمی کو جلا کر رکھ دیا ہے۔)

تشریح آپ نے آدمی کے دل پر اپنے بلا انگیز عشق کو وارد کر دیا اب آپ میرے بانسوں کے جنگل کو اپنے عشق کی آگ میں جلتا ہوا بھی دیکھیں اور راکھ ہوتا ہوا بھی دیکھیں کہ نہ رہے گا بانس اور نہ بجے گی بانسری یعنی اب میں کوئی فریاد بھی نہ کر سکوں گا۔ یعنی عشق حقیقی میں محویت کی آخری منزل پر پہنچنے کا جنون۔

شوید از دامانِ ہستی داغہائے کہنہ را   سخت کوشی ہائے ایں آلودہ دامانے نگر!

ترجمہ آپ کا عشق ہستی کے دامن سے پرانے داغ دھو دیتا ہے۔ اس آلودہ دامن والے کی سخت جدوجہد کو دیکھ (قانون تو یہ ہے کہ تیرا عشق انسان کو رفعتِ عظیمہ عطا فرما دیتا ہے لیکن دیکھو کہ یہ بے بھی آپ کا عاشق اور لوگوں کی نظروں میں بے بھی معیوب)۔

تشریح آپ کے عشق میں یہ کمال خوب ہے کہ وہ زندگی کے دامن سے پرانے سے پرانے داغ کو دھو دیتا ہے۔ لیکن آپ اپنے عاشق کو دیکھیں اس کے دامن پر کئی داغ ہیں اور کس قدر محنت اور جدوجہد میں کھو یا رہتا ہے۔

خاکِ ما خیزد کہ سازد آسمانے دیگرے   ذرۂ ناچیز و تعمیرِ بیابانے نگر!

ترجمہ میری مٹی اٹھتی ہے کہ وہ ایک اور آسمان بنائے۔ ہے تو یہ ناچیز ذرہ لیکن دیکھ کہ وہ بیابان کی تعمیر کر رہا ہے۔ (آپ کا عشق وہ طاقت ہے جو عاشق کو ہر قسم کی ریاضت و مجاہدہ اور جدوجہد کے لئے تیار کر دیتا ہے۔)

تشریح میری مٹی اس لئے اٹھتی ہے کہ نیا آسمان تعمیر کرے دیکھئے تو سہی کہ یہ ناچیز ذرہ بیابان کو بنانے کا حوصلہ رکھتا ہے۔ مراد ہے کہ آپ کے عشق کی بدولت وہ طاقت نصیب ہوتی ہے جو ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتی ہے۔

٭٭٭

زبورِ عجم (فارسی، اردو)

حصہ دوم

از

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مؤلف ومترجم کتبِ کثیرہ

پروفیسر مفتی محمد وسیم اکرم القادری (ایم فل)

(ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ: پیرس کالج سمبڑیال)

شارح

یوسف مثالی

زبورِ عجم

حصہ دوم

شاخِ نہالِ سدرۂ خار و خسِ چمن مشو منکرِ او اگر شدی منکرِ خویشتن مشو

ترجمہ:۔ (اے مسلمان!) تو شجرِ سدرہ کی شاخ ہے، چمن کا کوڑا کرکٹ نہ بن۔ اگر تو اپنے خالق کا منکر ہو گیا ہے تو اپنا منکر تو نہ بن۔

تشریح اے مسلمان! تو سدرہ درخت (ساتویں آسمان پر بیری کا بہت اونچا درخت جو حضرت جبرئیل کا مقام ہے) کی شاخ ہے اپنے آپ کو چمن کی خس و خاشاک نہ بنا، اگر تو اپنے خالق جس نے تجھے پیدا کیا ہے کا منکر ہو گیا تو کم از کم اپنے ہونے اور اپنی عظمت سے تو انکار نہ کر۔

دو عالم را تواں دیدن بمینائے کہ من دارم کجا چشمے کہ بیند آں تماشائے کہ من دارم

ترجمہ:۔ اس سے دونوں جہانوں کے اسرار کو سمجھا جا سکتا ہے جو اپنی صراحی میں (عشق کی) کچھ (شراب) رکھتا ہے۔ وہ آنکھ کہاں ہے جو اس تماشے کو دیکھ لے جو میں رکھتا ہوں؟

تشریح میرے پاس جو جام موجود ہے اس میں دونوں جہانوں کے بھید دیکھے جا سکتے ہیں اور انہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ وہ آنکھ کہاں ہے جو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں مراد ہے کہ مجھے عشق حقیقی کے وسیلے سے جو کچھ دکھائی دے رہا ہے وہ صرف میں ہی دیکھ سکتا ہوں کیونکہ دوسرا کوئی اس مقام پر نظر نہیں آتا یا اسے وہ نگاہ میسر نہیں جو مجھے ہے۔

دگر دیوانۂ آید کہ در شہر افگند ہوئے دو صد ہنگامہ برخیزد ز سودائے کہ من دارم

ترجمہ:۔ ایک اور دیوانہ آیا ہے جو شہر میں "ھو" کا نعرہ لگا رہا ہے، لیکن کئی سو ہنگامے اس سودا (جنون) سے اٹھتے رہتے ہیں، جو میں رکھتا ہوں۔

تشریح شہر میں نعرہ مستانہ بلند کرنے والا ایک اور دیوانہ آیا ہے جو ھو کا نعرہ بلند کیے جا رہا ہے لیکن

میرے جنون سے تو کئی سو اور بھی ہنگامے اٹھتے رہتے ہیں اور وہ ہنگامے صرف میرے ہیں ایسے ہنگامے کسی دوسرے دیوانے کو نصیب نہیں۔

مخور ناداں غم از تاریکیٔ شبہا کہ می آید
که چوں انجم درخشد داغ سیمائے کہ من دارم

ترجمہ:۔اے نادان! خود کو درپیش راتوں کے اندھیرے کا غم نہ کھا، کیونکہ ستارے کی طرح وہ داغ چمکتا رہتا ہے جو میں رکھتا ہوں۔

تشریح اے نادان مخاطب! تو اندھیروں سے پریشان نہ ہو اور ان کا غم نہ کر اس لئے کہ جو داغ میں اپنی پیشانی پر رکھتا ہوں وہ ستارے کی طرح روشن رہتا ہے اور اس کی روشنی تجھے در پیش اندھیرے کو مٹا دینے کی قدرت رکھتی ہے۔

ندیم خویش می سازی مرا لیکن ازاں ترسم
نداری تاب آں آشوب و غوغائے کہ من دارم

ترجمہ:۔تو مجھ سے دوستی کا آرزومند ہے، لیکن میں اس سے ڈرتا ہوں۔تو اس آشوب (ہنگامہ) اور شور وغل کی تاب نہ لا سکے گا جو میں رکھتا ہوں۔

تشریح تو مجھے اپنا ساتھی بنانے کا اور میری دوستی کا آرزومند ہے لیکن مجھے یہ خوف لاحق ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تو اس آشوب اور شور و غوغے یعنی ان ہنگاموں کی تاب نہ لا سکے جو مجھ میں موجود ہیں اور تیری آرزو تیرے لئے پریشانی کا باعث بن جائے۔

(1)

بر خیز کہ آدم را ہنگامِ نمود آمد
ایں مشتِ غبارے را انجم بسجود آمد!

ترجمہ:۔اٹھ کہ آدمی کے ہنگامہ (صلاحیتوں) کے اظہار کا وقت آ پہنچا ہے۔ اس مٹھی بھر مٹی (انسان) کے سامنے ستارے سجدہ ریز ہیں (انسان اجرام فلکی کی تسخیر کر چکا ہے۔)

تشریح اٹھو کہ انسان کی عظمتوں اور صلاحیتوں کے اظہار کا وقت آ گیا ہے وہ دیکھو ستارے انسان کو سجدہ کر رہے ہیں یعنی انسان نے آسمان پر چمکنے والے ستاروں کو بھی اپنے تابع کر لیا ہے۔

آں راز کہ پوشیدہ در سینۂ ہستی بود
از شوخی آب و گِل در گفت و شنود آمد!

ترجمہ:۔وہ راز جو کہ کائنات کے سینے میں پوشیدہ تھا، وہ پانی و مٹی (انسان کے وجود) کی شوخی کے سبب گفتگو و سماعت میں آ چکا ہے (کائنات کے راز اب انسان کی زبان پر ہیں۔)

تشریح اور وہ راز جو کائنات کے سینے میں چھپا ہوا تھا وہ راز اب انسان جو پانی اور مٹی سے بنایا گیا

ہے اس کی زبان پر آ گیا ہے۔ یعنی اب انسانوں کے درمیان کائنات کے رازوں کے تبادلے ہونے شروع ہو گئے ہیں اور انسان کائنات کو تسخیر کرنے کیلئے اُٹھ کھڑا ہوا ہے۔

(2)

مہ و ستارہ کہ در راہِ شوق ہم سفر اند — کرشمہ سنج و ادا فہم و صاحب نظر اند

ترجمہ:۔ شوق کی راہ میں اکٹھے سفر کرنے والے چاند اور ستارے سب کرشمہ سنج (اشارۂ ابرو کو پرکھنے والے) ادا فہم اور صاحب نظر ہیں (آسمان کے ستارے اپنے دائرے میں حرکت کے ساتھ ساتھ کائنات میں وقوع پذیر ہونے والے حوادثات پر بھی نظر رکھے ہوئے ہیں۔)

تشریح: شوق کے راستے پر اکٹھے سفر کرنے والے چاند اور ستارے ہمارے ہمسفر ہیں۔ وہ سب ابروؤں کے اشاروں کو پرکھنے والے (یعنی چاند) اور اداؤں کو سمجھنے والے (یعنی ستارے) صاحب نظر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور یوں یہ ستارے علم نجوم کے حوالے سے) نہ صرف اپنے آپ پر بلکہ کائنات کے حوادث اور معمولات کو بھی نگاہ میں رکھتے ہیں۔

چہ جلوہ ہاست کہ دید در کفِ خاکے — قفا بجانبِ افلاک سوئے ما نگرند

ترجمہ:۔ انھوں (چاند و ستاروں) نے کون سے جلوے مٹھی بھر مٹی (انسان) میں دیکھ لیے ہیں کہ ان کی پیٹھ تو آسمان کی طرف ہے اور نظر ہماری طرف ہے؟ (انسانیت کا عروج ہے کہ اجرام فلکی بھی انسان کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی تسخیر کے لیے راضی ہیں۔)

تشریح: نجانے ان چاند ستاروں کو ہم انسانوں میں کیا چیز نظر آ گئی ہے کہ یہ آسمان کی طرف اپنی پشت کئے ہوئے ہیں اور ہماری طرف اپنا چہرہ کئے ہمیں کو دیکھے جا رہے ہیں۔ یعنی انسان کو رب کائنات نے وہ اعلیٰ رتبہ نواز دیا ہے کہ کائنات کی ہر شے اس کے رتبے کی قدر دان ہے اور اس پر رشک کرتی ہے۔

(3)

درونِ لالہ گذر چوں صبا توانی کرد — بیک نفس گرہِ غنچہ وا توانی کرد

ترجمہ:۔ گلِ لالہ کے اندر صبا (نرم و لطیف ہوا) کی طرح گزرا جا سکتا ہے۔ ایک سانس سے غنچے کی گرہ کھولی جا سکتی ہے۔ (پریشان حالوں کی پریشانی کا حل تلاش کرنا حقیقت میں انسان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔)

تشریح: نرم و لطیف ہوا کی طرح لالے کے پھول کے اندر سے گزرا جا سکتا ہے اور ایک ہی پھونک سے

غنچے کی گرہ بھی کھولی جا سکتی ہے یعنی اُسے کھلایا جا سکتا ہے۔ مراد یہ انسان مشکل سے مشکل معاملہ کو اپنی صلاحیتوں سے آسانیوں میں بدل دینے پر قادر ہے۔

حیات چیست؟ جہاں را اسیر جاں کردن تو خود اسیر جہانی، کجا توانی کرد!

ترجمہ:۔ زندگی کیا ہے؟ یہی کہ جہان کو جان کا قیدی بنانا۔ (اے عصرِ حاضر کے انسان!) تُو تو خود جہان کا قیدی ہے، یہ (جہاں کو مسخر کرنے کا کام) کیسے کر سکے گا۔؟

تشریح جہان کو جان میں قید کر دینے کا نام زندگی ہے یعنی جہان کو اپنا اسیر بنا لینا اور جو انسان خود ایک جہان کا قیدی ہو وہ جہان کو اپنے تابع کرنے کا کام کیسے سرانجام دے سکتا ہے یعنی آج کا انسان خودی زندگی سے دور ہے۔

مقدر است کہ مسجود مہر و مہ باشی ولے ہنوز ندانی چہا توانی کرد!

ترجمہ:۔ تیری تقدیر یہ ہے کہ تو سورج اور چاند کا بھی مسجود ہو (کہ وہ تجھے سجدہ کریں) لیکن تُو تو ابھی تک بھی نہیں جانتا کہ تو یہ کام کیسے کر سکتا ہے۔

تشریح تیرے مقدر میں ہے کہ چاند اور سورج تجھے سجدہ کریں یعنی تو اپنے آپ کو اس مقام پر لے جائے کہ یہ کائنات تیری تابع ہو لیکن افسوس کہ تُو تو ابھی یہ نہیں جانتا کہ تو اپنے آپ کو اُس مقام تک کیسے لیکر جا سکتا ہے یعنی تو نے عمل کی راہ ہی اختیار نہیں کی۔ ورنہ یہ چاند ستارے تیرے قدم چومتے!

اگر ز میکدۂ من پیالۂ گیری ز مشتِ خاک جہانے بپا توانی کرد!

ترجمہ:۔ اگر تو میرے میکدے سے ایک جام پی لے گا تو تو مٹھی بھر مٹی (اے انسان! تو خود) سے ایک جہان بپا کر سکتا ہے۔

تشریح میں تجھے ایک نوید دیتا ہوں کہ اگر تو میرے شراب خانے سے صرف ایک جام پی لے تو تو اپنی مٹھی بھر مٹی سے ایک نیا جہان پیدا کر سکتا ہے۔ ایسا جہان جس کی ہر شے تیرے تابع ہو۔

بسینہ چراغے فروختی اقبالؔ بخویش آنچہ توانی بما توانی کرد!

ترجمہ:۔ اے اقبالؔ! تو نے اپنے سینہ میں یہ چراغ کس طرح روشن کیا ہے؟ جو کچھ تو نے خود سے کیا ہے، ہم سے بھی کر سکتا ہے (فلسفۂ کائنات ہمیں بھی سمجھا دے۔)

تشریح اے اقبالؔ! یہ تو بتا کہ تُو نے اپنے سینے میں یہ چراغ کس طرح روشن کیا ہے۔ جس کی

روشنی دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ تو نے اپنے آپ سے کیا ہے وہ ہم سے بھی کرتا کہ ہم بھی اپنے اپنے سینوں میں روشنی کر سکیں۔

(4)

اگر بہ بحرِ محبت کرانہ می خواہی ہزار شعلہ دہی یک زبانہ می خواہی!

ترجمہ:۔ اگر تو محبت کے سمندر میں ہوتے ہوئے کنارے کا خواہش مند ہے تو گویا تو ہزار شعلوں کے عوض ایک چنگاری لینا چاہتا ہے۔

تشریح اگر تو محبت کے سمندر میں موجود ہوتے ہوئے کنارے کی آرزو رکھتا ہے تو افسوس ہے تجھ پر کہ تو ہزار ہا شعلوں کو چھوڑ کر ان کے بدلے میں صرف ایک چنگاری کا طلب گار ہے۔ جس کی عمر بھی ایک لمحے سے زیادہ نہیں۔ تیری جوانمردی کا تقاضا تو یہی ہے کہ تو شعلوں کے سمندر میں غوطے لگا تا رہے۔

مرا ز لذتِ پرواز آشنا کردند تو در فضائے چمن آشیانہ می خواہی!

ترجمہ:۔ مجھے پرواز کی لذت سے آشنا کیا گیا ہے (لیکن) تو فضائے چمن میں آشیانہ بنانا چاہتا ہے؟

تشریح اے مخاطب! دیکھ مجھے پرواز کی لذت عطا کی گئی ہے اور میں بلندیوں کو چھوتا پھر رہا ہوں لیکن تو صرف چمن کی فضا میں اپنا آشیانہ بنانے کی خواہش میں گرفتار ہے اور خود کو ایک ہی مقام پر محصور کر دینا چاہتا ہے۔

یکے بدامنِ مردانِ آشنا آویز ز یار اگر نگہِ محرمانہ می خواہی

ترجمہ:۔ اگر تو یار کی نگاہِ محرمانہ کا خواہش مند ہے تو ایک مرتبہ رازوں سے واقف مردانِ حق کے دامن سے وابستہ ہو جا۔

تشریح اگر تو چاہتا ہے کہ محبوب کی نگاہ ہمیشہ تجھ پر مہربان رہے۔ تو ایک بار کسی ایسے مردِ حق کا دامن پکڑ لے جو عشق کے رازوں سے واقف ہو۔ تو بھی ان رازوں سے واقف ہو جائے گا اور محبوب کی نگاہ میں پسندیدہ۔

جنوں نہ داری و ہوئے فگندہٖ در شہر سبو شکستی و بزمِ شبانہ می خواہی!

ترجمہ:۔ تو (عشق کا) جنوں تو نہیں رکھتا اور (ریاکارانہ طور پر) شہر میں شور مچائے پھرتا ہے۔ تو نے سبو تو توڑ رکھا ہے اور رات کی مجلسِ رندانہ کا خواہش مند ہے۔؟

تشریح تجھے تو عشق کے جنوں کا پتہ ہی نہیں کہ وہ کیا ہوتا ہے سارے شہر میں اپنے عشق کا چرچا کرتا

پھر رہا ہے اور اپنی ریاکاری سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو نے تو اپنا سبو ہی توڑ رکھا ہے یعنی عشق کا پیمانہ ہی توڑ رکھا ہے اور رندوں کی محفل کی آرزو کئے بیٹھا ہے۔ یعنی جو تو کر رہا ہے وہ عشق میں حرام ہے۔

اگر ز ما غزلِ عاشقانہ ی خواہی! تو ہم بعشوہ گری کوش و دلبری آموز

ترجمہ:۔ اگر تو ہم سے عاشقانہ غزل کا خواہش مند ہے تو معشوقانہ انداز اپنا، اور دلبروں کے ناز و ادا آزما۔

تشریح اے مخاطب! اگر تو ہم سے ایسی غزل کی توقع رکھتا ہے جس میں عشقیہ مضامین کی بندش کے علاوہ اور کچھ نہ ہو تو پھر اپنے آپکو بھی معشوقانہ انداز میں پیش کر اور دلبروں جیسے ناز نخرے اور انداز اپنا تا کہ ہم تیری محبوبیت سے متاثر ہو کر عشقیہ غزل کہہ دیں۔

(5)

زمانہ قاصدِ طیّار آں دلآ رام است چہ قاصدے کہ وجودش تمام پیغام است!

ترجمہ:۔ زمانہ اس (عاشق کے) دل کو سکون پہنچانے والے محبوب (اللہ تعالیٰ) کا ایسا قاصد ہے جو ٹھہرتا نہیں اور ہر وقت اُڑتا ہی رہتا ہے۔ وہ کیسا قاصد ہے کہ جس کا تمام وجود "پیغام" ہے۔

(سورۃ الرحمٰن کی آیت کی طرف اشارہ ہے: کل یوم ھو فی شان وہ ہر لحظہ ایک شان میں ہے۔" اور اس حدیث قدسی کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ابن آدم زمانے کو گالی دیتا ہے، حالانکہ میں خود زمانہ ہوں۔)

تشریح زمانہ محبوبِ حقیقی یعنی اللہ تعالیٰ کا تیز رفتار قاصد ہے جو اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کے دلوں کو سکون پہنچاتا ہے اور مسلسل اُڑتا ہی چلا جاتا ہے کسی پل کہیں بھی نہیں ٹھہرتا اور یہ ایسا قاصد ہے کہ جو سر سے پاؤں تک صرف پیغام ہے ایسا پیغام جو محبوب کی طرف سے عاشقوں کو دیا جا رہا ہے اور عاشقوں کے دلوں کی راحت ہے۔

گماں مبر کہ نصیبِ تو نیست جلوۂ دوست درونِ سینہ ہنوز آرزوے تو خام است!

ترجمہ:۔ ہرگز یہ گمان نہ کرنا کہ دوست کا جلوہ تیرے مقدر میں نہیں ہے۔ (تو دوست کے جلوے سے اس لیے محروم ہے کیونکہ) ابھی تک تیرے سینے میں جو آرزو ہے وہ ناپختہ ہے۔

تشریح اپنے دل میں کبھی یہ گمان نہ لانا کہ تیرے مقدر میں اپنے دوست (اللہ تعالیٰ) کا جلوہ نہیں ہے

کیونکہ تیری یہ محرومی اُسی وقت تک ہے جب تک تیرے دل میں اُس کی جھلک دیکھنے کی آرزو
ناپختہ ہے۔ جس دن تُو اپنی آرزو کو پختہ اور مضبوط کرے گا۔

گرفتم ایں کہ چو شاہیں بلند پروازی بہوش باش کہ صیادِ ما کہن دام است

ترجمہ:۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تو شاہین کی طرح بلند پرواز ہے، لیکن پھر بھی ہوش کرلے! کیونکہ ہمارا شکاری (عشق) پرانا جال بچھانیوالا ہے۔

تشریح میں جانتا ہوں کہ تو شاہین ہے اور بلند پروازی تیرا شوق ہے لیکن بلند پروازی میں بھی اپنی آنکھوں کو کھلا رکھنا اور اردگرد سے باخبر رہنا ضروری ہے اس لئے کہ ہمارا شکاری جو ہماری تاک میں رہتا ہے وہ بھی اپنے کام کا ماہر ہے اور پرانا جال بچھانے والا ہے۔

باوجِ مشتِ غبارے کجا رسد جبریل بلند نامئ او از بلندئ بام است!

ترجمہ:۔ غبار کی مٹھی (جسم انسانی) کے عروج تک بھلا جبرئیل کی کیسے رسائی ہو سکتی ہے؟ اس کی بلند نامی اُس کی بلند مقامی (سدرۃ المنتہیٰ) کی وجہ سے ہے۔

(واقعۂ معراج کی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ بنی نوع آدم میں سے ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ سے بھی آگے نکل گئے اور حضرت جبرئیل اس سے آگے نہ جا سکے)۔

تشریح جہاں تک انسان کی رسائی ہے اس مقام تک حضرت جبرئیل علیہ السلام کی رسائی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کیسے وہ عظمت جو انسان کو حاصل ہے اُن کے حصے میں آ سکتی ہے۔ یہ جو حضرت جبرئیل علیہ السلام کی بلند نامی ہے یہ بھی اُن کی بلند مقامی کی وجہ سے ہے۔ یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے حوالے سے ہے جو آسمانوں پر انتہائی بلند مقام ہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مقام ہے۔

تو از شمارِ نفس زندۂ نمیدانی کہ زندگی بہ شکستِ طلسمِ ایام است!

ترجمہ:۔ تو سانسوں کے شمار کے سبب زندہ ہے، کیا تو جانتا ہے کہ زندگی زمانہ کے جادو کو توڑنے کی وجہ سے زندگی ہے۔

تشریح تم سانسوں کو گن گن کر زندگی گزار رہے ہو۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ یہ زندگی زندگی نہیں، زندگی تو ایام اور زمانے کے جادو کو توڑنے کا نام ہے لہٰذا صبح و شام کی قید سے نکل اور اصل زندگی سے ہمکنار ہو جا۔

زعلم و دانشِ مغرب ہمیں قدر گویم خوش است آہ و فغاں تا نگاہ ناکام است

ترجمہ:۔ میں مغربی علم و دانش کے بارے میں صرف اتنا کہوں گا کہ جب تک کسی کی نگاہ ناکام ہے اس وقت تک مغربی علم و دانش کی آہ اور فریاد اچھی ہے (مغربی علوم مشغولیت کے سوا اور کچھ نہیں۔)

تشریح میرا مغربی علم و دانش سے متعلق اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ یہ اس وقت تک لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانے میں کامیاب ہوتا رہتا ہے جب تک کسی کی نگاہ اسے جانچنے اور پرکھنے میں کامیاب نہیں ہوتی کیونکہ صاحب نگاہ اسکی تمام ترتیبوں پر بچھے ہوئے جال کو دیکھ لیتا ہے اور اس کے دھوکے اور ظاہری مشغولیت کے رعب میں نہیں آتا۔

من از ہلال و چلیپا دگر نیندیشم کہ فتنۂ دگرے در ضمیرِ ایام است!

ترجمہ:۔ میں ہلال (مسلمانوں) اور صلیب (عیسائیوں کے تصادم) سے اس کے سوا اور کوئی اندیشہ نہیں رکھتا کہ زمانے کے دل میں کوئی نیا فتنہ نمودار ہو گا (مسلمانوں اور عیسائیوں کے تصادم کی صورت میں ایک نئی قوت نمودار ہو جائے گی جو دونوں کی دشمن ہو گی۔)

تشریح مجھے مسلمانوں کے ہلال (پاکستانی جھنڈے پر ہلالی نشان جو اندھیرے میں روشنی کی علامت ہے) اور عیسائیوں کے علامتی نشان صلیب کے حوالے سے یعنی مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان کشیدگی اور تصادم سے اس کے سوا کسی قسم کا خوف نہیں کہ ان کی کشیدگی سے زمانے کے دل میں ایک نیا فتنہ سر اُٹھائے گا۔ یعنی تیسری قوت جو ان دونوں کی دشمن ہو گی۔

(6)

دگر ز سادہ دلیہائے یار، نتواں گفت نشستہ بر سرِ بالینِ من ز درماں گفت!

ترجمہ:۔ محبوب کی سادہ دلی کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ میرے سرہانے بیٹھ گیا اور کہنے لگا: کیا کوئی علاج کیا۔؟

تشریح میرا محبوب اس قدر سادہ دل ہے کہ میرے سرہانے بیٹھ کر مجھ سے کہتا ہے کہ آپ نے اپنے مرض (عشق) کا کوئی علاج کیا یا نہیں حالانکہ اس مرض کا علاج تو صرف محبوب ہی کر سکتا ہے۔ لیکن اُس کی سادگی اُسے اس سے لاعلم رکھے ہوئے ہے۔

زباں اگرچہ دلیر است و مدعا شیریں سخن زعشق چہ گویم جز ایں کہ نتواں گفت

ترجمہ:۔ زبان اگرچہ دلیر ہے اور مدعا شیریں ہے، لیکن میں عشق کے متعلق اور کیا بات کہوں سوائے

اس کے کہ اس کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔

تشریح میرا مقصد نہایت اچھا اور میٹھا ہے اور زبان کو بھی کہنے میں نہ کوئی عار ہے نہ ہچکچاہٹ لیکن عشق کے بارے میں اس کے سوا اور کچھ بھی کہنے سے عاجز ہوں کہ عشق کے متعلق کچھ بھی نہیں کہا جا سکتا۔ یعنی عشق وہ چیز ہے جس کے بارے میں صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

خوشا کسے کہ فرو رفت در ضمیرِ وجود سخن مثالِ گہر برکشید و آساں گفت

ترجمہ:۔ کیا ہی اچھا ہے وہ (محبوب) جو وجود کے ضمیر تک جا اُترا۔ اس نے (ضمیر کی تہہ سے) موتی کی شکل بات نکالی اور بڑی آسانی سے بیان کر دی۔

تشریح اُس شخص کے کیا کہنے جو وجود کے اندر تک اُتر جائے اور باطن کی تہہ سے سچے موتی کی طرح چمکتی ہوئی بات نکالے اور پھر اس بات کو نہایت آسانی کے ساتھ بیان کر دے یعنی ترسیل کے فن پر مکمل عبور رکھتا ہو۔

خرابِ لذّتِ آنم کہ چوں شناخت مرا عتابِ زیرِ لبی کرد و خانہ ویراں گفت

ترجمہ:۔ میں اپنی پہچان رکھنے والے شخص کے ذوق کا سرشار ہوں۔ وہ جس نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے مجھ پر غصہ کیا اور (میرے دل کے بارے میں) کہا: "برباد گھر۔"

تشریح وہ شخص جو مجھے پہچاننے کا دعوے دار ہے مجھے اُس کی بات سن کر خوشی ہوئی جب اُس نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے (طنزاً) مجھے برباد گھر ہونے کا طعنہ دیا۔

غمیں مشو کہ جہاں راز خود بروں ندہد کہ آنچہ گل نتوانست مرغِ نالاں گفت

ترجمہ:۔ اس بات کا غم نہ کر کہ "جہان" اپنا راز نہیں اُگلتا، کیونکہ اگر (راز کو) گلاب کا پھول (نازک مزاج ظلمتی) نہیں کہہ سکتا تو اسے فریاد کرنے والا پرندہ (عاشقِ صادق) کہہ دیتا ہے۔

تشریح تجھے اس بات کا غم کھائے جا رہا ہے کہ زمانہ تیرے سامنے اپنے راز نہیں اُگلتا ایسا نہیں ہے کیونکہ جہان کے راز کو اگر گلاب کا پھول ظاہر نہیں کر پاتا تو اُسے ایک فریاد کرنے والا پرندہ کہہ ڈالتا ہے۔

پیامِ شوق کہ من بے حجاب می گویم بہ لالہ قطرۂ شبنم رسید و پنہاں گفت

ترجمہ:۔ پیامِ شوق کہ جسے میں نے صاف صاف کہہ دیا ہے، اسی راز کو کہنے کیلئے شبنم کا قطرہ گلِ لالہ پر پہنچا اور اسے پوشیدہ طور پر کہہ دیا۔

تشریح وہ پیامِ شوق جسے میں نے سب کے سامنے صاف صاف کہہ دیا ہے اسی راز کو شبنم کی ایک بوند نے نہایت چپکے سے لالے کے سرخ پھول کے کان میں کہہ دیا یعنی راز بہر صورت ظاہر ہونے کیلئے ہی ہوتا ہے۔

اگر سخن ہمہ شوریدہ گفتہ ام چہ عجب! کہ ہر کہ گفت زگیسوے او پریشان گفت

ترجمہ:۔ اگر میری تمام شاعری بکھری اور پریشان حال ہے تو اس میں تعجب کی بات کیا ہے؟ کیونکہ جس نے بھی اس کے گیسوؤں کے متعلق بات کی ہے ان کو پریشان ہی کہا ہے۔

تشریح اگر میری تمام شاعری پریشان دکھائی دیتی ہے تو اس میں حیرانی اور تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ جس نے بھی محبوب کی پریشان زلفوں کی بات کی ہے اگر وہ شاعر ہے تو اُس نے ایسی ہی شاعری کی ہے۔

(7)

خرد از ذوقِ نظر گرمِ تماشا بود است ایں کہ جوئندہ و یابندۂ ہر موجود است

ترجمہ:۔ عقل کی آنکھ اگر کائنات کے اسرار کو دیکھنے میں مصروف ہے تو یہ سب اس میں ذوقِ نظر (عشق) کی بدولت ہے۔ یہ وہ ہے جو ہر موجود کی جستجو کرتی ہے اور اسے پالیتی ہے۔

تشریح اگر عقل کی آنکھ کائنات کے پردوں کے اندر دیکھنے میں مصروف ہے تو یہ اُس کا اپنا ذوقِ نظر ہے۔ عقل ہر موجود کی تلاش کرتی ہے اور اُسے پالیتی ہے۔

جلوۂ پاک طلب از مہ و خورشید گذر زانکہ ہر جلوہ دریں دیر نگہ آلود است

ترجمہ:۔ پاک جلوہ (تجلیِ خدا) کی طلب کر اور چاند اور سورج کے جلوہ سے گزر جا، کیونکہ اس جہاں میں ہر جلوہ نگاہ سے آلودہ ہو چکا ہے (اللہ کی تجلی کے سوا ہر جلوہ کو لوگ دیکھ چکے ہیں۔)

تشریح چاند سورج کی روشنیوں کی کیا حیثیت، ان کو چھوڑ اور اللہ تعالیٰ کی پاک تجلی کی آرزو اور جستجو میں کھو جا، اس لئے کہ ہر جہان میں ہر جلوہ جو ظاہر ہو چکا ہے اور جسے لوگ دیکھ چکے ہیں وہ لوگوں کے دیکھنے کی نظر سے آلودہ ہو چکا ہے تو اس تجلی کو دیکھنے کی آرزو کر جسے کسی نے دیکھا ہی نہ ہو اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی پاک تجلی۔

(8)

غلامِ زندہ دلانم کہ عاشقِ سرہ اند نہ خانقاہ نشیناں کہ دل بکس ندہند

ترجمہ:۔ میں غلام ہوں ان زندہ دل والوں کا جو کہ خالص عاشق ہیں۔ میں ان خانقاہ نشینوں (بناوٹی

صوفیوں) کا غلام نہیں ہوں جو کہ کسی کو دل نہیں دیتے۔

تشریح میں اُن لوگوں کا غلام ہوں جو اپنے سینے میں زندہ دل رکھتے ہیں کیونکہ یہ زندہ دل والے خالص اور حقیقی عاشق ہوتے ہیں۔ جو لوگ درویشوں کا بھیس بدل کر خانقاہوں پر جا بیٹھے ہیں وہ تو اپنی دو وقت کی روٹی کے غلام ہیں جو انہیں وہاں سے میسر ہے اُن لوگوں کے پاس زندہ دل کیا، دل نام کی کوئی شے ہی نہیں ہوتی اور وہ اپنے آپ سے فرار ہونے والے لوگ ہوتے ہیں۔

باں دلے کہ برنگ آشنا و بیرنگ است عیار مسجد و بتخانہ و صنم کدہ اند

ترجمہ:۔ وہ (زندہ دل والے) رنگ (دنیا) سے آشنا دل کے مالک ہوتے ہوئے بھی بے رنگ (علائقِ دنیا سے پاک) ہوتے ہیں۔ وہ مسجد (اہلِ اسلام)، بتخانہ (اہلِ دنیا) اور صنم کدہ (بت خانہ والوں) سب کیلئے ایک معیار کی حیثیت رکھتے ہیں (کہ ایسے زندگی گزارو۔)

تشریح زندہ دلوں کی کیا بات ہے کہ یہ لوگ ہر رنگ سے واقف ہونے کے باوجود بے رنگ ہوتے ہیں یعنی دنیا کے دھندوں اور دنیاداری سے پاک، اور اُن کی نگاہ میں ہر انسان، انسان ہے خواہ وہ کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ اس لئے کہ اُنہوں نے سب کیلئے یکساں معیار قائم کیا ہوتا ہے۔ اور وہ اپنی زندگی کو سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔

نگاہ از مہ و پرویں بلند تر دارند کہ آشیاں بگریبانِ کہکشاں نہ نہند

ترجمہ:۔ ان (زندہ دل والوں) کی نظر چاند اور پروین ستارے سے بھی بلند ہوتی ہے، کیونکہ وہ کہکشاں کے گریبان میں بھی آشیانہ نہیں بناتے۔

تشریح یہی وہ سچے درویش اور اللہ کی رضا کے مطابق اُس کے قوانین کے تحت زندگی گزارنے والے لوگ ہیں جن کی نگاہ چاند اور انتہائی بلندی پر چمکنے والے سات ستاروں کے جھرمٹ سے بھی کہیں بلند ہوتی ہے اور ساری کائنات اُن کا گھر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کہکشاں کے دامن میں بھی اپنا آشیانہ بنانے سے بے نیاز رہتے ہیں۔

بروں ز انجمنے درمیانِ انجمنے بخلوت اند دلے آنچناں کہ باہمہ اند

ترجمہ:۔ وہ انجمن میں ہونے کے باوجود انجمن سے الگ تھلگ ہوتے ہیں، وہ خلوت میں ہونے کے باوجود ہر ایک کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔

تشریح ایسے لوگ محفل میں ہونے کے باوجود محفل سے الگ تھلگ ہوتے ہیں کہ اُنہوں نے

اپنے لئے خود ایک جہان پیدا کر لیا ہوتا ہے وہ اسی جہان میں اپنی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں اور یوں وہ اپنی خلوت گاہ میں ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ ہر ایک کے ساتھ بھی ہوتے ہیں اور ہر ایک کا دکھ درد بانٹنے اور اللہ کے دین کیلئے اللہ کے بندوں کی بھلائی کیلئے ہمہ وقت مصروف کار رہتے ہیں۔

بچشم کم منگر عاشقانِ صادق را　　کہ ایں شکستہ بہایاں متاعِ قافلہ اند!

ترجمہ:۔ سچے عاشقوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ، کیونکہ یہ (بظاہر) خستہ حال اور مفلس لوگ ہی قافلہ (قوم) کی دولت ہیں۔

تشریح　یہی وہ سچے عاشق ہیں اور سچے عشق کے پاسبان ایسے لوگوں کو ہرگز حقارت سے نہ دیکھو اور نہ ہی ان کی ظاہری حالت پر جاؤ یہ لوگ باہر سے فقیر اور اندر سے شہنشاہ ہوتے ہیں اس لئے ان کا ظاہر خستہ حال اور مفلسانہ ہوتا ہے لیکن قوم کی اصل دولت یہی لوگ ہوتے ہیں۔

بہ بندگاں خطِ آزادگی رقم کردند　　چنانکہ شیخ و برہمن شبانِ بے رمہ اند

ترجمہ:۔ وہ اللہ کے بندوں کے لیے آزادی کا خط رقم کرتے ہیں، کیونکہ شیخ (مسلمانوں کا مذہبی رہنما) اور برہمن (ہندوؤں کا مذہبی سردار) دونوں ریوڑ سے محروم ہونے والے چرواہے ہیں۔

تشریح　یہی وہ لوگ ہیں غلاموں کے ہاتھوں میں آزادی کا پروانہ تھماتے ہیں۔ اور جو لوگ مذہب اور دین کے نام پر اپنے اپنے سر پر خود ہی رہنمائی کی دستار سجا رہے ہوتے ہیں وہ نہ تو کسی کے پیروکار ہوتے ہیں اور نہ ہی کوئی اُن کا قافلہ ہوتا ہے اور نہ ہی قافلہ سالار۔

پیالہ گیر کہ مے را حلال می گویند　　حدیث اگرچہ غریب است راویاں ثقہ اند

ترجمہ:۔ (اللہ کی معرفت کا) جام لے لے کیونکہ وہ مے (ترکِ دنیا) کو حلال کہتے ہیں۔ یہ بات اگرچہ اجنبی سی ہے لیکن اس کے راوی ثقہ ہیں۔

تشریح　لہذا یہ لوگ اللہ کی معرفت کا پیالہ اٹھا کر کہتے ہیں کہ شراب حلال ہے۔ اگرچہ یہ حدیث معروف نہیں لیکن اسے بیان کرنے والا راوی ثقہ ہے۔ یعنی اپنے لئے اپنے مطابق جواز تلاش کرتے ہیں اور سادہ لوح لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں۔

(9)

لالۂ ایں چمن آلودۂ رنگ است ہنوز سپر از دست مینداز کہ جنگ است ہنوز

ترجمہ:۔ ابھی تک اس چمن کا گلِ لالہ رنگ میں اٹا ہوا ہے۔ ہاتھ سے ڈھال مت چھوڑ کہ جنگ ابھی تک باقی ہے (ابھی تک اسلام کو مٹانے کا خواب دیکھنے والے موجود ہیں، ان کفار کا خاتمہ تیرے ہی ہاتھوں ہوتا ہے، اس لیے یہ نہ سمجھ کہ جنگ ختم ہو گئی)۔

تشریح اے مسلمان! ابھی تک اس چمن کا سرخ پھول رنگ میں آلودہ ہے اور یہ جہانِ مجازی خداؤں کی پرستاری میں الجھا ہوا ہے۔ اپنے ہاتھ سے ڈھال کو مت چھوڑ کیونکہ ابھی جنگ ختم نہیں ہوئی۔ یعنی باطل ابھی بھی اسلام کو مٹانے کے خواب دیکھ رہا ہے اس لئے تو یہ مت سمجھ کہ حق و باطل کی جنگ تمام ہوئی۔

فتنہ را کہ دو صد فتنہ بآغوشش بود دخترے ہست کہ در مہدِ فرنگ است ہنوز

ترجمہ:۔ ایک ایسا فتنہ کہ جس کی آغوش میں دو سو فتنے ہیں، ایک ایسی بچی کی طرح ہے جو ابھی اہلِ یورپ کے پنگھوڑے میں ہے (اہلِ مغرب سراپا فتنہ و فساد ہیں)۔

تشریح فرنگیوں کے پالنے میں ابھی ایک ایسی لڑکی موجود ہے جس کی آغوش میں دو سو فتنے ہیں۔ مراد یہ کہ اہلِ مغرب یعنی انگریز شروع ہی سے سر سے لیکر پاؤں تک فتنہ و فساد پیدا کرنے والی قوم ہے اور اپنے علاوہ ہر کسی کو محکوم کرنے کے خواب دیکھتی رہتی ہے۔

اے کہ آسودہ نشینی لبِ ساحل برخیز کہ ترا کار بگرداب و نہنگ است ہنوز

ترجمہ:۔ اے ساحل کے کنارے پر آرام سے بیٹھنے والے! اٹھ (کیا سمندر سے نجات پر تو مطمئن ہو چکا ہے) بھنور اور مگرمچھوں سے مقابلہ تو ابھی باقی ہے۔

تشریح اے مسلمان! اے مردِ حق، ساحل کے کنارے آرام سے مت بیٹھ، اٹھ کہ ابھی تو نے بھنور اور مگرمچھوں سے مقابلہ کرنا ہے اور فتح حاصل کرنی ہے۔ کہ یہی تیری زندگی ہے اور یہی تیری زندگی کا مقصد کہ اسلام پھولے پھلے اور انسان اپنے حقوق کی خود پاسداری کرنے کے لائق ہو۔ جو صرف اور صرف دینِ حق کی سربلندی سے ہی ممکن ہے۔

از سرِ تیشہ گذشتن ز خردمندی نیست اے بسا لعل کہ اندر دلِ سنگ است ہنوز

ترجمہ:۔ تیشہ کو چھوڑ دینا عقل مندی نہیں۔ اے مخاطب! بہت سے لعل ابھی تک پتھروں کے دل میں ہیں (اس لیے پتھر توڑنا نہ چھوڑ اور تیشہ کو فضول نہ سمجھ)۔

تشریح تیشے کو چھوڑ دینا مراد ہے محنت سے جی چراتا کوئی عقل مندی نہیں اس لئے کہ ابھی بہت سے قیمتی موتی پتھروں کے دلوں میں موجود ہیں جن کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لہذا اپنے تیشے کو سنبھال اور مسلسل جدوجہد اور عمل کی طرف آ۔

باش! تا پردہ کشایم ز مقام دگرے! چہ دہم شرح نواہا کہ تنگ است ہنوز!

ترجمہ:۔ ہوش کر! تا کہ میں ایک اور مقام سے پردہ اٹھاؤں۔ میں ان نواؤں کی کیا شرح بیان کروں جو ابھی تنگ رباب (ساز کے آلے) میں موجود ہیں۔

تشریح اے مخاطب! میں تمہارے سامنے ایک اور مقام سے پردہ اُٹھانے لگا ہوں اور وہ پردہ یہ ہے کہ میں ان نواؤں کی تشریح کیا بیان کروں جو ابھی تک ساز کے پردے میں چھپی ہوئی ہیں۔

نقش پرداز جہاں چوں بجنونم نگریست گفت ویرانہ بسوداے تو تنگ است ہنوز

ترجمہ:۔ جب میرے جنون کو جہان کے نقاش (خالق) نے ملاحظہ کیا تو فرمایا: ویرانہ ابھی تک تیرے سودا (بیماریٔ عشق) کیلئے تنگ ہے۔

تشریح مالک کائنات نے جب میرے جنون کو دیکھا تو فرمایا کہ جو ویرانہ یعنی جہان تجھے دیا گیا ہے یا تیرے لئے بنایا گیا ہے وہ تو تیری دیوانگی کیلئے بہت چھوٹا ہے۔ مراد یہ کہ حقیقی عشق کائنات کو بھی اپنے لئے چھوٹی سی جگہ تصور کرتا ہے۔

(10)

تکیہ بر حجت و اعجاز بیاں نیز کنند کارِ حق گاہ بشمشیر و سناں نیز کنند

ترجمہ:۔ کبھی دلیل اور کبھی اعجاز بیان پر بھی بھروسہ کیا جاتا ہے۔ کبھی حق کا کام تلوار اور نیزے (طاقت) کے ذریعے بھی کیا جاتا ہے۔

تشریح ہم مسلمان دین اسلام کی سربلندی اور پیام حق کو پھیلانے کیلئے کبھی دلیلوں اور کبھی اپنے اخلاق اور گفتگو سے بھی کام لے لیتے ہیں اور کبھی تلوار اور نیزے بھی استعمال میں لانے پڑ جاتے ہیں۔

گاہ باشد کہ تہِ خرقہ زرہ می پوشند عاشقاں بندۂ حال اند و چناں نیز کنند

ترجمہ:۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اہل حق خرقہ کے نیچے زرہ پہن لیتے ہیں۔ صاحب حال عاشق بھی ایسا بھی کرتے ہیں (ہمیشہ خانقاہوں سے ہی مجاہدینِ اسلام نکلتے ہیں)

تشریح کبھی ہم اپنے پیوند لگے ہوئے درویشانہ لباس کے نیچے جنگی لباس بھی پہن لیتے ہیں کیونکہ اہل محبت ہمیشہ عشق کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہیں اور یہی صاحب حال دشمن حق کے علم کو او نچا رکھنے کیلئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔

چوں جہاں کہنہ شود پاک بسوزند او را وز ہماں آب و گل ایجاد جہاں تیز کنند

ترجمہ:۔ جب جہان پرانا ہو جاتا ہے تو اہل حق اسے جلا کر پاک کر دیتے ہیں اور اسی پانی اور مٹی سے ایک نیا جہان ایجاد کر لیتے ہیں۔

تشریح جب جہان فرسودہ اور پرانا ہو جاتا ہے تو حق کے پرستار اسے جلا کر راکھ کر دیتے ہیں اور پھر اسی پانی اور مٹی سے ایک نیا جہان پیدا کر لیتے ہیں۔ یعنی انسان بنتا ہے مٹتا ہے پھر بنتا ہے پھر مٹتا ہے اور یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے گا جب تک اللہ چاہے گا۔

ہمہ سرمایۂ خود را بنگاہے بدہند ایں چہ قومے است کہ سودا بزیاں تیز کنند

ترجمہ:۔ وہ صرف ایک نگاہ کے عوض اپنا سارا سرمایہ دے دیتے ہیں۔ یہ کیسی (باحیاء) قوم ہے کہ نقصان کا سودا بھی کر لیتی ہے۔

تشریح وہ لوگ (مسلمان) صرف ایک محبت کی نگاہ کے بدلے میں اپنے آپ کو لٹا دیتے ہیں یہ کیسی قوم ہے کہ جو خوشی خوشی اپنے نقصان کا سودا بھی کر لیتی ہے۔ یعنی مسلمان کو قدرت نے ایک ہمدرد اور خیر خواہ دل عطا کیا ہوا ہے اور یہ اپنی طرف محبت سے بڑھتے شخص کو اس سے کہیں زیادہ تیزی سے آگے بڑھ کر گلے لگاتا ہے۔

آنچہ از موج ہوا با پرکاہے کردند عجبے نیست کہ با کوہ گراں تیز کنند

ترجمہ:۔ وہ جو کچھ انہوں نے ہوا کی موج سے ایک تنکے کے ساتھ کیا، اس میں تعجب نہیں کہ وہ بھاری پہاڑوں سے بھی ایسا کرتے ہیں۔

تشریح اللہ کے عاشقوں کے اپنے انداز ہیں جو کچھ ایک ہوا کا تیز جھونکا ایک تنکے کے ساتھ کرتا ہے یعنی اُسے اٹھاتا ہے گراتا ہے پھر اُٹھاتا ہے پھر گراتا ہے اور جگہ جگہ اُڑا کے لئے پھرتا ہے اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں کہ یہ لوگ بھاری سے بھاری پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے اُکھاڑ سکنے کی صلاحیت سے مالا مال ہیں۔

عشق مانند متاعے است بہ بازار حیات گاہ ارزاں بفروشند و گراں تیز کنند

ترجمہ:۔ زندگی کے بازار میں عشق متاع کی مانند ہے، کبھی تو اسے سستا فروخت کرتے ہیں اور کبھی

مہنگا کردیتے ہیں۔

تشریح عشق بھی زندگی کے بازار کے سامان کی طرح ہے۔ جو اس بازار میں بکنے کیلئے رکھا گیا ہے۔ کبھی اس کا بھاؤ چڑھ جاتا ہے اور کبھی کبھی اسے سستا بھی فروخت کردیا جاتا ہے۔

تا تو بیدار شوی نالہ کشیدم ورنہ! عشق کارے است کہ بے آہ و فغاں نیز کنند

ترجمہ:۔ میں نے تجھے بیدار کرنے کے لیے ہی تو اپنا نالہ کھینچا ہے۔ ورنہ عشق وہ کام ہے جو آہ و فریاد کے بغیر بھی کیا جاسکتا ہے۔

تشریح میں نے صرف تجھے جگانے کیلئے اپنے نالے سے کام لیا ہے ورنہ تو عشق آہ و فریاد کے بغیر بھی کیا جاسکتا ہے۔ یعنی آج کے مسلمان کو خواب غفلت سے جاگنا ہوگا۔

(11)

چو موج مست خودی باش و سر بطوفاں کش ترا کہ گفت کہ بنشیں و پا بداماں کش؟

ترجمہ:۔ موج کی طرح خودی میں مست ہو جا اور طوفان سے ٹکرا۔ تجھے کس نے کہا ہے کہ بیٹھ جا اور دامن میں پاؤں سمیٹ لے۔

تشریح موج کی طرح اپنی خودی میں مست ہو جا اور طوفان سے ٹکرانے کا حوصلہ پیدا کر کہ اسی کو جینا کہتے ہیں۔ تجھے یہ کس نے کہا ہے کہ اپنے پیروں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر بیٹھ جا۔ اٹھ اور اپنی ہمت اور جہد مسلسل سے طوفانوں کو اپنے بس میں کرلے۔

بقصد صید پلنگ از چمن سرا برخیز بکوہ رخت کشا خیمہ در بیاباں کش

ترجمہ:۔ شیر کے شکار کے ارادہ سے چمن کی جگہ سے اٹھ۔ پہاڑوں میں جا کر ساز و سامان کھول بیابان میں جا کر خیمہ لگا۔

تشریح اے مرد حق اول میں چیتے کا شکار کرنے کا ارادہ لیکر چمن سے اٹھ اور پہاڑوں اور جنگلوں میں جا کر خیمہ لگا تاکہ تو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرسکے۔

- مہر و ماہ کمند گلو فشار انداز ستارہ را ز فلک گیر و در گریباں کش

رجمہ:۔ گلے کو دبانے والی کمند سورج اور چاند پر پھینک دے، ستارے کو آسمان سے اُچک اور اپنے گریبان میں سمالے۔

تشریح سورج اور چاند پر اپنی مضبوط ترین کمند ڈال کر اُن کو اپنے تابع کرلے اس طرح ستارے کو آسمان سے توڑ کر اپنے دامن میں ٹانک لے کہ یہی تیری شان ہے۔

گرفتم ایں کہ شراب خودی بسے تلخ است　　بدرد خویش نگر زہر ما بدرماں کش

ترجمہ:۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ خودی کی شراب بڑی تلخ ہے، تو اپنے درد کو ملاحظہ کر (کہ کتنا سخت ہے، پھر) میرے زہر سے اس کا علاج کر۔

تشریح　میں مانتا ہوں کہ اپنی صلاحیتوں کے ادراک کی شراب بڑی کڑوی ہوتی ہے۔ لیکن اپنے درد کی طرف دیکھ کہ وہ تو اس شراب سے کہیں زیادہ تلخ اور سخت ہے۔ آ اور میرے زہر سے اپنے درد کا علاج کر لے۔

(12)

خضرِ وقت از خلوتِ دشتِ حجاز آید بروں　　کارواں زیں وادیٔ دور و دراز آید بروں

ترجمہ:۔ زمانے کا خضر حجاز کے بیابان سے ظہور کر رہا ہے، اس دور دراز وادی سے کوئی کارواں ظہور کر رہا ہے (اسلام کا احیاء اس کی ابتداء کی طرح حجاز مقدس کی وادی سے ہوگا۔ سیدنا امام مہدی کا ظہور بھی مکۃ المکرمۃ و مدینۃ المنورہ سے ہوگا۔)

تشریح　جس طرح زمانے کا خضر حجاز کے بیابانوں سے ظاہر ہوا ہے اسی طرح اس دور دراز وادی سے اسلام کے کارواں کا ظہور ہوگا۔ اسلام پھر سے اپنا جاہ و جلال اور شان و شوکت انہیں وادیوں سے لے کر اٹھے گا اور تمام عالم میں اپنے جھنڈے گاڑ دے گا۔

من بسیمائے غلاماں فرِ سلطاں دیدہ ام　　شعلۂ محمود از خاکِ ایاز آید بروں!

ترجمہ:۔ میں غلاموں کی پیشانیوں میں بادشاہوں کی شان و شوکت ملاحظہ کر رہا ہوں۔ یوں محمود (کی بادشاہی) کا شعلہ ایاز کی خاک سے ظہور کر رہا ہے۔

تشریح　میں یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ مجھے غلاموں کی پیشانیوں پر بادشاہوں کی شان و شوکت کے آثار نمایاں نظر آ رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ ایاز کی خاک سے محمود غزنوی کی بادشاہت کا شعلہ ظاہر ہوگا۔ یعنی مسلمان پھر سے اپنی کھوئی ہوئی عزت بحال کریں گے اور غلامی کی زندگی کو ترک کر کے حکمرانی کی زندگی حاصل کریں گے۔

عمر ہا در کعبہ و بتخانہ می نالد حیات　　تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں!

ترجمہ:۔ زندگی عمر بھر کعبہ اور بت خانہ میں گریہ کرتی ہے، تب جا کر کہیں عشق کی بزم سے ایک دانائے راز (مجدد وقت) ظہور کرتا ہے۔

تشریح　اقبال نے اس شعر میں بھی وہی بات کی ہے جو ان کے اس شعر میں موجود ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا!
(اقبال)

زندگی سینکڑوں ہزاروں سالوں تک کعبے اور بت خانے میں فریاد کرتی ہے عشق کی محفل میں تب جا کر ایک رازوں کی سوجھ بوجھ رکھنے والا ظاہر ہوتا ہے۔ بات وہی ہے کہ اس ساری ریاضت کے بعد دین اسلام ایک بار پھر عروج پر ہوگا اور ساری کائنات اس کی تابع۔

طرحِ نوی افگند اندر ضمیرِ کائنات نالہ ہا کز سینۂ اہلِ نیاز آید بروں!

ترجمہ:۔ کائنات کے ضمیر میں وہ (دانائے راز) ایک نئی بنیاد ڈالتے ہیں، یوں اہلِ نیاز کے سینوں میں موجود نالے ظہور کرتے ہیں۔

تشریح اس لئے اہلِ دنیا کے سینوں سے جو نالے نکلتے ہیں وہی کائنات کے ضمیر میں نئے زمانے کی بنیاد رکھتے ہیں لہذا پھر سے اسلام کی سربلندی کے آثار پوری طرح روشن اور واضح ہیں۔

چنگ را گیرید از دستم کہ کار از دست رفت نغمہ ام خوں گشت واز رگہائے ساز آید بروں!

ترجمہ:۔ میرے ہاتھ سے رباب (ساز کے آلہ) کو پکڑ لو کہ میرا کام میرے ہاتھوں سے نکلتا جارہا ہے۔ میرا نغمہ خون بن گیا ہے اور یوں ساز کی رگوں سے ظہور کر رہا ہے۔

تشریح اب میرا کام میرے ہاتھوں سے نکلتا جارہا ہے۔ کہ میں اپنے ہوش میں نہیں رہا لہذا میرے ہاتھوں سے یہ ساز پکڑ لو۔ ویسے بھی اب میرا نغمہ خون بن کر ساز کے تاروں سے نکل رہا ہے۔ یعنی جو میں کہنا چاہتا تھا وہ کہہ دیا ہے اب میری بات خود بخود سفر کرتی رہے گی اور میری آرزو کی ترجمانی کرتی رہے گی۔

(13)

ز سلطاں کنم آرزوے نگاہے! مسلمانم از گِل نہ سازم الٰہے

ترجمہ:۔ میں حقیقی سلطان (اللہ تعالیٰ) سے نگاہِ کرم کا آرزومند ہوں۔ میں مسلمان ہوں، میں مٹی (لکڑی اور پتھر) کے معبود نہیں بنایا کرتا۔

تشریح میں اپنے اللہ، جو حقیقی شہنشاہ ہے اور ہر شے کا مالک ہے سے اُس کے کرم کی نگاہ کا آرزومند ہوں، میں مسلمان ہوں اور مسلمان صرف اور صرف اپنے خالق حقیقی اکیلا جو سب

جہانوں کا پروردگار ہے اُسی کا بندہ ہوں اور اُسی سے مانگتا ہوں اور وہی مجھے دینے والا ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے اس لئے میں پتھر اور مٹی کے بُت بنا کر اُن کی پوجا نہیں کرتا۔ کہ جن کو میں جب چاہوں کہ میں اُن کا بنانے والا ہوں لہذا بنانے والا اپنی تخلیق کے آگے نہیں جھکتا کیونکہ وہ بااختیار ہوتا ہے۔

دلِ بے نیازے کہ در سینہ دارم گدا را دہد شیوۂ پادشاہے

ترجمہ:۔ میں اپنے سینے میں بے نیاز دل رکھتا ہوں۔ یہ وہ دل ہے جو گدا کو بادشاہ کی عادات عطا کرتا ہے۔

تشریح اس لئے میں اپنے سینے میں بھی ایسا دل رکھتا ہوں جو بے نیاز ہے۔ اور دنیا کی آلائشوں سے پاک ہے اور یہ مسلمان کی شان ہے۔ اسی بے نیاز دل کے سبب ایک فقیر درویش بادشاہوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔

ز گردوں فتد آنچہ بر لالۂ من فرو ریزم او را بہ برگِ گیاہے

ترجمہ:۔ میرے گُلِ لالہ کے دل پر آسمان سے جو کچھ نازل ہوتا ہے، میں اسے گھاس کے پتے پر گرا دیتا ہوں (اپنے افکار اشعار کے ذریعے عام آدمی تک پہنچا دیتا ہوں)۔

تشریح جو کچھ بھی میرے دل پر شعروں کے روپ میں اُتارا جاتا ہے میں اُسے دوسرے لوگوں تک پہنچا دیتا ہوں تا کہ ہر شخص حسبِ ظرف اُس سے مستفید ہو سکے۔

میں نے خوشبو کی طرح بانٹا ہے اپنے آپ کو جس میں جتنا ظرف تھا اتنا معطر ہو گیا!
(یوسف مثالی)

چو پرویں فرو ناید اندیشۂ من بدریوزۂ پرتوِ مہر و ماہے

ترجمہ:۔ میرا فکر پروین (ستاروں کا وہ جھرمٹ جو چاند و سورج سے بلندی پر واقع ہے) کی طرح نیچے نہیں آتا، وہ چاند اور سورج سے روشنی کی بھیک نہیں مانگتا۔

تشریح میرا فکر بھی ستاروں کا وہ جھرمٹ ہے جو ساتویں آسمان کی بلندی پر واقع ہے۔ اور ہمیشہ بلندی پر ہی رہتا ہے کبھی اپنے مقام سے نیچے نہیں آتا۔ یعنی وہ دوسروں سے روشنی کی بھیک نہیں مانگتا اپنے اندر روشنی پیدا کرتا ہے۔ خود چمکتا ہے اور اپنے اردگرد کو روشن کرتا ہے۔

اگر آفتابے سوے من خرامد بشوخی بگردانم او را ز راہے

ترجمہ:۔ اگر سورج خراماں خراماں میری جانب آتا ہے (کہ مجھے روشنی سے نوازے) تو میں اس کو اپنی شوخی سے راستے ہی میں سے واپس کر دیتا ہوں۔

تشریح بالفرض اگر سورج بھی یہ سوچ کر آہستہ آہستہ میری طرف بڑھتا ہے کہ میں اس کو اپنی روشنی دے دوں۔ جس طرح وہ چاند کو اپنی روشنی سے روشن کرتا ہے۔ تو میں اپنی شوخی سے اُسے راستے ہی سے واپس بھیج دیتا ہوں۔ کہ مجھے مانگے کی روشنی بھی ہرگز قبول نہیں۔

بآں آب و تابے کہ فطرت بہ بخشد درخشم چو برقے باہرِ سیاہے

ترجمہ:۔ میں سیاہ بادل پر بجلی کی طرح چمکتا ہوں، اس آب و تاب کی بدولت جو فطرت نے مجھے بخش رکھی ہے۔

تشریح فطرت نے جو آب و تاب اور چمک دمک مجھے بخش رکھی ہے میں اس کی بدولت سیاہ بادل میں بجلی کی طرح چمکتا ہوں مراد یہ کہ جو روشنی مجھے قدرت کی طرف سے عطا کی گئی ہے اُس سے دوسروں کے اندھیرے دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

رہ و رسم فرمانروایاں شناسم خراں بر سرِ بام و یوسف بچاہے!

ترجمہ:۔ میں حکمرانوں کے راہ و رسم (طرزِ عمل) سے شناسائی رکھتا ہوں۔ (ان کی بے عقلی کے سبب) گدھے تو چھت پر ہیں اور یوسف کنوئیں میں ہے (حکمران ہمیشہ نااہلوں کو نوازتے ہیں جو اہل ہیں انہیں محروم رکھتے ہیں۔)

تشریح میں جانتا ہوں کہ حکمران کیا کر رہے ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں ان کا طرزِ عمل ان کی احمقانہ سوچ اور منافقانہ رویوں کا عکاس ہے۔ اور یہ انہیں کی بے عقلی اور بے وقوفانہ نظام کا نتیجہ ہے کہ گدھے تو چھتوں پر سوار ہیں اور یوسف کنوئیں میں ہے۔ یعنی جو نااہل ہیں وہ اہم عہدوں پر فائز ہیں اور جو اہل اور ملک و قوم کے خیر خواہ ہیں اُن کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

(14)

نوائے درویشی در ساز و دمادم زن چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن

رجمہ:۔ درویشی کے نشہ سے ساز باز پیدا کر اور اس نشہ کو مسلسل پیتا رہ۔ جب تو خود کو پختہ کرے گا تو پھر جمشید کی سلطنت سے جا ٹکرا (فقر اختیار کر پھر خانقاہ سے نکل کر باطل قوت سے ٹکرا۔)

تشریح ہر دم درویشی کا جام پی اور اس کے نشے میں مسلسل مست رہ یہی وہ نشہ ہے جو تجھ کو فقر میں پختہ کرے گا۔ اور جب تو فقر میں پختہ ہو جائے تو جمشید بادشاہ سے ٹکر لے اور باطل قوتوں

کے خلاف اپنی فتح کے جھنڈے گاڑ دے۔

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد؟ گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن!

ترجمہ:۔انہوں (قضاو قدر کے کارکنوں) نے کہا: کیا ہمارا جہان تم سے موافقت رکھتا ہے؟ میں نے کہا: یہ مجھ سے موافقت نہیں رکھتا۔انہوں نے کہا: پھر اسے اُلٹ دو۔

تشریح مجھ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا ہمارا جہان تجھے پسند آیا اور کیا تجھے موافق آیا میں نے جواب دیا نہیں مجھے تو موافق نہیں آیا تو انہوں نے کہا تو پھر اسے اُلٹ دو یعنی خود اپنے لئے ایسا جہان پیدا کرلو جو تمہارے موافق ہو۔ مراد ہے جہان کو تسخیر کرو۔

در میکدہ با دیدم شائستہ حریفے نیست با رستمِ دستاں زن با مغبچہ ہا کم زن

ترجمہ:۔ میں نے مے کدہ میں دیکھا، اس میں کوئی شائستہ ساتھی نہیں ہے۔ تُو رستم دستاں (دستاں کے بیٹے رستم) کی صحبت اختیار کر، مغ بچوں (کمزوروں) کی صحبت میں نہ پی۔

تشریح میں نے شراب خانے میں دیکھا کہ کوئی ایسا ساتھی موجود نہ تھا جو موزوں اور مناسب ہو لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ تو کمزوروں کی صحبت میں بیٹھ کر اپنے آپ کو کمزور نہ بنا بلکہ دستاں کے بیٹے رستم کی صحبت اختیار کر یعنی طاقت وروں میں بیٹھ تا کہ تُو اپنی طاقت کو بروئے کار لا سکے۔

اے لالۂ صحرائی تنہا نتوانی سوخت ایں داغِ جگر تابے بر سینۂ آدم زن

ترجمہ:۔اے صحرائی گلِ لالہ! اکیلے نہیں جلا جا سکتا۔ جگر کو حرارت دینے والے اس داغ کو انسانوں کے سینوں میں اتار (عشق کے سوزو گداز سے دوسروں کو آشنا کر۔)

تشریح اے صحرا میں کھلنے والے لالے کے سرخ پھول تو کب تک یونہی اکیلا جلتا رہے گا۔ (لالے کے پھول کی سرخی کو آگ سے تشبیہ دی گئی ہے اقبال کے کلام میں لالے کا پھول با شر مسل کے طور پر اپنا مقام رکھتا ہے) اپنے جگر کی حرارت سے آشنا ہو جائیں اور عشق کی آگ میں اسی طرح خود کو جلائیں جس طرح تُو جلا تا ہے۔

تو سوزِ درونِ او، تو گرمیِ خونِ او باور نکنی؟ چاکے در پیکرِ عالم زن

ترجمہ:۔تو اس (عشق) کا اندرونی سوز ہے، تو اس کے خون کی گرمی ہے۔ کیا تو یقین نہیں کرتا؟ تو پھر جہاں کے پیکر میں دراڑ ڈال (اور دیکھ کہ انسان کے سوا ہر کوئی عشق کے سوز اور خون کی گرمی سے محروم ہے۔)

تشریح اے انسان! تو ہی اس کائنات کا باطنی سوز ہے اور اس کے خون کی گرمی بھی تو ہی ہے اگر تجھے یقین نہ آئے تو اس جہان کے پیکر میں شگاف ڈال کر دیکھ لے تجھے اپنے علاوہ ہر شے عشق کی حرارت سے محروم دکھائی دے گی۔

عقل است چراغ تو؟ در راہگذارے نہ عشق است ایاغ تو؟ با بندۂ محرم زن

ترجمہ:۔ کیا عقل تیرا چراغ ہے؟ اسے کسی راستہ میں رکھ دے (تا کہ راستہ طے کرنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں) کیا عشق تیرا پیالہ ہے؟ اگر ہے تو اسے کسی محرم بندے کے ساتھ مل کر پی۔

تشریح عقل تیرا چراغ ہے تو اسے راستے پر رکھ دے کہ تمام لوگ اس کی روشنی سے فیض یاب ہوں اور اگر تیرے پاس عشق کی شراب کا پیالہ ہے تو اسے کسی محرم کے ساتھ مل کر پی۔ یعنی جو کچھ بھی تیرے پاس ہے اُسے دوسروں میں تقسیم کرنا ہی تیری شان ہے۔

لختِ دلِ پُر خونے از دیدہ فرو ریزم لعلے ز بدخشانم بردار و بخاتم زن!

ترجمہ:۔ میں خون سے پُر دل کے ٹکڑے اپنی آنکھ کے ذریعے نیچے گرا رہا ہوں۔ یہ میرے بدخشاں (لعلوں کے اعتبار سے مشہور شہر) کا لعل ہے، اسے اٹھا لے اور انگوٹھی میں جڑ لے۔

تشریح میری آنکھوں سے ٹپکتے ہوئے خون کے آنسو میرے ہی دل کے ٹکڑے ہیں یہ دل کے ٹکڑے نہیں بدخشاں کے لعل ہیں تو انہیں اُٹھا اور اپنی انگوٹھی میں جڑ لے یعنی جو کچھ میرے افکار اُگل رہے ہیں اُن سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کر کہ میں یہ سب تیری بھلائی ہی کیلئے کر رہا ہوں۔

(15)

ہوس ہنوز تماشا گرِ جہانداری است دگر چہ فتنہ پسِ پردہ ہائے زنگاری است

ترجمہ:۔ ابھی تک ہوس جہاں داری (دولت کو اکٹھا کرنے کی فکر) کا تماشا کرنے والی ہے۔ اس ہرے رنگ کے پردوں (آسمان) کے پیچھے اور کون سا فتنہ ہے؟

تشریح ہوس ابھی تک دنیاداری کا تماشا دیکھ رہی ہے کیا پتہ ابھی پردے کے پیچھے کون کون سے فتنے موجود ہیں جو سر اُٹھانے کیلئے تیار کھڑے ہیں۔ جو موجودہ مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

زماں زماں شکند آنچہ می تراشد عقل بیا کہ عشق مسلمان و عقل زناری است!

ترجمہ:۔ عقل لحہ بہ لحہ اسے تو ڑتی رہتی ہے جسے تراشتی ہے۔ آہ، کہ عشق مسلمان ہے اور عقل زنار پوش (کافر) ہے۔

تشریح عقل پل پل جو بُت تراشتی رہتی ہے عشق اُسے توڑتا رہتا ہے۔ اس لئے کہ عشق مسلمان ہے اور مسلمان سوائے اللہ کے کسی کو معبود نہیں سمجھتا اور عقل بُت پرست ہے اس لئے بت تراشتی رہتی ہے۔

امیرِ قافلۂ سخت کوش و پیہم کوش کہ در قبیلۂ ما حیدری ز کراری است

ترجمہ:۔ تو قافلے کا امیر ہے، سخت محنت کر اور مسلسل کوشش کر، کیونکہ ہمارے قبیلے میں حیدری (حضرت علیؓ کی سی بہادری) کراری (کفر و باطل پر پے درپے حملے کرنے) میں ہے۔

تشریح تو قافلے کا سالار ہے اور اس حوالے سے تجھے چاہیے کہ تُو سخت محنت کرے اور مسلسل کوشش کرتا رہے اس لئے کہ ہمارے قبیلے میں حیدری یعنی حضرت علیؓ جیسی بہادری کفر پر بار بار حملے کرنے یعنی کرازی میں ہے۔ اور امیر قافلہ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس اعزاز کو قائم رکھنے کیلئے اپنی پوری صلاحیتیں بروئے کار لائے۔

تو چشم بستی و گفتی کہ ایں جہاں خواب است کشائے چشم کہ ایں خواب، خوابِ بیداری است

ترجمہ:۔ تو نے آنکھ بند کر لی اور کہا کہ یہ دنیا تو ایک خواب ہے۔ آنکھ کھول کہ یہ خواب، بیداری کا خواب ہے۔

تشریح اپنی آنکھ کو بند کر کے یہ نہ سوچ اور یہ مت کہہ کہ دنیا ایک خواب ہے اپنی آنکھ کھول اور سمجھ لے کہ اگر یہ خواب ہے تو یہ خواب بیداری کا خواب ہے یعنی جاگ اور اپنے آپ کو منوا اور خود کو مردِ مجاہد ثابت کر۔

بخلوت انجمنے آفریں کہ فطرتِ عشق یکے شناس و تماشا پسند بسیاری است

ترجمہ:۔ خلوت میں بہت سی انجمنیں برپا کر، کیونکہ عشق کی فطرت ایک (حقیقی معبود) سے شناسائی رکھنے والی اور بہت سوں (مخلوق) کے نظارہ کو پسند کرنے والی ہے۔

تشریح اور اپنی خلوت میں بہت ساری محفلیں برپا کر لے اس لئے کہ عشق کی فطرت یہی ہے کہ وہ ایک اللہ سے شناسائی رکھتا ہے اور بہت ساروں کے نظارے کو پسند کرتا ہے۔

تپید یک دم و کردند نصیب فتراکش خوشا نصیب غزالے کہ زخم او کاری است

ترجمہ:۔ وہ ایک دم کیلئے تڑپا اور اسے اس کے فتراک (شکاری کے تھیلے) میں باندھ دیا۔ وہ ہرن بڑ

خوش نصیب ہے جس کا زخم کاری ہو (جو محبوب کی نگاہ سے زخمی ہو کر عمر بھر اس رستے ہوئے زخم کی لذت اٹھاتا رہے۔)

تشریح کس قدر خوش نصیب ہے وہ ہرن جسے گہرا زخم لگا اور وہ ایک پل کیلئے تڑپا اور پھر اُسے شکار کرنے والے شکاری نے اپنے تھیلے میں ڈال لیا۔ یعنی ہمیشہ کیلئے محبوب کے پہلو میں آ گیا۔

بباغ و راغ گہرہائے نغمہ می پاشم گراں متاع و چہ ارزاں ز کند بازاری است

ترجمہ:۔ میں باغوں اور سبزہ زاروں میں نغمہ کے موتی بکھیر رہا ہوں۔ متاع مہنگی ہے اور اگر چہ بازار مندا ہونے کی وجہ سے کتنی سستی ہے۔

تشریح میں باغوں اور سبزہ زاروں میں اپنے نغموں کے موتی بکھیر رہا ہوں، میرے یہ موتی بہت مہنگے ہیں لیکن چونکہ بازار مندا ہے اور خریدار موجود نہیں اس لئے مجھے اپنے ان قیمتی موتیوں کو سستا بیچنا پڑ رہا ہے۔

(16)

فرشتہ گرچہ بروں از طلسم افلاک است نگاہ او بتماشائے ایں کفِ خاک است

ترجمہ:۔ فرشتہ اگر چہ آسمانوں کے جادو سے آزاد ہے، پھر بھی اس کی نگاہ اس خاک کی مٹھی (انسان) کا تماشا کر رہی ہے۔

تشریح اگر چہ فرشتہ آسمانوں کے جادو سے باہر ہے پھر بھی اس کی نظر اسی مٹی بھر خاک (آدم) کی محنت اور کوشش پر ہے۔

گماں مبر کہ بیک شیوہ عشق می بازند قبا بدوشِ گل و لالہ بے جنوں چاک است

ترجمہ:۔ یہ گمان نہ کر کہ عشق کا کھیل ایک طریقہ پر کھیلتے ہیں۔ گلاب اور لالہ کے پھول کی قبا جنون کے بغیر ہی چاک ہے۔

تشریح یہ گمان نہ کر کہ عشق کے کھیل کا صرف ایک ہی انداز ہے گلاب اور لالے کے پھول کو دیکھ اُن کی قبائیں (گریبان) جنون کے بغیر بھی چاک ہیں۔ یعنی یہ ضروری نہیں کہ عشق اپنا اظہار صرف چاک گریبان کے ذریعے سے ہی کرتا ہے اس کے اظہار کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔ مراد ہے کہ عشق مختلف اوقات مختلف مقامات اور مختلف مرحلوں میں مختلف انداز اپنانے پر قادر ہے۔

حدیثِ شوق ادا می تواں بخلوتِ دوست بنالۂ کہ ز آلائشِ نفس پاک است

ترجمہ:۔ شوق کی حکایت دوست کی خلوت میں کہی جا سکتی ہے، اس نالہ کی بدولت جو سانس کی ملاوٹ سے پاک ہو۔

تشریح دوست کی خلوت میں شوق کی بات اس نالہ کے ذریعے کی جا سکتی ہے جو نالہ نفسانی خواہشات کی آلائشوں سے پاک ہو۔ اور اللہ کے دوست یہی طریقہ اپناتے ہیں۔

تواں گرفت ز چشمِ ستارہ مردم را خرد بدست تو شاہینِ تند و چالاک است

ترجمہ:۔ ستارے کی آنکھ سے اس کی پتلی کو چھینا جا سکتا ہے، کیونکہ تیرے پاس جو عقل ہے وہ ایک تیز اور ہوشیار شاہین ہے (عقلِ انسانی عناصرِ فطرت کو مسخر کر سکتی ہے۔)

تشریح اے انسان! اگر تو اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں سے پردہ اٹھائے اور ان کو بروئے کار لانے میں کبھی لیت ولعل سے کام نہ لے تو تو اپنی عقل کے ہوشیار اور تیز شاہین کی مدد سے ستارے کی آنکھ کی پتلی بھی نکال سکتا ہے۔ یعنی فطرت کے عناصر کو مسخر کر سکتا ہے۔

کشائے چہرہ کہ آنکس کہ "لن ترانی" گفت ہنوز منتظرِ جلوۂ کفِ خاک است

ترجمہ:۔ اے انسان اپنا چہرہ کھول دے، کیونکہ وہ ہستی جس نے "لن ترانی" (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) فرمایا تھا، ابھی تک وہ خود مٹی کی مٹھی (اللہ کی صفات کے مظہر اور خلیفۃ اللہ، انسان) کے جلوے (اور عشق وعبادت) کا منتظر ہے۔

تشریح اے انسان! اپنے آپ کو ظاہر کر اپنی صلاحیتوں کو پردے سے نکال اس لئے کہ وہ ذات جس نے لن ترانی (تو مجھے نہیں دیکھ سکتا) فرمایا تھا وہ ابھی تک اس انتظار میں ہے کہ کوئی انسان اپنے اندر اس کا جلوہ دیکھنے کی طاقت پیدا کرے یعنی اپنے آپ کو اس مقام پر لے جائے کہ دونوں اطراف سے پردے اٹھ جائیں۔

دریں چمن کہ سرود است و ایں نواز کجاست؟ کہ غنچہ سر بگریبان و گل عرقناک است!

ترجمہ:۔ اس چمن میں کون گا رہا ہے؟ اور یہ نوا کہاں سے آ رہی ہے؟ جس کی وجہ سے غنچے نے اپنا سر گریبان میں دے رکھا ہے اور پھول پسینہ پسینہ ہو چکا ہے۔؟

تشریح اس چمن میں یہ کون گا رہا ہے اور یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے جس کی وجہ سے غنچے نے اپنا منہ گریبان میں چھپا لیا ہے اور پھول ندامت کی وجہ سے پسینہ پسینہ ہوئے جا رہے ہیں یعنی غنچہ وگل دونوں ہی احساسِ کمتری کا شکار ہو رہے ہیں۔

(17)

عرب کہ باز دہد محفلِ شبانہ کجاست؟ عجم کہ زندہ کند رودِ عاشقانہ کجاست

ترجمہ:۔ رات کی محفلوں کو زندہ کرنے والا عرب، کہاں ہے؟ عاشقانہ ساز کو زندہ کرنے والا عجم کہاں ہے؟

تشریح کہاں ہے وہ عرب جس کے دم سے راتوں کی محفلیں سجا کرتی تھیں اُسے کہو کہ پھر سے اُسی طرح محفلوں کو سجائے اور کہاں گیا وہ عجم جو عاشق کے ساز کو زندہ رکھنے والا تھا اس سے کہو کہ عشق کو پھر سے زندہ کریں یعنی مسلمانوں کو اپنے کھوئے ہوئے وقار اور شان و شوکت کو پھر سے بحال کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بزیرِ خرقۂ پیراں سبو چہ با خالی است فغاں کہ کس نشناسد مئے جوانہ کجاست

ترجمہ:۔ پیروں (موجودہ روحانی بزرگوں) کے خرقوں کے نیچے چھپی صراحیاں خالی ہیں۔ فریاد ہے کہ کوئی نہیں پہچانتا کہ جو کی بنی ہوئی شراب کہاں ہے۔

تشریح آج کل کے صوفیا نے جو درویشانہ لباس پہن رکھا ہے وہ محض لباس ہے کیونکہ ان صوفیا کی گدڑیوں میں چھپی ہوئی صراحیوں میں معرفت نام کی کوئی شے موجود نہیں۔ دہائی ہے دہائی ہے کہ کوئی پہچاننے والا نہیں کہ وہ شراب کہاں ہے جو عشق الٰہی سے کشید کی گئی ہے۔ یعنی موجودہ روحانی بزرگوں میں صلاحیت ہی نہیں کہ وہ عرفان کی منازل طے کر سکیں لہذا ان سے توقعات باندھنا اپنے آپ کو بے راہ روی کی طرف لے جانے کے مترادف ہے۔

دریں چمن کدہ ہر کس نشیمنے سازد کسے کہ سازد و وا سوزد آشیانہ کجاست؟

ترجمہ:۔ اس دنیا کے چمن خانہ میں ہر کوئی ایک نشیمن بناتا ہے، ایسا شخص کہ جو آشیانہ بنائے اور اسے جلا ڈالے کہاں ہے؟ (اپنی متاع جان و مال کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے والے معدوم ہوتے جا رہے ہیں)

تشریح اس دنیا میں ہر شخص اپنے مطابق اسباب جمع کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور اپنی زندگی کیلئے سہولتوں کو اکٹھا کرنے میں لگا ہے۔ وہ مردِ مومن جو اپنی جمع پونجی کو اللہ کی راہ میں قربان کر دے یعنی آج کا مسلمان بھی اُن جذبوں سے عاری ہے جو دینِ اسلام اور ایمان کی پختگی کا آئینہ ہیں۔

ہزار قافلہ بیگانہ وار دید و گذشت   ولے کہ دید بانداز محرمانہ کجاست؟

ترجمہ:۔ حقیقت سے محروم ہزاروں قافلے آئے، انہوں نے دیکھا اور چلے گئے۔ جہان کو محرمانہ انداز میں دیکھنے والا (راز حیات پا لینے والا) قافلہ کہاں ہے؟

تشریح ہزاروں قافلے آئے اور چلے گئے ایسا شخص کہاں ہے جو دنیا کو محرمانہ انداز میں دیکھنے والا ہو۔ یعنی زندگی کا راز پا لینے والا اور حقیقت کو سمجھ لینے والا کوئی نہیں ملتا۔

چو موج خیز و بہ یم جاودانہ می آویز   کرانہ می طلبی بے خبر کرانہ کجاست!

ترجمہ:۔ لہر کی طرح اٹھ اور ہمیشہ سمندر میں گھلا ملا رہ۔ تو کنارہ چاہتا ہے، اے بے خبر! کنارہ کہاں ہے؟

تشریح موج کی طرح اُٹھ اور سمندر کے ساتھ مسلسل کشمکش جاری رکھ یہی زندگی ہے اور یہی زندگی کی اصل، کنارے کی خواہش چھوڑ دے۔ اے بے خبر کنارہ ہے کہاں جو تو اس کی آرزو کئے بیٹھا ہے۔

بیا کہ در رگ تاک تو خون تازہ دوید   دگر مگوے کہ آں بادۂ مغانہ کجاست

ترجمہ:۔ آ، کہ تیرے انگور کی بیل کی رگ میں نیا خون دوڑا ہے، پھر نہ کہہ کہ وہ مے فروش کی شراب کہاں ہے؟ (میں نے تجھے معرفت کے ساتھ مدہوش کر دیا ہے، اب یہ نہ کہنا کہ جہاں میں کوئی عارف باللہ نہیں ہے۔)

تشریح آ دیکھ کہ تیری رگوں میں نیا خون دوڑ رہا ہے۔ اب نہ کہہ کہ وہ معرفت کی شراب موجود نہیں یعنی میں نے تجھے تحریک دے کر زندگی کے حقیقی رموز سے آشنا کر دیا ہے اور اسی تحریک نے تیرے وجود میں خون کی گردش میں جوش بھر دیا ہے۔ اب تیرا کام ہے کہ اس سے بھرپور فائدہ حاصل کرے۔

بیک نورد فرو پیچ روزگاراں را   ز دیر و زود گذشتی دگر زمانہ کجاست!

ترجمہ:۔ ایک چھلانگ میں زمانے کو طے کر لے، تو جب دیر اور جلدی کی تقسیم سے گزر گیا تو پھر زمانہ کہاں ہے؟

تشریح اور ایک چھلانگ میں زمانے کو طے کر لے زمانہ تیری دیر اور جلدی کو تقسیم کی وجہ سے موجود ہے اگر تو اس جلدی اور دیر کی قید سے اپنے آپ کو آزاد کر لے تو پھر زمانہ کہاں ہے؟ لہذا زمانے کو طے کر لے۔

(18)

"نظم"

باد صبا خیز و وزیدن دگر آموز دامانِ گل و لالہ کشیدن دگر آموز
اندر دلک غنچہ خزیدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ بادِ صبا کی طرح اٹھ اور پھر سے مقدر آزما۔ گلاب اور لالہ کے پھول کے دامن کو کھینچنا پھر سے سیکھ۔

تشریح اٹھ اور پھر سے بادِ صبا کا روپ دھار کر اس کی طرح چلنا سیکھ پھر سے پھولوں میں شگفتگی بانٹ اور پھر سے غنچے کے اندر اترنا سیکھ۔ یعنی جو کام تیرے سپرد کئے گئے ہیں انہیں سرانجام دے۔ اور غفلت کی زندگی کو اپنے اوپر حاوی کرنے سے گریز کر۔ تیرا کام دوسروں کو فائدہ پہنچانا ہے سو اپنا فرض پورا کر۔

غنچے کے چھونے سے دل میں پھر سے خلش پیدا کرنا سیکھ۔

موئینہ بہ بر کردی و بے ذوق تپیدی آں گونہ تپیدی کہ بجائے نہ رسیدی
در انجمنِ شوق تپیدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ صوف کا لباس پہن کر تو بے ذوق تڑپا۔ تو اس طرح تڑپا کہ کسی مقام پر نہ پہنچا (تیرا تمام وجد ریاکاری پر مشتمل تھا۔)

تشریح تو نے صوف کا لباس تو پہن لیا لیکن تیرا دل صوفی نہ ہو سکا اور جس عشق اور سوز کو تو نے اپنے اوپر اوڑھا ہوا تھا وہ محض اپنی ریاکاری کو چھپانے کی غرض سے تھا۔ لہذا تو نے درگاہوں پر بیٹھ کر سادہ لوح لوگوں کو دھوکا دینے کے سوا کچھ نہ کیا۔ اسی لئے تو اپنے مقام سے بھر گر گیا۔

بزمِ شوق میں نئے انداز سے تڑپنا سیکھ۔

کافر! دلِ آوارہ دگر بارہ باو بند بر خویش کشا دیدہ و از غیر فرو بند
دیدن دگر آموز و ندیدن دگر آموز

ترجمہ:۔ اے کافر (اللہ کی معرفت سے محروم شخص)! تو اپنے آوارہ دل کو پھر سے اس (محبوبِ حقیقی) سے لگا۔ تو خود پر نظر دوڑا اور غیروں سے اپنی آنکھیں بند کر لے۔ نئے طرز سے دیکھنا سیکھ

اور نئے طرز سے نہ دیکھنا سیکھ۔

تشریح: اے کافر! اے اللہ کی واحدانیت سے انحراف کرنے والے، اپنے دل کو اِدھر اُدھر بھٹکنے سے روک اس کی آوارگی پر قابو پا اور پھر سے اپنے محبوب حقیقی اور اپنے خالق و مالک سے دل لگا اپنے آپکو پہچان اور غیر اللہ کی طرف سے اپنی آنکھیں بند کرلے تاکہ تو پوری توجہ سے اپنے آپ کو جان لینے کی کوشش کر سکے۔ اور اپنے آپ میں نئے رجحانات پیدا کر سکے۔

دم چیست؟ پیام است، شنیدی، نشنیدی! در خاک تو یک جلوۂ عام است ندیدی!
دیدن دگر آموز! شنیدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ سانس کیا ہے؟ صرف ایک پیام ہے، چاہے تو نے سنا یا نہ سنا۔ تیری خاک (جسم انسانی) میں ایک عام جلوہ ہے، چاہے تو نے دیکھا یا نہ دیکھا۔
نئے طرز سے دیکھنا سیکھ اور نئے طرز سے سننا سیکھ۔

تشریح: اپنی سانسوں پر غور کرتا کہ تو جان لے کہ سانس صرف ایک پیغام ہے جو تجھے مسلسل دیا جارہا ہے اگر تو نے سنا ہے تو اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال اگر نہیں سنا اور اپنی غفلت سے چھٹکارا حاصل کر کیونکہ لگاتار دیا جانے والا پیغام نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ نہ سننا تیری کوتاہی ہے اسی طرح تیری مٹی یعنی تیرے جسم میں ایک جلوہ عام ہے چاہے تو نے اُسے دیکھا ہے یا نہیں دیکھا۔ لہٰذا اُٹھ اور اپنے نئے انداز اپنا۔ (اگرچہ دیکھنا حکمت ہے اور نہ دیکھنا اپنے آپ سے فرار)

ما چشم عقاب و دل شہباز نداریم چوں مرغ سرا لذت پرواز نداریم
اے مرغ سرا خیز و پریدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ ہم عقاب جیسی آنکھ اور شہباز جیسے دل سے محروم ہیں۔ سرائے کے (پالتو) پرندے کی طرح ہم پرواز کی لذت سے محروم ہیں۔ اے پالتو پرندے! اٹھ اور پھر نئے طرز سے اڑنا سیکھ۔

تشریح: ہم مسلمان! آج کے دور کے مسلمان عقاب جیسی تیز اور تیکھی نظر سے محروم ہیں جو ذرے ذرے کا دل ٹٹول سکتی ہے۔ اور شہباز جیسے بہادر اور جوشیلے دل سے بھی عاری ہیں۔ ہماری حالت ایسے پالتو پرندے کی طرح ہے جو اُڑنا نہیں جانتا اور نہ ہی اُڑنے کی لذت سے واقف ہے لہٰذا اُٹھ اور پھر سے نئے انداز سے اڑنا سیکھ۔

تختِ جم و دارا سرِ راہے نفروشند این کوہ گران است بکاہے نفروشند

با خونِ دلِ خویش خریدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ کبھی راہ چلتے دارا اور جمشید کا تخت فروخت نہیں کرتے۔ یہ بھاری پہاڑ ہے، تنکے کے عوض نہیں بیچتے۔ اپنے دل کے خون سے نئے انداز خریدنا پھر سے سیکھ۔

تشریح دارا اور جمشید جیسی شان وشوکت والے تخت یونہی رہ چلتے ہی نہیں دے دیتے یہ بہت قیمتی ہیں ان کو تنکوں کے عوض فروخت نہیں کیا جاتا۔

اُٹھ اور انہیں دوبارہ اپنے دل کے خون کے عوض خریدنے کی کوشش کر اور نئے طرز سے اپنی شان وشوکت کو بڑھا۔

نالیدی و تقدیر ہمان است کہ بود است آں حلقۂ زنجیر ہمان است کہ بود است

نومید مشو! نالہ کشیدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ تو رویا اور تیری تقدیر وہی ہے کہ جو پہلے تھی۔ تیری زنجیر کا حلقہ (جس نے تجھے تدبیر کی مجبوری میں قید کر رکھا ہے) وہی ہے جو پہلے تھا۔

تشریح تو رویا مگر تیرے رونے سے تیری تقدیر نہیں بدلی وہ وہی ہے جو پہلے تھی۔ کہ صرف رونے سے تقدیریں نہیں بدلا کرتیں اور جس زنجیر کے حلقے میں تُو قید ہے اُسے نہ توڑ سکا۔ اُٹھ اور دوبارہ کوشش کر کہ کامیابی تیری کوشش کی محتاج ہے۔

ناامیدی چھوڑ دے! نالہ وفریاد کے نئے انداز سیکھ۔

وا سوختۂ؟ یک شرر از داغِ جگر گیر! یک چند بخود پیچ و نیستاں ہمہ در گیر!

چوں شعلہ بخاشاک دویدن دگر آموز!

ترجمہ:۔ کیا تو راکھ ہو چکا ہے؟ تو پھر اپنے جگر کے داغ سے ایک چنگاری لے، اپنے گرد لپیٹ اور سرکنڈے کے سارے جنگل کو اپنی چنگاری کی لپیٹ میں لے لے۔

شعلے کی مثل خشک گھاس پھوس میں تیزی سے دوڑنا پھر سے سیکھ۔

تشریح کیا تو جل بجھا ہے، راکھ ہو چکا ہے اپنے جگر کے داغ سے ایک چنگاری اور لے اور اُسے اپنے گرد لپیٹ اور پھر بانسوں کے سارے جنگل کو اپنے شعلوں کی لپیٹ میں لے لے یعنی شعلہ بن کر ایک بار پھر خاشاک کو جلا دے اور ہر طرف چھا جا۔

(19)

نظم

اے غنچۂ خوابیدہ چو نرگس نگراں خیز　　کاشانۂ ما رفت بتاراج غماں خیز

ترجمہ:۔ اے سونے والے غنچے! نرگس کی طرح دیکھتے ہوئے اٹھ۔ ہمارا گھر ہاتھوں سے جاتا رہا ہے، اسے غموں نے لوٹ لیا ہے، بس تو اٹھ۔

تشریح

از نالۂ مرغ چمن، از بانگ اذاں خیز　　از گرمیٔ ہنگامۂ آتش نفساں خیز

از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!

از خواب گراں خیز!

ترجمہ:۔ چاہے بلبل (چمن کے پرندے) کے نالوں سے اٹھ! چاہے اذان کی آواز سے اٹھ۔ چاہے آگ بھرے سانس رکھنے والوں کی گرمی کے ہنگامے سے اٹھ۔

تشریح:۔ اے سونے والے غنچے اُٹھ جاگ، اس طرح اُٹھ کہ جس طرح نرگس کی آنکھ دیکھتے ہوئے جاگتی ہے اُٹھ دیکھ کہ ہمارے گلزاروں کو غموں نے تباہ و برباد کردیا ہے۔ چمن میں پرندے فریاد کررہے ہیں اُن کی فریاد کی آواز سے ہی اُٹھ، اذان ہورہی ہے اس کی آواز سن کر ہی اُٹھ جا، غفلت کی نیند میں اس طرح کھویا رہنا مناسب نہیں۔ دیکھ آتش بیانوں کی آواز کی گرمی تجھے جگانے کی کوشش کررہی ہے اپنی گہری نیند سے جاگ، اپنی گہری نیند سے جاگ اس سے پہلے کہ سب کچھ ختم ہوجائے اُٹھ جاگ اپنی گہری نیند سے جاگ!

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھ۔

ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہوجا۔

خورشید کہ پیرایہ بسیمائے سحر بست　　آویزہ بگوشِ سحر از خونِ جگر بست

ترجمہ:۔ وہ سورج کہ جس نے صبح کے زیور سے ماتھے کو سجایا۔ اس نے صبح کے کانوں کو خونِ جگر سے آویزہ کیا (علم کے سورج نے جہالت کی اندھیری رات کو ختم کردیا۔)

تشریح　سورج کے صبح کے ماتھے کو اپنی بندیا سے سجادیا ہے۔ اور صبح کے کانوں میں اپنے خون جگر (شفق کی لالی) کا آویزہ لٹکا دیا ہے یعنی رات کا اندھیرا چھٹ گیا ہے اور دن کا اُجالا

پھیلنے لگا ہے۔ اپنی اپنی رات کاٹ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں رات گزارنے کیلئے رُکے ہوئے قافلے پھر سے اپنا سفر شروع کرنے کی تیاری میں لگ گئے ہیں۔

از دشت و جبل قافلہ ہا رختِ سفر بست اے چشمِ جہاں بیں بہ تماشائے جہاں خیز!

از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز!

از خواب گراں خیز!

ترجمہ:۔ قافلوں نے بیابانوں اور جنگلوں سے رختِ سفر باندھ لیا۔ اے جہان کا نظارہ کرنے والی آنکھ! تو بھی جہان کے تماشا کیلئے اٹھ!

تشریح اے زمانے کو دیکھنے والی آنکھ تو بھی اس جہاں کا نظارہ کر جاگ اور ان منظروں سے لطف اندوز ہو اپنی گہری نیند سے جاگ اُٹھ اور دیکھ ہر کوئی اپنے، اپنے کام میں جُت گیا ہے، اپنی گہری نیند سے جاگ اور اپنی غفلت سے چھٹکارا حاصل کر۔ تاکہ تو بھی اپنے ذمے کے کاموں کو سرانجام دے سکے۔

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھ۔

ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

خاور ہمہ مانندِ غبارِ سرِ راہے است یک نالۂ خاموش و اثر باختہ آہے است

ترجمہ:۔ اہلِ مشرق تمام کے تمام سرِ راہ اڑتی ہوئی غبار ہی تو ہیں (زندگی کے تمام شعبہ جات میں پسماندہ ہیں) وہ ایک خاموش نالہ کی مانند ہیں اور بے اثر آہ کی طرح ہیں۔

تشریح نالہ جو ایک شور بپا کیا کرتا تھا اب خاموش ہے اور بے اثر آہ بن چکا ہے اور مشرق سارے کا سارا راستے میں اُڑتے ہوئے غبار میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یعنی ہر طرح سے اپنی اہمیت اور حیثیت کھو چکا ہے۔ اور اس غبارِ راہ کا ہر ذرہ ایسی نگاہ کی طرح ہے جو ایک جگہ پر رُک چکی ہے جیسے آنکھ کو گرہ لگا کر باندھ دیا گیا ہو اور اُسے کچھ دکھائی نہ دے رہا ہو۔ اے مسلمان! تو جہاں جہاں بھی موجود ہے خواہ وہ ہندوستان ہے، ثمرقند ہے، عراق ہے یا ہمدان کا علاقہ ہے تو کہیں بھی ہے اٹھ جاگ۔

ہر ذرۂ ایں خاک گرہ خوردہ نگاہے است از ہند و سمرقند و عراق و ہمداں خیز

از خواب گراں، خواب گراں، خواب گراں خیز!

از خواب گراں خیز!

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھو۔
ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

ترجمہ:۔ اس خاک (اہلِ مشرق) کا ہر ذرہ گرہ گی (کھلنے سے محروم) آنکھ کی مانند ہے۔ (اے اہلِ مشرق) ہندوستان، سمرقند (وسطی ایشیا)، عراق اور ہمدان (ایران) سے اٹھو!

تشریح اپنی گہری نیند سے جاگ اور خود کو خوابوں کی دنیا سے نکال کر حقیقت کی دنیا میں لے آ جاگ اپنی گہری نیند سے جاگ اپنی غفلت بھری گہری نیند سے جاگ۔ ہاں جاگ۔

دریائے تو دریاست کہ آسودہ چو صحراست دریائے تو دریاست کہ افزوں نشد و کاست

ترجمہ:۔ (اے اہلِ مشرق!) تمہارا دریا وہ دریا ہے جو صحرا کی طرح آسودہ خاطر (پرسکون) ہے۔ تمہارا دریا وہ دریا ہے جو بڑھا تو نہیں لیکن کم ضرور ہوا ہے۔

تشریح اب تیرے دریا میں وہ روانی اور وہ لہروں کا شور نہیں بلکہ ایک صحرا کی طرح چپ اور بے جان دکھائی دے رہا ہے افسوس کہ اس دریا کو بڑھنا چاہیے تھے اور پھولنا پھلنا چاہیے تھا لیکن یہ تو پہلے سے بھی ہو گیا میں دیکھتا ہوں تو سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ یہ کیسا دریا ہے جس میں نہ موجوں کی ہلچل اور کشمکش اور نہ طوفانوں کی اٹھان اور نہ ہی اس میں مگرمچھ گھڑیال پائے جاتے ہیں۔ بھر سے اس دریا کا سینہ چاک کر اور ایک تیز اور ابھرتی ہوئی موج کی طرح ابھر کر سامنے آ کہ یہ وقت نیند کا وقت نہیں بہت ہو چکا اٹھ جاگ اپنی گہری نیند سے جاگ اپنی غفلت بھری نیند سے جاگ اور اپنی تیز رفتاری سے زمانے سے آگے نکل جا۔ جاگ اپنی گہری نیند سے جاگ، اٹھ جاگ۔

بیگانۂ آشوب و نہنگ است چہ دریاست! از سینۂ چاکش صفتِ موج رواں خیز
از خوابِ گراں، خوابِ گراں، خوابِ گراں خیز!
از خوابِ گراں خیز!

ترجمہ:۔ یہ کیسا دریا ہے جو طوفان، تلاطم اور مگرمچھوں سے ناواقف ہے؟ اس دریا کے چاک شدہ سینے سے مسلسل رواں دواں موج کی طرح اٹھ۔ غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھ۔ ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

تشریح ۔

ایں نکتہ کشایندۂ اسرار نہان است ملک است تنِ خاکی و دیں روحِ روان است

ترجمہ:۔ یہ نکتہ چھپے ہوئے اسرار کو کھولنے والا ہے۔ اگر ملک بدنِ خاکی ہے تو دین روحِ رواں ہے۔

تشریح　یہ بات اور یہ نکتہ چھپے ہوئے رازوں کو کھولنے والا ہے کہ اگر مٹی کا بدن ملک ہے تو دین اس کی روحِ رواں ہے۔ یعنی دونوں ہی ایک دوسرے کیلئے ہیں لہٰذا ان دونوں کے درمیان مضبوط ربط کا ہونا نہایت ضروری ہے کیونکہ یہی زندگی ہے اس کے علاوہ زندگی نہیں جان اکیلی بے معنی ہے اور جسم اکیلا بے کار و بے مقصد۔ اس نکتے کو سمجھ لے اور اپنا درویشی لباس پہن اور ایک مردِ مسلمان بن۔

تن زندہ و جاں زندہ ز ربطِ تن و جان است　　با خرقہ و سجادہ شمشیر و سناں خیز

از خوابِ گراں، خوابِ گراں خوابِ گراں خیز!

از خوابِ گراں خیز!

ترجمہ:۔ بدن زندہ ہے، جان (روح) زندہ ہے، (ہم) بدن و روح کے ربط کے سبب زندہ ہیں (سیاست و دین کی تفریق سے شیطانی معاشرہ جنم لیتا ہے، جبکہ ان کے ربط سے الٰہی معاشرہ قائم ہوتا ہے۔) (اے صوفیاء کرام!) خرقہ و سجادہ کے ساتھ اٹھو۔ (اے مجاہدینِ اسلام!) شمشیر و سنان کے ساتھ اٹھو۔

تشریح　اپنی جانماز اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے اپنی تلوار اور تلوار کو تیز کرنے والا پتھر سنبھال اور اُٹھ کہ تجھے دینِ اسلام کی روشنی سے ہر طرف اُجالا کرنے کا کام سونپا گیا ہے اپنی گہری نیند سے جاگ کر تو مسلسل جدوجہد اور عمل کرنے کیلئے ہے جاگ اپنی گہری غفلت بھری نیند سے جاگ۔

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھو۔

ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

ناموسِ ازل را تو امینی تو امینی!　　دارائے جہاں را تو یساری تو یمینی

ترجمہ:۔ تو ازل کی ناموس (اللہ کے دین کی عزت) کا امانت دار ہے۔ ہاں! تو ہی تو اس کا امین ہے۔ محافظِ جہاں (رب تعالیٰ) کا دایاں ہاتھ ہے۔ ہاں تو ہی تو اس کا دایاں ہاتھ ہے (تو اللہ تعالیٰ کے نظام کو جہان میں نافذ کرنے والی قوت ہے۔)

تشریح　تجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی ناموس کا امانت دار بنایا ہے تو ہی ازل کا امین ہے۔ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی ازل کا امین ہے اور تو ہی اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ ہے جو تمام

جہانوں کا رب اور رکھوالا ہے۔ تو بندہ خاکی ہی سہی لیکن تو زمانی بھی ہے اور زمینی بھی یعنی تو زمانہ بھی ہے اور زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نظام کو زمین پر نافذ کرنے کی قوت سے مالا مال ہے۔ یقین کر کہ تجھے قدرت نے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہوا ہے۔ یقین کر اور اس یقین کی شراب کو پی جا تا کہ تو وہم و گمان کے بت کدے سے باہر آ جائے اور یقین کی دنیا کی باگ اپنے ہاتھ میں تھام لے۔ اٹھ اب اس غفلت بھری گہری نیند سے جاگ اور اپنے حصے کا کام سنبھال۔ جاگ اپنی گہری نیند سے

اے بندۂ خاکی تو زمانی تو زمینی صہبائے یقیں درکش و از دیر گماں خیز

از خواب گراں، خواب گراں خواب گراں خیز!

از خواب گراں خیز!

ترجمہ:۔ اے خاکی بندے! تو ہی تو زماں ہے، ہاں، ہاں! تو ہی تو زمین (پر خلیفۃ اللہ) ہے۔ یقین کی شراب کھینچ اور وہم کے مندر سے اٹھ۔

تشریح جاگ کہ یہ نیند تجھے کہیں کا نہیں چھوڑنے والی، اس سے چھٹکارا حاصل کر، اٹھ اپنی گہری غفلت بھری نیند سے جاگ۔ اٹھ جاگ۔

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھ۔

ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

فریاد ز افرنگ و دل آویزی افرنگ فریاد ز شیرینی و پرویزی افرنگ

ترجمہ:۔ مغرب سے فریاد ہے (یورپ کی مکاری سے اللہ بچائے) اور اس کی دل لبھانے والی (اداؤں) سے فریاد ہے۔ اس کی شیرینی سے فریاد ہے اور مغرب کی پرویزانہ (پرویز کی طرح کی) مکاری سے فریاد ہے۔

(اللہ تعالیٰ ہمیں یورپ کی خنزیری تہذیب، سگ پرستانہ ثقافت، شیطان پرور افکار اور دین فروش علوم وفنون سے محفوظ رکھے کہ جس نے ساری دنیا کو اپنی ظاہری چمک دمک کا فریب دے کر پھنسا رکھا ہے۔)

تشریح دعا ہے کہ اللہ مغرب کی مکارانہ اور عیارانہ طرز زندگی اور مصنوعی، وقتی اور ظاہری چکا چوند سے محفوظ رکھے۔ کہ وہ دل کو لبھانے والی اداؤں سے لوگوں کو اپنی طرف مائل کر لیتے ہیں اور اپنے جال میں قابو کرنے کے بعد غلامانہ زندگی کی بیڑیوں میں باندھ دیتے ہیں۔ اصل

مغرب کی مکاریوں کا جادو سرچڑھ کر بولتا ہے صرف اس لئے کہ ہم لالچ اور ہوس کی پوجا کرنے لگ گئے ہیں اور ان کے اثرات قبول کرنے میں ذرا سی دیر بھی نہیں لگاتے۔

عالم ہمہ ویرانہ ز چنگیزیٔ افرنگ معمارِ حرم! باز بہ تعمیر جہاں خیز

از خوابِ گراں، خوابِ گراں خوابِ گراں خیز!

ہاں اللہ ہمیں بچائے ان مغربی ولادیزیوں سے کہ ان کی چنگیزی بربریت اور مکرو ریا کی وجہ سے ساری دنیا بربادی کے دہانے تک آ پہنچی ہے۔

اے مومن مردِ حق، اے حرم کو تعمیر کرنے والے مسلمان شیر دل مجاہد اٹھ اور اس جہان کو نئے سرے سے تعمیر کر۔

از خوابِ گراں خیز!

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب کی چنگیزی (چنگیز کی طرح کے ظلم و ستم) سے سارا جہان ویران ہو چکا۔ حرم کو تعمیر کرنے والے مسلمان! دوبارہ جہان کی تعمیر کیلئے اٹھ!

تشریح: اٹھ جاگ اپنی گہری نیند سے اور غفلت کے اندھیروں کو چیر دے روشنی کی طرح ہر سو پھیل جا اور دین اسلام کی سربلندی کیلئے عمل کے میدان میں آ، جدوجہد مسلسل سے نئی دنیا پیدا کر اور اپنی صلاحیتوں سے اُسے چار چاند لگا دے، اٹھ جاگ، اپنی گہری نیند سے جاگ اے مسلمان! تیرا جاگنا ہی زندگی کا جاگنا ہے۔ اٹھ جاگ غفلت بھری اور گہری نیند سے جاگ اٹھ جاگ!

غفلت کی نیند، غفلت کی نیند، ہاں! غفلت کی نیند سے اٹھ۔

ہاں! اب غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا۔

(20)

جہانِ ما ہمہ خاک است و پے سپر گردد ندانم ایں کہ نفسہائے رفتہ برگردد

ترجمہ:۔ ہمارا جہان سراپا خاک ہے اور خاک تو پامال خراز جائے گی۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے جو سانس جا چکے ہیں وہ واپس بھی آ جائیں گے یا نہیں۔

تشریح: ہماری دنیا سر سے لیکر پاؤں تک خاک ہے اور اس خاک کو اڑنا ہے اور یہ اڑ جائے گی میں نہیں جانتا کہ جو وقت گزر چکا ہے دوبارہ بھی لوٹ کر آئے گا بھی کہ نہیں لہذا یہ جو وقت اس وقت میرے پاس ہے وہی سب سے بڑی حقیقت ہے اور اسے ہی بہتر سے بہتر طور

پر گزارنا چاہیے۔

شبے کہ گورِ غریباں نشیمن است او را — مہ و ستارہ ندارد چساں سحر گردد؟

ترجمہ:۔ وہ رات کہ جس کا نشیمن مرے ہوؤں کی قبریں ہیں۔ وہ چاند اور ستارے تو رکھتی نہیں، پھر اس کی سحر کیسے ہوگی؟

تشریح وہ رات جو قبروں کے اندھیروں میں رہنا پسند کرتی ہے۔ یعنی وہ صبح کو اپنے لئے ہلاکت تصور کرتی ہے۔ اور اپنے دامن میں چاند ستاروں کی روشنی بھی نہیں رکھتی بلکہ ایسی روشنی سے بھی خائف ہے تو اس کی سحر کا ہونا بہت مشکل ہے بلکہ اس کی سحر کیسے ہو سکتی ہے۔

دلے کہ تاب و تپ لایزال می طلبد — کرا خبر کہ شود برق یا شرر گردد

ترجمہ:۔ وہ دل جو ختم نہ ہونے والی تڑپ اور حرارت کا طالب ہے، کسے خبر ہے کہ وہ برق (بجلی) بنے گا یا شرارہ۔

تشریح وہ دل جو ہمیشہ ہمیشہ کی تڑپ اور حرارت کا طلب گار ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ بجلی بنکر کسی پر گرے گا یا چنگاری بنکر کسی کی دنیا کو پھونک دے گا۔ یعنی آنے والے وقت کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ کل کیا ہونے والا ہے۔

نگاہِ شوق و خیالِ بلند و ذوقِ وجود — مترس ازیں کہ ہمہ خاکِ رہگذر گردد

ترجمہ:۔ اگر شوق کی نگاہ اور بلند خیال اور وجود کا ذوق ہے تو پھر ڈرنا مت، کیونکہ یہ سب (مشکلات) راستے کی گرد بن جائے گا۔

تشریح لیکن یہ سب مشکلات تیرے راستوں کی گرد بن جائے گی اور تیرے لئے کسی قسم کی رکاوٹ کا سبب نہیں بن سکیں گی۔ بشرطیکہ تیرا ساتھ دینے والا تیرا ذوقِ حیات ہو، تیری نگاہ حقیقت کی جستجو کی آرزو مند ہو، تیری سوچ اور تیرے افکار بلند ہوں اور تو اپنی صلاحیتوں کا ادراک کرنے والا ہو اور ان کو بروئے کار لانے والا ہو۔

چناں بزی کہ اگر مرگِ ماست مرگِ دوام — خدا ز کردۂ خود شرمسار تر گردد!

ترجمہ:۔ اس طرح زندگی گزار کہ اگر ہم مریں (اللہ کی نظرِ کرم سے محروم ہوں) گے تو ہمیشہ کے لیے مریں گے (اس لیے اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزار) تجھے ہمیشہ کی موت دینے پہ اللہ بھی راضی نہ ہوگا (تو خلیفۃ اللہ ہے، اسلامی قوانین کے مطابق زندگی گزارے گا تو اللہ تجھے دنیا و آخرت میں محروم نہیں رکھے گا۔)

تشریح اے انسان! اپنی زندگی کو اس طرح گزار کہ تو ہمیشہ کی موت کی بجائے ہمیشہ کی زندگی کا حق دار بن جائے اور اللہ تجھ سے راضی ہو جائے تاکہ تجھے ہمیشہ کی موت دے دے مراد یہ کہ اسلامی قوانین کے مطابق حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے فیض یاب ہو کر زندگی گزار کہ زندگی بھی تجھ پر رشک کرے اور تیرا خالق بھی اپنے خاص بندوں میں شمار کر لے۔

(21)

باز بر رفتہ و آئندہ نظر باید کرد ہلہ برخیز! کہ اندیشہ دگر باید کرد

ترجمہ:۔ تجھے پھر سے اپنے ماضی اور مستقبل پر نظر دوڑانی چاہیے۔ خبردار ہو جا! اٹھ کہ تمہیں پھر سے اپنی فکر دوڑانی چاہیے۔

تشریح اے مسلمان! تجھے پھر سے اپنے شاندار ماضی کو اپنے مضبوط حوالوں کیلئے زندہ رکھنا چاہیے اور اپنے حال کو اپنی اعلیٰ اقدار اور اپنی صلاحیتوں کے دم خم سے روشن اور قابل رشک بنانا چاہیے تاکہ تیرے مستقبل کی بنیاد مضبوط اور تیرے ماضی کی طرح شاندار ہو۔ اٹھ اور اپنے کل کی فکر کر۔

عشق بر ناقۂ ایام کشد محمل خویش عاشقی؟ راحلہ از شام و سحر باید کرد

ترجمہ:۔ عشق ہمیشہ اپنا محمل زمانے کی اونٹنی پر ہی استوار کرتا ہے (عشق زمانے کے ساتھ نہیں چلتا) تو عاشق ہے؟ اگر ہے تو پھر تجھے شام و سحر کو اپنی سواری بنانا چاہیے۔

تشریح عشق نے ہمیشہ سے زمانے کی اونٹنی پر اپنا محمل باندھا ہے۔ اگر تو عشق ہے تو پھر تجھے بھی شام و سحر پر سواری کرنی چاہیے کیونکہ عاشق عشق کے دستور سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور عشق زمانے کا پابند نہیں۔

پیر ما گفت جہاں بر روشے محکم نیست از خوش و ناخوش او قطع نظر باید کرد

ترجمہ:۔ میرے پیر (مرشد) نے مجھ سے کہا کہ جہان ایک طرز پر قائم نہیں ہے۔ آدمی کو جہان کی خوشی و ناراضگی (طعنوں اور تعریفوں) سے قطع نظر کرنی چاہیے (اور اپنے مقاصد کے حصول کے لیے کوشاں رہنا چاہیے)

تشریح میرے پیر و مرشد نے مجھے سمجھایا ہے کہ یہ جہان ایک روش اور ایک طرز پر قائم نہیں ہے۔ لہٰذا جہان کی خوشی اور ناراضگی، پسند اور ناپسند کو نظر انداز کر دینا چاہیے تاکہ اپنے اصل مقاصد کے حصول کیلئے پوری توجہ اور تن دہی سے کوشش کی جا سکے۔

تو اگر ترکِ جہاں کردہ سرِ او داری پس نخستیں ز سرِ خویش گذر باید کرد

ترجمہ:۔ تو اگر جہان کو ترک کرنا چاہتا ہے تو اس سے گزرنے سے پہلے تجھے چاہیے کہ خود سے گزر جائے۔

تشریح تو اگر اس جہان کو ترک کر کے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری خام خیالی ہے۔ تجھے چاہیے کہ تو حسن تک پہنچنے کیلئے پہلے اپنے آپ سے گزر یعنی اپنی قربانی دے، جہان کی قربانی دینا کافی نہیں ہے۔

گفتمش در دلِ من لات و منات است بسے گفت ایں بتکدہ را زیر و زبر باید کرد

ترجمہ:۔ میں نے اس (اپنے محبوب) سے کہا: میرے دل میں بہت سے لات اور منات (زمانہ جاہلیت کے مشہور بت، خواہشات کے فتنے) بستے ہیں۔ اس نے کہا: اس بت کدہ کو زیروزبر (برباد) کر دینا چاہیے (میری اور بتوں کی محبت وعقیدت ایک دل میں نہیں سما سکتی)

تشریح میں نے اپنے محبوب سے کہا میرے دل میں بہت سے بُت موجود ہیں جو میں نے خود تعمیر کر رکھے ہیں میرے محبوب نے جواب میں کہا! اس بُت کدے کو تباہ و برباد کر دے کیونکہ محبوبِ حقیقی اور محبوبِ مجازی کبھی ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ بس اپنے دل کو اپنے حقیقی محبوب کے قیام کا اہل بنا اور دنیاداری کی آلائشوں سے پاک ہو جا۔

(22)

خیالِ من بہ تماشائے آسماں بود است بدوشِ ماہ و بآغوشِ کہکشاں بود است

ترجمہ:۔ (مردِ مومن کہتا ہے) میرا خیال آسمانوں کا تماشا کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ میرا خیال چاند کے کندھوں اور کہکشاں کی آغوش میں رہتا ہے۔

تشریح مردِ مومن کہتا ہے کہ میرا تخیل آسمانوں کے نظاروں میں کھویا رہتا ہے یعنی میرا تخیل بہت بلند ہے۔ اس وجہ سے میرے خیال کبھی چاند کے کندھوں پر سوار ہوتے ہیں اور کبھی کہکشاں کی آغوش میں جا بیٹھتے ہیں۔

گماں مبر کہ ہمیں خاکداں نشیمنِ ما است کہ ہر ستارہ جہان است یا جہاں بود است!

ترجمہ:۔ یہ گمان نہ کرنا کہ یہی خاکداں (دنیا) ہمارا نشیمن (گھر) ہے، کیونکہ ہر ستارہ ایک جہان ہے یا جہان رہا ہے۔

تشریح اے دوست! اس گمان میں نہ رہ کہ یہ دنیا ہی ہمارا گھر ہے اور ہمیں یہیں رہنا ہے۔ کیونکہ اس جیسے جہان اور بھی ہیں جن تک تجھے پہنچنا ہے اور انہیں تسخیر کرنا ہے۔ وہ جہان ستاروں کے روپ میں تیرے سامنے ہیں یعنی ہر ستارہ ایک جہان ہے۔ یا ایک جہان رہا ہے۔

بچشمِ مور فرومایہ آشکار آید ہزار نکتہ کہ از چشمِ ما نہاں بود است

ترجمہ:۔ ایک کم قیمت چیونٹی کی آنکھ سے آشکار ہو رہے ہیں وہ ہزاروں نکتے جو ابھی تک ہماری آنکھوں سے پوشیدہ تھے۔

تشریح ایک معمولی چیونٹی کی آنکھ پر ہزاروں ایسے نکتے منکشف ہوتے ہیں جو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ یعنی انسان کیلئے ہر لمحہ ایک نیا راز ایک نئی مہم اور ایک نیا معرکہ ہے جسے سر کرنا ہی زندگی ہے اور یہی وہ زندگی ہے جس کا شعور دین اسلام عطا کرتا ہے۔

زمیں بہ پشتِ خود الوند و بیستوں دارد غبارِ ماست کہ بر دوشِ او گراں بود است

ترجمہ:۔ زمین اگرچہ اپنی پشت پر الوند اور بیستوں (جیسے عظیم پہاڑ) رکھتی ہے، لیکن ایک ہمارا غبار (جسمِ انسانی) ایسا ہے جو اس کے کندھوں کا بوجھ رہا ہے (زمین پہاڑوں کا بوجھ برداشت کر لیتی ہے لیکن عشقِ حقیقی کا بوجھ برداشت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔)

تشریح زمین پر بڑے بڑے عظیم پہاڑ موجود ہیں اور زمین ان کا بوجھ خوشی خوشی اٹھائے پھرتی ہے جبکہ ہمارا اغبار یعنی انسانی جسم کی بوجھ زمین کے کندھوں پر بھاری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس انسان کے سینے میں جو دل ہے وہ عشقِ حقیقی سے لبریز ہے۔ اور اس کا بوجھ پہاڑوں سے کہیں زیادہ ہے۔

ز داغِ لالۂ خونیں پیالہ می بینم کہ ایں گستہ نفس صاحبِ فغاں بود است!

ترجمہ:۔ میں گلِ لالہ کے داغ کو خونی پیالے سے دیکھ رہا ہوں کہ یہ سانس سے محروم (گلِ لالہ) بھی فریاد کرنے والا رہا ہے (اس کی فریاد کی علامت اس کا داغِ جگر ہے۔)

تشریح لالے کا سرخ پھول ایک ایسے پیالے کی طرح ہے جو خون سے بھرا ہوا ہو۔ اور لالے کے پھول کا داغ جو اس پیالے میں نظر آ رہا ہے اس سے یوں لگتا ہے کہ یہ گلِ لالہ بھی فریاد کرنے والا رہا ہے ورنہ اس کے سینے میں یہ داغ نہ ہوتا جو یقیناً اس کے فریاد کرنے کی علامت ہے۔

(23)

از نوا بر من قیامت رفت و کس آگاہ نیست　　پیشِ محفل جز بم و زیر و مقام و راہ نیست

ترجمہ:۔ نوا (نغمہ) سے مجھ پر تو قیامت گزر گئی اور کوئی اس سے آگاہ نہیں ہے۔ اہلِ محفل کے نزدیک تو یہ آواز کی اونچ نیچ اور راگ کے پردوں کے سروں کے سوا کچھ نہیں۔ (میں نے نوا سے اتنا خونِ جگر کھایا کہ گویا مجھ پر قیامت بیت گئی ہے، لیکن اہلِ بزم اس سے محروم ہیں۔ وہ ظاہری الفاظ سنتے ہیں جبکہ میں معنی کے دریا میں غوطہ زن ہوتا ہوں۔)

تشریح　نوا سے مجھ پر قیامت گزر گئی اور کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوئی محفل والے اسے آواز کا اُتار چڑھاؤ اور راگ پردے میں چھپے ہوئے سُر سمجھتے رہے یعنی محفل کے لوگ میری اصلی حالت سے واقف نہ ہو سکے وہ میرے ظاہری الفاظ تو سنتے رہے میرے اندر کے کرب کو پانے سے محروم رہے۔

در نہادم عشق با فکرِ بلند آمیختند　　تا تمامِ جاودانم کارِ من چوں ماہ نیست

ترجمہ:۔ میری فطرت میں عشق کو بلند فکر کے ساتھ ملایا گیا۔ میں ہمیشہ نا تمام رہنے والا ہوں، میرا کام چاند کی طرح کا نہیں ہے (میں بدرِ کامل کی طرح کبھی بھی مکمل نہیں ہوتا، بلکہ عشق کے روگ سے دن بدن گھٹتا ہی رہتا ہوں، فراق میرا سرمایہ ہے، یوں میں ایک نامکمل چاند ہوں۔)

تشریح　میری فطرت میں عشق کو بلند فکر کے ساتھ ملا دیا گیا۔ میں ہمیشہ نا تمام رہتا ہوں چاند کی طرح نہیں ہوں کہ کبھی مکمل ہو جاؤں اور کبھی نامکمل۔ یعنی میں گردشوں سے ماورا ہوں اس لئے گھٹنا بڑھنا میری فطرت نہیں ویسے بھی عشق ان سب چیزوں سے بلند و بالا ہے اس کی اپنی ایک دنیا ہے۔

لب فرو بند از فغاں، در ساز با دردِ فراق　　عشق تا آہے کشد از جذبِ خویش آگاہ نیست

ترجمہ:۔ فریاد سے لبوں کو بند کرلو۔ فراق کے درد کے ساتھ ساز باز کرلو۔ عشق جب آہ کھینچتا ہے، وہ اپنے جذب سے آگاہ نہیں ہے۔

تشریح　فریاد کو چھوڑ اور جدائی کے درد کو اپنا لے جب تک عشق اپنی آہ و فغاں میں کھویا رہتا ہے۔ اُس وقت تک وہ اپنی کشش سے واقف نہیں ہو پاتا۔

شعلۂ می باش و خاشاکے کہ پیش آید بسوز!　　خاکیاں را در حریمِ زندگانی راہ نیست

ترجمہ:۔ شعلہ بن اور جو خس و خاشاک حائل ہو اسے جلا ڈال۔ خاکیوں (انسانوں) کے لیے زندگی کے حریم (گھر) میں داخلے کے لیے کوئی راہ نہیں۔

تشریح　اپنے آپ کو شعلہ بنا اور اپنے راستے میں حائل ہونے والے خس و خاشاک کو جلا کے راکھ کر دے یعنی جو بھی تمہارے سامنے آئے اُسے پھونک دے کیونکہ خاک یعنی انسان جب تک شعلہ نہ بنے اُس وقت تک زندگی کے مقصد کو نہیں پا سکتا۔

تجرہ شاہینی بمرغانِ سرا صحبت مگیر　　خیز و بال و پر کشا پروازِ تو کوتاہ نیست

ترجمہ:۔ تو نر شاہین (حقیقی مسلمان) ہے، سرائے (پالتو) کے پرندوں (کفار) کی صحبت میں نہ رہ۔ اٹھ بازو اور پر کھول (جدوجہد کر)، تیری پرواز کم بلند نہیں ہے۔

تشریح　تو ایک بلند ہمت اور بہادر مسلمان ہے اس لئے چاہیے کہ کفار اور کے ساتھ میل جول نہ رکھے کیونکہ وہ تیرے شایان شان کبھی نہ تھے، اور کبھی نہ ہوں گے ان کی صحبت چھوڑ اور اُٹھ اپنے پر کھول اور اپنی بلندیوں پر پرواز کر یعنی جو مقاصد تیرے دین کی طرف سے تجھ پر فرض ہیں اُن کو پورا کرنے کیلئے جدوجہد کر۔

کرمِ شب تاب است شاعر در شبستانِ وجود　　در پر و بالش فروغے گاہ ہست و گاہ نیست

ترجمہ:۔ شاعر وجود کی شبستان میں جگنو کی طرح ہے۔ اس کے بازوؤں اور پروں میں کبھی روشنی ہوتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی ہے۔

تشریح　شاعر وجود کی شبستان میں ایک جگنو کی طرح ہوتا ہے۔ کبھی یہ الہامی کیفیت سے گزر رہا ہوتا ہے اور کبھی غیر الہامی کیفیت سے جگنو کی طرح کبھی چمکتا ہے اور کبھی نہیں چمکتا یعنی کسی وقت طبیعت کی روانی اس کا ساتھ دیتی ہے اور کسی وقت وہ اس روانی کو خاطر میں نہیں لاتا۔

در غزل اقبالؔ احوالِ خودی را فاش گفت　　زانکہ ایں نو کافر از آئینِ دیر آگاہ نیست

ترجمہ:۔ اپنی غزل میں اقبالؔ نے خودی کے احوال کو فاش کر دیا ہے، کیونکہ یہ نیا کافر (عشق و حقیقت کا طالب) مندر (عشق) کے دستور سے آگاہ نہیں ہے۔

تشریح　اپنی غزل میں اقبالؔ نے اپنی چھپی ہوئی صلاحیتوں کے ادراک کے احوال کو کھل کر بیان کر دیا ہے۔ اس لئے کافر تو بت خانے کے آداب اور دستور سے واقف نہیں۔

(24)

شرابِ میکدۂ من نہ یادگارِ جم است
فشردۂ جگرِ من بشیشۂ عجم است

ترجمہ:۔ میرے مے کدہ کی شراب جمشید بادشاہ کی یادگار نہیں ہے۔ میری عجمی صراحی میں تو میرے جگر کا نچوڑ ہے۔

تشریح میرے شراب خانے کی شراب جمشید بادشاہ کی یادگار نہیں ہے یعنی میری شاعری رسمی نہیں ہے۔ میں نے عجم کی صراحی میں اپنے جگر کا خون نچوڑا ہے۔ میری شاعری حالات و واقعات اور عجم کے معمولات زندگی اور امت مسلمہ کے دکھ سے بھری پڑی ہے۔

چو موج می تپد آدم بجستجوئے وجود
ہنوز تا بہ کمر در میانۂ عدم است

ترجمہ:۔ وجود کی جستجو کے سبب آدمی موج کی طرح تڑپ رہا ہے۔ ابھی تک وہ کمر تک عدم (نابودی، نیستی) کے درمیان ہے۔

تشریح اپنے وجود کی تلاش میں آدمی لہر کی طرح تڑپ رہا ہے لیکن ابھی تک اسے مکمل وجود حاصل نہیں ہو پایا اس کا آدھا وجود یعنی کمر تک عدم ہی میں پڑا ہوا ہے۔ مراد یہ کہ آدمی اپنے مکمل وجود کو پانے کی کوشش میں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوا۔

بیا کہ مثلِ خلیل ایں طلسم در شکنیم
کہ جز تو ہر چہ دریں دیر دیدہ ام صنم است

ترجمہ:۔ (اے عشقِ حقیقی) آ، کہ حضرت خلیلؑ کی طرح اس جادو کو توڑ دیں، کیونکہ تیرے سوا جو کچھ بھی میں نے اس دنیا میں دیکھا ہے وہ بت ہی ہے (اے عشق! صرف تو ہے جو حقیقی معشوق تک پہنچا سکتا ہے۔)

تشریح اے عشقِ حقیقی آ کہ حضرت خلیل اللہ کی طرح اس جادو کو توڑ دیں کیونکہ تیرے سوا اس دنیا میں باقی جو کچھ ہے وہ باطل ہے۔ بے شک عشقِ حقیقی ہی ہے جو کائنات میں مثبت اور فلاحی تبدیلیوں کی رونمائی کا سبب ہے۔ اور اس کا ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کی وحدت، اور معبودیت کا اعلان نامہ ہے جو مسلمان کیلئے طرۂ امتیاز ہے۔

اگر بسینۂ ایں کائنات در نروی
نگاہ را بہ تماشا گذاشتن ستم است

ترجمہ:۔ اگر تو اس کائنات کے سینے تک نہ گیا تو پھر نگاہ سے ظاہری تماشا دیکھنا ظلم ہے۔

تشریح اگر تو اس کائنات کے سینے میں داخل نہیں ہوا تو صرف نگاہ سے اس کائنات کو دیکھنے سے کیا فائدہ یہ تو اپنے ساتھ ظلم کے مترادف ہے کائنات کے ہر راز کو سمجھ کر ہی زندگی کا راز

ہے۔

غلط خرامیٔ ما نیز لذتے دارد خوشم کہ منزلِ ما دور و راہ خم بخم است

ترجمہ:۔ ہماری غلط خرامی (صحیح راستے کو نہ پا سکنا) بھی ایک قسم کی لذت رکھتی ہے۔ میں خوش ہوں کہ ہماری منزل دور اور راہ پیچ در پیچ ہے (یہ اقبال کا فلسفہ فراق ہے، کہ اصل میں آرزو مر جاتی ہے اور فراق میں طلب کی لذت موجود رہتی ہے۔)

تشریح ہمارا صحیح اور سیدھے راستے کو انتخاب نہ کرنے میں بھی ایک طرح کا اپنا مزہ ہے اس لئے کہ اس سے راہ بھی دشوار گزار ہو گی اور منزل کا فاصلہ بھی بڑھ جائے گا اور یوں منزل کی آرزو جوان رہے گی جو مسلسل جدوجہد پر اکساتی رہے گی۔ اقبال کے ہاں منزل کو پالینا آرزو کا ختم ہو جانا ہے۔ واقعی منزل کے حصول کے بعد آرزو کا کیا جواز۔

تغافلے کہ مرا رخصتِ تماشا داد تغافل است و بہ از التفاتِ دمبدم است

ترجمہ:۔ تیرا وہ تغافل کہ جس نے مجھے نظارے کا موقع دیا۔ یہ وہی تغافل ہے جو ہر وقت کے التفات (توجہ) سے بہتر ہے۔

تشریح تیرے تغافل کی وجہ سے مجھ میں تجھے دیکھنے کی طلب اور زیادہ بڑھتی رہی اور میں اس کوشش میں لگا رہا کہ میں کسی نہ کسی طرح تیرا دیدار کر لوں اور تجھے بار بار دیکھنے کی تڑپ شدت اختیار کرتی گئی اسی لئے مجھے تیرا یہ بے حد محبوب ہے کیونکہ یہ میرے لئے اُس توجہ اور التفات سے کہیں بہتر ہے جو میری آرزو کی شدت کو کم ہونے کا اندیشہ ہو۔

مرا اگرچہ بہ بتخانہ پرورش دادند چکید از لبِ من آنچہ در دلِ حرم است!

ترجمہ:۔ میں نے اگرچہ بت خانہ میں پرورش پائی ہے (میں ہندوستان کی غیر اسلامی فضا میں پھلا پھولا ہوں) لیکن میرے لبوں سے جو کچھ نکلا وہی ہے جو حرم کے دل (دین اسلام) میں ہے۔

تشریح اگرچہ میں نے بت خانے میں پرورش پائی ہے یعنی ہندوستان کی سرزمین جہاں غیر اسلامی فضا ہموار تھی اس میں پھولا پھلا ہوں لیکن میرے لبوں سے ہمیشہ وہی نکلا جو دین اسلام کی سربلندی اور فروغ کیلئے تھا۔ یعنی میں نے بتوں میں رہتے ہوئے دین اسلام کیلئے اپنی خدمات پیش کیں۔

(25)

لالۂ صحرایم از طرفِ خیابانم برید در ہوائے دشت و کہسار و بیابانم برید

ترجمہ:۔ میں صحرائی گلِ لالہ ہوں مجھے باغ کی جانب لے جاؤ۔ مجھے جنگل، کہسار اور بیابان کی ہواؤں میں لے جاؤ۔

تشریح میں صحرا کے پھول کی طرح ہوں اور آزادی کا متوالا ہوں مجھے جنگل پہاڑ اور بیابانوں جیسا آزاد ماحول ہی مہیا کیا جائے کہ میں کسی گلشن میں نہیں رہ سکتا۔ کہ مسلمان کی سرشت میں ہی آزادی کا بیج بویا ہوا ہوتا ہے۔

روبہی آموختم از خویش دور افتادہ ام چارہ پردازاں! بآغوشِ نیستانم برید

ترجمہ:۔ میں نے لومڑی کی عادتیں (ریاکاری) سیکھ لیں اور خود (اخلاص) سے بیگانہ ہو گیا۔ اے میرے چارہ گرو! مجھے بانسوں کے جنگل میں لے جاؤ (تاکہ کوئی عاشق مجھے بانسری سمجھ کر مجھ میں نغمۂ عشق پھونک دے اور میں جاوداں ہو جاؤں۔)

تشریح افسوس کہ میں نے لومڑی جیسی ریاکاری سیکھ لی اور اپنے آپ کو اخلاص کی خوبصورتی سے بیگانہ کر لیا۔ یعنی اپنے آپ سے دور ہو چکا ہوں اے میرے چارہ گرو میرا علاج کرنے والو سنو، مجھے بانسوں کے جنگل میں لے جاؤ تاکہ میں کسی کام آ جاؤں۔

درمیانِ سینہ حرفے داشتم، گم کردہ ام گرچہ پیرم پیشِ ملائے دبستانم برید

ترجمہ:۔ میں اپنے سینے میں ایک حرف رکھتا تھا جسے میں گم کر بیٹھا ہوں (میں بھول بیٹھا ہوں کہ عالم ارواح میں کیا کہا تھا: قالوا بلیٰ اے اللہ! بے شک تو ہی ہمارا رب ہے) اگرچہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، لیکن پھر مجھے مدرسے کے ملا (مرشد کامل) کے پاس لے جاؤ (تاکہ میں بھولا ہوا سبق یاد کر لوں۔)

تشریح میرے سینے میں ایک حرف تھا جو روشن تھا۔ افسوس کہ میں اس حرف کو کہیں کھو بیٹھا ہوں وہ حرف جو میرے ہونے کی دلیل تھا۔ یعنی میں اپنے رب کو بھول گیا ہوں اور دنیا کے خداؤں جو میری اپنی ہوس کی پیداوار ہیں اُن کے پیچھے لگ گیا ہوں اور اسی دنیاداری میں میری زندگی ڈھل چکی ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے چارہ گرو مجھے بھولا ہوا سبق یاد کروانے کیلئے کسی مرشد کامل کے پاس لے جاؤ تاکہ میں اس بڑھاپے میں ہی اپنے رب سے کیا ہوا وعدہ پورا کر سکوں۔

ساز خاموشم نوائے دیگرے دارم ہنوز آنکہ بازم پردہ گرداند بپیش آنم برید

ترجمہ:۔ میں ایک خاموش ساز ہوں، اپنے پاس ابھی تک کوئی اور نوا رکھتا ہوں۔ مجھے اس موسیقار کے پاس لے جاؤ جو میرے ساز کے پردوں (سروں) کو پھر سے ان نغموں سے آشنا کرے جو اس سے نکلنے چاہیں۔

تشریح میں وہ ساز ہوں جو خاموش ہو چکا اور میری خاموشی ہی میری آواز ہے میں اس کے سوا اپنے پاس اور کوئی آواز نہیں رکھتا۔ مجھے اُس موسیقار فنکار کے پاس لے جاؤ جو میرے تاروں میں چھپے ہوئے نغموں کو پھر سے باہر نکالے یعنی میرے اندر چھپی صلاحیتوں کو آشکار کرے۔

در شب من آفتاب آں کہن داغے بس است ایں چراغ زیرِ فانوس از شبستانم برید

ترجمہ:۔ میری رات میں (روشنی کے لیے) یہی پرانے داغ والا سورج (میرے عشق کا رستا ہوا زخم) کافی ہے۔ یہ فانوس میں رکھا ہوا (عقل کا) چراغ میرے شبستان سے لے جاؤ۔

تشریح میری رات میں روشنی کیلئے وہی سورج کافی ہے جو روزِ اول سے اپنی روشنی سے فیض یاب کر رہا ہے۔ لہذا میرے شبستان کے فانوس میں رکھا ہوا چراغ جو تمہاری نوازشوں کی علامت ہے مجھے نہیں چاہیے اسے لے جاؤ کہ میں مانگے کی روشنی پر یقین رکھنے والوں میں سے نہیں۔

من کہ رمزِ شہر یاری با غلاماں گفتہ ام بندۂ تقصیر وارم پیشِ سلطانم برید

رجمہ:۔ میں نے غلاموں تک کو شہر یاری (بادشاہی) کے رموز سے آگاہ کر دیا ہے۔ میں گنہگار بندہ ہوں، مجھے سلطان کے پاس لے چلو (میں نے بادشاہی رموز غلاموں کو سکھا کر جرم کیا ہے، مجھے سزا کے لیے سلطان کے پاس لے جاؤ۔)

تشریح میں تو وہ ہوں جو غلاموں تک کو بادشاہی کے رازوں سے آگاہی دیا کرتا ہے۔ اگر میرا یہ عمل مجھے خطاوار بنا رہا ہے تو مجھے حاکم وقت کے پاس لے چلو میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے غلاموں کو بادشاہی کے گر سکھائے ہیں۔ اور اس تفریق کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے جو غلام و آقا کے درمیان ہے کیونکہ میرے دین میں سب برابر ہیں۔

(26)

تخنِ تازہ زدم کس بہ سخن وا نرسید جلوہ خوں گشت و نگاہے بہ تماشا نرسید

ترجمہ:۔ میں نے شاعری میں نئی باتیں کی ہیں ، کوئی میری شاعری کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکا۔
میرے جلوے کا خون بہہ گیا اور ایک نگاہ بھی اس کے نظارے کے لئے نہ پہنچی۔

تشریح افسوس کہ کوئی میری شاعری کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکا اس لئے میں نے اپنی شاعری میں جو باتیں کی ہیں اور جو پیغام دیا ہے۔ لوگ اُسے سمجھ نہیں پا رہے۔ میں نے کس کرب سے خود اپنا لہو بہایا۔ کہ لوگ اس سے اپنی زندگیوں کو شاداب کرنے کی کوشش کریں لیکن افسوس!

سنگ می باش و دریں کارگہ شیشہ گذر وائے سنگے کہ صنم گشت و بہ مینا نرسید!

ترجمہ:۔ پتھر ہو جا اور شیشے کے کارخانہ (دنیا) سے گزر جا۔ افسوس ہے اس پتھر پر جو بت تو بنا (اس آدمی پر افسوس ہے کہ جو ریاکاری اختیار کر کے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنا) لیکن صراحی بننے کے عمل تک نہ پہنچا (شراب عشق کی صراحی بن کر اس نے عاشق حقیقی بن کر لوگوں کی رہنمائی نہ کی)۔

تشریح پتھر بن کر اس دنیا سے گزر جو شیشے سے بنی ہوئی ہے یعنی اس دنیا کو چکنا چور کرتے ہوئے گزر جا اس کی پرواہ نہ کر کہ یہ ہے ہی ٹوٹنے کیلئے اور عارضی۔ افسوس ہے اُس پتھر پر جو بت بن گیا اور لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جاتا رہا، اور اس صراحی کو نہ توڑ سکا یعنی لوگوں سے اپنی پوجا کروانے کی کوشش کرتا رہا ہے بے شک ایسے بت روایات کے شکنجے کو نہیں توڑ سکتے۔

کہنہ را در شکن و باز بہ تعمیر خرام ہر کہ در ورطۂ "لا" ماند بہ "الا" نرسید!

ترجمہ:۔ پرانے جہان کو توڑ ڈال، اور خراماں خراماں دوبارہ تعمیر کے لیے اٹھ۔ جو کوئی لا الہ کے بھنور میں چکر کھاتا رہا وہ الا اللہ تک نہ پہنچا (لا الہ کہہ کر تمام معبودانِ باطلہ کا انکار کرنے والے پر لازم ہے کہ الا اللہ کہہ کر ایک سچے معبود کا اقرار کرلے۔)

تشریح تجھے چاہیے کہ تو پرانی روایات کو چھوڑ کر آہستہ آہستہ نئے رجحانات کو اپنا اور اس کے مطابق نئے سرے سے اپنی تعمیر کر اور صرف لا الہ کے گرداب میں ہی نہ پھنسا رہا کیونکہ جو کوئی اس چکر میں چکر لگاتا رہتا ہے وہ الا اللہ تک نہیں پہنچ پاتا اور یوں وہ اللہ کے ایک سچے معبود ہونے کے اقرار سے محروم رہ جاتا ہے۔

اے خوش آں جوئے تنک مایہ کہ از ذوقِ خودی در دلِ خاک فرو رفت و بدریا نرسید!

ترجمہ:۔ کیا ہی خوش نصیب ہے وہ تھوڑے پانی والی ندی جو کہ ذوقِ خودی کی بنا پر مٹی کے دل میں تو
چلی گئی لیکن دریا تک نہ پہنچی۔

تشریح بہت خوش نصیب ہے وہ تھوڑے پانی والی ندی جس نے اپنی ذات کا تحفظ کیا اور مٹی کے
دل میں جذب ہو گئی لیکن اُس نے دریا تک جانا گوارا نہ کیا کیونکہ اگر وہ دریا تک چلی جاتی
تو ندی ندی نہ رہتی بلکہ دریا کا حصہ بن جاتی اور اپنی ہستی اور حیثیت کو ہمیشہ کیلئے کھو
بیٹھتی۔

از کلیمے سبق آموز کہ دانائے فرنگ جگرِ بحر شگافید و بہ سینا نرسید

ترجمہ:۔ کسی کلیم (اللہ سے کلام کرنے والے) سے سبق سیکھ کیونکہ یورپ کے داناؤں نے سمندر کا جگر
تو چیرا لیکن طورِ سینا تک نہیں پہنچے (اہلِ مغرب نے کائنات کو تو مسخر کر لیا لیکن حقیقی خدا کی
معرفت حاصل نہ کر سکے۔)

تشریح کسی اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے والے سے سبق سیکھ یعنی زندگی کے اصل رازوں کا وجدان
حاصل کر۔ جن یورپی داناؤں اور پادریوں کے پیچھے تو لگا ہوا ہے۔ بے شک اُنہوں نے
بڑے بڑے معرکے مارے سمندر کے جگر کو چیر دیا، کائنات کو اپنے تابع کرنے کی کوشش کی
لیکن وہ کوئی بھی ایسا کام نہیں کر سکے جو فلاح کیلئے جو انسانیت کی معراج کیلئے ہو اسی لئے وہ
اصل کام کی طرف نہیں آ سکے۔ اُن میں طورِ سینا تک رسائی پانے کی صلاحیت ہی موجود نہیں کہ
یہ صلاحیت عشقِ حقیقی کی بدولت ہے۔

عشق انداز تپیدن ز دلِ ما آموخت شررِ ماست کہ برجست بہ پروانہ رسید!

ترجمہ:۔ عشق نے تڑپنے کا انداز ہمارے دل سے سیکھا ہے۔ یہ ہماری ہی چنگاری ہے کہ جو ہم سے نکلی
اور پروانہ تک پہنچی۔

تشریح اس لئے یہ عشق کی چنگاری ہمیں ہی نصیب ہوئی ہے اور عشق نے تڑپنے کا یہ انداز بھی
ہمارے ہی دل سے سیکھا ہے پروانے کو جلنے کے راز سمجھاتی ہے۔ اُس میں جذبہ ایثار پیدا
کرتی ہے۔ اور پھر طورِ سینا تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔

(27)

عاشق آں نیست کہ لب گرمِ فغانے دارد عاشق آن است کہ بر کف دو جہانے دارد

ترجمہ:۔ وہ ہرگز عاشق نہیں ہو سکتا کہ جو فریاد لبوں پر رکھے۔ حقیقی عاشق تو وہ ہے جو اپنی ہتھیلی پر دونوں

جہان (دنیا و آخرت) رکھتا ہے۔

تشریح　عاشق کے لبوں پر فریاد ہے یا اس کے شایانِ شان نہیں بلکہ عاشق ہوتا ہی وہ ہے جو فریاد سے بیگانہ ہوتا ہے کیونکہ وہ بے نیاز ہوتا ہے اور اپنی اسی بے نیازی کے سبب وہ اپنی ہتھیلی پر دونوں جہانوں کو سجائے پھرتا ہے اُس کے سامنے دنیا و آخرت دونوں موجود ہوتے ہیں جو اُسے شانِ بے نیازی عطا کرتے ہیں۔ اور فریاد کا جواز ختم کر دیتے ہیں۔

عاشق آن است کہ تعمیر کند عالم خویش　　در نسازد بہ جہانے کہ کرانے دارد

ترجمہ:۔ حقیقی عاشق تو وہ ہے جو اپنی دنیا خود تعمیر کرتا ہے۔ وہ اس جہان کے ساتھ ساز باز نہیں کر سکتا جو محدود ہو۔

تشریح　حقیقی عاشق وہی ہے جو اپنی دنیا آپ پیدا کرتا ہے جو نہایت وسیع ہوتی ہے، اس دنیا کی طرح نہیں ہوتی جو انتہائی محدود ہو کہ یہ چھوٹی سی دنیا نہ وا سے پسند ہوتی ہے اور نہ ہی اُس کا عشق اسے خاطر میں لاتا ہے۔

دل بیدار ندادند بہ دانائے فرنگ　　ایں قدر ہست کہ چشمِ نگرانے دارد

ترجمہ:۔ مغربی مفکرین کو بیدار دل عطا نہیں کیا گیا۔ صرف اتنا ہے کہ وہ دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں۔

تشریح　یورپ کے مفکرین کو بیدار دل ہی عطا نہیں ہوا اس لئے وہ عشق حقیقی سے بالکل شناسا ہی نہیں، اس کی لذت اس وسعت، اور اس کی ہمیشگی اُن کے احاطہ فکر میں نہیں آتی اس لئے جو نگاہ اُن کو نصیب ہے اُس سے جتنا اور جیسا اُن کو دکھائی دیتا ہے دیکھ لیتے ہیں۔

عشق ناپید و خرد می گزدش صورتِ مار　　گرچہ در کاسۂ زر لعل روانے دارد

ترجمہ:۔ ان (اہلِ مغرب) کا عشق ناپید ہے اور ان کی عقل انہیں سانپ کی طرح ڈس رہی ہے۔ اگرچہ وہ سونے کے پیالے میں لعل کی طرح کی قیمتی شراب رکھتے ہیں۔

تشریح　یہی وجہ ہے کہ اہلِ مغرب میں عشق نامی کوئی شے سرے سے موجود ہی نہیں۔ باقی رہی عقل تو عقل بھی انہیں سانپ کی طرح ڈس رہی ہے یعنی وہ اپنی عقل سے بھی دھوکا کھائے ہوئے ہیں وہ بھی اُن کی دشمن ہے۔ اگرچہ اُن کے پاس بے بہا وسائل موجود ہیں مگر بے سود۔ یعنی اُن کا سونے کے پیالے میں لعل جیسے قیمتی چمکیلی شراب رکھنا بھی سوائے اُن کو نشے میں مست رکھنے کے کچھ نہیں۔

ذرہ من گیر کہ در میکدہ ہا پیدا نیست　　پیر مردے کہ مئے تند و جوانے دارد!

ترجمہ:۔ مجھ سے تلچھٹ لے لو کیونکہ تمہارے میکدوں میں پیدا ہی نہیں ہوا ایسا پیر مرد کہ جس کی شراب تیز اور تازہ ہو۔

تشریح: تمہارے شراب خانوں کی شراب کی تہہ میں بیٹھ جانے والی گار تو موجود ہی نہیں لہذا یہ گار د مجھ سے لے لو اور اس سے فائدہ اُٹھا لو مراد یہ کہ اب کوئی دوسرا ایسا نہیں جو تمہارے لئے فائدہ سوچے اور نہ ہی کسی کے پاس ایسی شراب موجود ہے جس کی تہہ میں اجزاء موجود ہوں جو اُسے تلخ اور تیز کر دیتے ہوں۔

(28)

دریں چمن دلِ مرغاں زماں زماں دگر است ... بشاخِ گل دگر است و بآشیاں دگر است

ترجمہ:۔ اس چمن میں پرندوں کا دل لمحہ بہ لمحہ بدلتا رہتا ہے۔ پھول کی شاخ پر پرندہ کا دل اور ہوتا ہے اور گھونسلے میں اور۔

تشریح: اس چمن میں بسنے والے پرندوں کے دل لمحہ بہ لمحہ بدلتے رہتے ہیں یعنی اُن میں استحکام پیدا نہیں ہو رہا جب وہ کسی پھول کی شاخ پر چہچہا رہے ہوتے ہیں تو ان کے گیت اور طرح کے ہوتے ہیں اور جب وہ اپنے گھونسلے میں ہوتے ہیں تو اُن کا انداز اور طرح کا ہوتا ہے۔ یعنی وہ خود بھی اپنے آپ پر واضح نہیں ہیں کہ اُن کیلئے کیا ٹھیک ہے کیا ٹھیک نہیں یعنی غیر یقینی صورت حال ہے۔

بخود نگر! گلہ ہائے جہاں چہ میگوئی ... اگر نگاہِ تو دیگر شود جہاں دگر است!

ترجمہ:۔ خود کو دیکھ۔ تو کیوں دنیا سے گلے کرتا ہے؟ اگر تیری نگاہ اور ہو جائے گی تو تیرا جہان بھی اور ہو جائے گا۔

تشریح: دنیا سے گلہ کرنے سے کچھ نہیں ہوگا اور نہ ہی کبھی ہوا ہے اپنے آپ کو دیکھ، جانچ اور پرکھ اور اپنی نگاہ میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کر اپنے لئے نیا جہان پیدا کرنے کی تگ و دو کر یقین رکھ اگر تیری نگاہ میں تبدیلی واقع ہوگی تو تیرا جہان بھی اور ہو جائے گا۔ گلہ کر کے اپنی کمزوری کا اظہار نہ کر۔

بہ ہر زمانہ اگر چشمِ تو نکو نگرد ... طریقِ میکدہ و شیوۂ مغاں دگر است

ترجمہ:۔ اگر تیری آنکھ صحیح طور پر مشاہدہ کرے، تو دیکھ کہ شراب خانہ کا طریق اور شراب کشید کرنے والے کا شیوہ مختلف رہا ہے۔

تشریح: اگر تیری آنکھ صحیح انداز میں دیکھنے اور جانچنے کی کوشش کرے تو تُو دیکھ لے گا۔ کہ ہر دور میں

شراب خانے کا طریق کار اور رہا ہے اور شراب بنانے والے کا انداز اور یعنی دونوں ہی مختلف رہے ہیں۔

بہ میرِ قافلہ از من دعا رساں و بگوے — اگرچہ راہ ہمان است کارواں دگر است!

ترجمہ:۔ میرِ کارواں کو میری طرف سے دعا وسلام پہنچا دو اور کہہ دو کہ اگرچہ راستہ وہی ہے لیکن کارواں کوئی اور ہے۔

تشریح میرِ کارواں کو میری طرف سے دعا وسلام کے بعد یہ پیغام دے دو کہ اگرچہ راستہ وہی ہے ۔لیکن یہ کارواں کوئی اور ہے۔ جس نے فرسودہ روایات کو ترک کر دیا ہے۔

(29)

ما از خدائے گم شدہ ایم او بجستجو ست — چوں ما نیاز مند و گرفتارِ آرزو ست

ترجمہ:۔ ہم عالمِ ارواح سے گم ہو چکے ہیں (اللہ کے حضور خاص کو کھو بیٹھے ہیں)، عشقِ حقیقی ہماری جستجو میں ہے۔ وہ ہماری طرح نیاز مند ہے، اور ہمارے لیے آرزو رکھتا ہے۔

تشریح ہم اللہ تعالیٰ کے قرب کو کھو چکے ہیں اور عشقِ حقیقی ہماری تلاش میں ہے کہ اس کے شایانِ شان کوئی بندۂ خدا مل جائے اور اسی کا ئنات کو تخلیق کیا گیا ہے۔

گاہے بہ برگِ لالہ نویسد پیامِ خویش — گاہے درونِ سینۂ مرغاں بہ ہاؤ ہوست

ترجمہ:۔ عشق کبھی تو گلِ لالہ کی پتی پر اپنا پیغام لکھ دیتا ہے اور کبھی پرندوں کے سینوں کے اندر آہ وفریاد برپا کر دیتا ہے (اور یوں ہمیں دعوت دیتا ہے)۔

تشریح چونکہ عشقِ حقیقی ہماری تلاش میں ہے یعنی وہ ہم میں سے کامل انسان کو ڈھونڈ نکالنا چاہتا ہے۔ جس کیلئے وہ ہمیں پیغام دینے کیلئے کبھی لالے کے پھول کی پتی پر اپنا پیغام لکھ دیتا ہے اور کبھی پرندوں کے سینوں میں آہ وفریاد برپا کر دیتا ہے تا کہ ہم پھر سے اپنی کھوئی ہوئی حرمت کو پالیں اور اپنے اللہ کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

در نرگس آرمید کہ بیند جمالِ ما — چنداں کرشمہ داں کہ نگاہش بہ گفتگوست!

ترجمہ:۔ عشق کبھی تو نرگس کی آنکھ میں آ کر آرام سے بیٹھ جاتا ہے کہ ہمارا جمال دیکھے۔ عشق ایسا نازو انداز جاننے والا ہے کہ اس کی نگاہ گفتگو کر رہی ہوتی ہے۔

تشریح عشق کبھی نرگس کے پھول میں آ کر آرام سے بیٹھ جاتا ہے جو خود آنکھ نما ہوتا ہے اور وہاں بیٹھ کر ہمارے حسن کا نظارہ کرتا ہے۔ عشق کا انداز ایسا ہوتا ہے کہ اس کی نظر گفتگو کر رہی

ہوتی ہے۔

آہِ سحر گہے کہ زند در فراقِ ما
بیرون و اندروں، زبر و زیر و چار سوست!

ترجمہ:۔ عشق بوقتِ سحر ہمارے فراق میں وہ جو آہ کھینچتا ہے، وہ (کائنات کے) اندر باہر، تحت وفوق، چاروں طرف سے نکلتی ہے۔

تشریح یہی عشق صبح کے وقت ہماری جدائی میں جو آہ بھرتا ہے وہ آہ پوری کائنات میں اوپر نیچے دائیں بائیں بلکہ چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ اس سے عشق کی بے تابی کا اندازہ ہوتا ہے۔

ہنگامہ بست از پے دیدارِ خاکئے
نظارہ را بہانہ تماشائے رنگ و بوست

ترجمہ:۔ یہ تمام ہنگامہ صرف اور صرف مٹی کے بنے ہوئے انسان کے دیدار کے لیے ہے۔ رنگ و بو کا تماشا صرف اور صرف اس کے نظارے کا ایک بہانہ ہے۔

تشریح یہ سب کچھ بلکہ تمام کا تمام ہنگامہ صرف مٹی کے بنے ہوئے انسان کی تلاش اور اُسے دیکھنے کیلئے برپا ہو رہا ہے۔ باقی رنگ و بو کا تماشا تو صرف نظارے کیلئے ایک بہانہ ہے یعنی یہ دنیا اسی انسان کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ اور عشق حقیقی اسی مٹی کے انسانوں میں سے کامل انسان کی تلاش میں مصروف ہے۔

پنہاں بہ ذرہ ذرہ و ناآشنا ہنوز
پیدا چو ماہتاب و بآغوشِ کاخ و کوست

ترجمہ:۔ اس کی قدرت ذرّے ذرّے میں پوشیدہ ہے اور (مخلوق) اس سے شناسائی نہیں رکھتی (مخلوق اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت سے محروم ہے) اس کی قدرت چاند کی طرح ظاہر ہے اور گلی محلے کی آغوش اس کی قدرت سے لبریز ہے (ہر کوئی اس کی قدرت کا شاہد ہے۔)

تشریح اللہ تعالیٰ کی قدرت اک اک ذرے میں چھپی ہوئی ہے اور اللہ کی مخلوق اس سے واقف نہیں۔ یعنی مخلوق خدا اس کی حقیقی معرفت سے محروم ہے۔ حالانکہ اُس کی قدرت ہر جگہ ہر مقام پر اپنی مکمل رعنائیوں سمیت موجود ہے۔ اور کائنات کی ہر چیز اُس کی قدرت کی گواہی دے رہی ہے۔

در خاکدانِ ما گہرِ زندگی گم است
ایں گوہرے کہ گم شدہ مائیم یا کہ اوست؟

ترجمہ:۔ زندگی کا گوہر ہمارے خاکدان (مٹی سے بنے جسم) میں گم ہو چکا ہے۔ یہ گم شدہ گوہر کیا ہم

ہیں یا کہ وہ ہے؟ (ہمارا دل کس کی تجلیات کا مرکز ہے؟)

تشریح زندگی کا قیمتی موتی ہمارے مٹی کے بنے ہوئے وجود میں گم ہو چکا ہے اور سوال یہ ہے کہ یہ گم شدہ موتی ہم خود ہیں یا وہ یعنی ہم نے اپنے آپ کو کھویا ہے یا اُسے۔

نظم

(30)

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب از جفائے دہ خدایاں کشتِ دہقاناں خراب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ مزدور کی رگوں کے خون سے سرمایہ دار خالص ہیرا بنا (مزید دولت مند ہوتا جا) رہا ہے۔ گاؤں کے بڑوں (زمینداروں) کی جفا سے کسانوں کے کھیت خراب ہو گئے ہیں (کسان اجڑ گئے ہیں اور وڈیرے عیش و عشرت کر رہے ہیں)۔

انقلاب برپا کر دو۔ انقلاب برپا کر دو۔

اے انقلاب آ۔ اے انقلاب آ!

تشریح مزدور کی رگوں سے خون نچوڑنے والا سرمایہ دار اپنے فوائد حاصل کرتا جا رہا ہے۔ اور مزدور بے چارہ دن بدن فاقہ کشی کی دلدل میں پھنستا جا رہا ہے۔

زمینداروں نے کسان کی محنت کا ثمر خود حاصل کر لیا ہے اور عیش و عشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں جبکہ کسان مسلسل محنت کے باوجود روکھی سوکھی روٹی کیلئے بھی ترستا ہے۔

کھیل اب خالی چنگیروں سے کھلونوں کی طرح اے مرے بچے! تیرا حصہ وڈیرے کھا گئے

(یوسف ختانی)

شیخ شہر از رشتۂ تسبیح صد مومن بدام کافرانِ سادہ دل را برہمن زنار تاب

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ سینکڑوں مومن شہر کے شیخ کی تسبیح کے دھاگے کی وجہ سے اس کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ سادہ دل کافروں کیلئے برہمن (ہندوؤں کا پیشوا) خالص زنار بنا ہوا ہے۔

انقلاب برپا کردو۔ انقلاب برپا کردو۔

اے انقلاب آ۔ اے انقلاب آ!

تشریح شہر کا شیخ مفتی اور پارسائی کا دعویٰ کرنے والا تسبیح کی آڑ میں لوگوں کو بے وقوف بنا بنا کر اپنے جال میں پھنسانے میں مصروف ہے اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کئے ہوئے ہے۔ دوسری طرف سادہ دل کافروں کو اُن کے پیشوا نے اپنے زنار میں باندھا ہوا ہے۔ یعنی دونوں اپنی اپنی جگہ لُٹ رہے ہیں اور کوئی پوچھنے والا نہیں۔

اُٹھو اور انقلاب برپا کردو، انقلاب برپا کردو

اے انقلاب آ، اے انقلاب آ

میر و سلطان نرد باز و کعبتین شان دغل جانِ محکوماں ز تن بردند و محکوماں بخواب!

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ: امیر اور سلطان پانسوں کے ساتھ کھیلنے والے ہیں (عوام پر حکمرانی کے لیے مختلف چالیں چلتے رہتے ہیں)، ان کے کھیل کے پانسے دغل ہیں (جن کے اُکے نشان زدہ ہیں تاکہ دوسرے ہار جائیں اور وہ خود جیت جائیں)

انقلاب برپا کردو۔ انقلاب برپا کردو۔

اے انقلاب آ۔ اے انقلاب آ!

تشریح امیر اور سلطان اپنی مکارانہ چالیں چلانے میں مصروف ہیں اور مکروفریب ان کے مہرے ہیں جس کے ذریعے یہ حاکمین محکوموں کے تن سے ان کی جان نکال لیتے ہیں یعنی اُن سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت اور آزادی کی زندگی حاصل کرنے کی قوت تک چھین لیتے ہیں۔ طاقت ور ہونے کے باعث انکی مکارانہ چالیں ہمیشہ کامیاب ہو جاتی ہیں اور یہ جیت جاتے ہیں۔ اور محکوم نسل در نسل محکومی کا طوق پہنے چلے آرہے ہیں۔

انقلاب برپا کردو، اُٹھو انقلاب برپا کردو

اے انقلاب آ، اے انقلاب آ اور حق دار کو اس کا حق دلوا

واعظ اندر مسجد و فرزندِ او در مدرسہ آں بہ پیری کودکے ایں پیر در عہدِ شباب!

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ واعظ تو مسجد میں ہے اور اس کا بیٹا کالج میں۔ وہ بڑھاپے میں بچہ ہے اور یہ عین جوانی کے عالم میں بوڑھا (عالم دین مسجد میں بچوں کی طرح دنیا کے حالات سے بے خبر ہے اور مسلمانوں کی اولاد انگریزی طرز کی تعلیم حاصل کر کے بے دین ہو گئی ہے۔)

انقلاب برپا کر دو۔ انقلاب برپا کر دو۔

اے انقلاب آ۔ اے انقلاب آ!

تشریح واعظ یعنی عالم دین مسجد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے اور دنیا کے حالات اور اپنی اولاد کی تربیت سے بے خبر ہو چکا ہے جبکہ اس کی اولاد انگریزی طرز کی تعلیم حاصل کر کے اپنی شناخت کھو رہی ہے یعنی بے دینی کی طرف جا رہی ہے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ سے ہٹے ہوئے ہیں باپ بڑھاپے میں بچہ بن گیا ہے اور اولاد عین جوانی میں بوڑھی۔ جس نے دین اسلام کی جڑوں کو مضبوط کرنے کی بجائے کمزور کر دیا ہے۔

اٹھو اور انقلاب برپا کر دو

انقلاب برپا کر دو

اے انقلاب آ، اے انقلاب آ۔

اے مسلماناں فغاں از فتنہ ہائے علم و فن ہرمن اندر جہاں ارزان و یزداں دیریاب!

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ اے مسلمانو! عصر حاضر کے علوم و فنون کے فتنوں کے سبب آہ و فغاں کرو۔ شیطانیت تو دنیا میں سستی ہو گئی ہے، اور خدا مشکل سے ملتا ہے۔

انقلاب برپا کر دو۔ انقلاب برپا کر دو۔

اے انقلاب آ۔ اے انقلاب آ!

تشریح اے مسلمانو! اپنے آپ کو بچاؤ موجودہ دور کے علوم و فنون کے فتنوں سے بچو کہ یہ تمہیں تم سے دور کرتے جا رہے ہیں اور شیطانیت عام ہوتی جا رہی ہے لوگ ہمدردی اخوت اور بھائی چارے کو چھوڑ کر بے راہ روی کا شکار ہو رہے ہیں۔ خدا خوفی نایاب ہوتی جا رہی ہے۔

انقلاب برپا کردو، انقلاب برپا کردو
اے انقلاب آ، اے انقلاب

شوخیِ باطل نگر! اندر کمینِ حق نشست
شپر از کوری شبیخونے زند بر آفتاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ باطل کی شوخی کو دیکھ کہ وہ حق کو مٹانے کے لیے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ چمگادڑ کہ اسے دن میں دکھائی نہیں دیتا، گویا سورج پر شب خون مار رہی ہے (جس طرح چمگادڑ سورج کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اس طرح باطل بھی حق پر کبھی غالب نہیں آ سکتا، حق اپنی ایک پہچان رکھتا ہے اور باطل صرف ایک دھوکا ہے۔)

انقلاب برپا کردو۔ انقلاب برپا کردو۔
اے انقلاب آ، اے انقلاب آ!

تشریح: ذرا باطل کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ کہ وہ کس قدر شوخی دکھا رہا ہے اور حق کو مٹانے کی ناکام کوشش کیلئے گھات لگائے بیٹھا ہے۔ یہ اسی طرح ہے کہ جیسے ایک چمگادڑ جسے دن کی روشنی میں کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا وہ اپنی اوقات بھول بیٹھے اور سورج پر شب خون مارنے کی کوشش کرے یعنی باطل حق پر نہ کبھی غالب آیا ہے نہ آئے گا۔ کیونکہ باطل ہی مٹنے والا ہے اور اسے ہی مٹنا ہے اس لئے اے حق و سچ کے متوالو۔ انقلاب برپا کرو، انقلاب برپا کرو، اے انقلاب آ، اے انقلاب آ۔

در کلیسا ابنِ مریم را بدار آویختند!
مصطفیٰؐ از کعبہ ہجرت کردہ با اُمّ الکتاب!

انقلاب!
انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ عیسائیوں نے عیسیٰ ابن مریم کو گرجے میں پھانسی پر چڑھا دیا (عیسائی اپنے دین سے منحرف ہو گئے)۔ مصطفیٰ کریم ﷺ اُمّ الکتاب (قرآن مجید) لے کر کعبہ سے چلے گئے (مسلمان بھی اپنے دین سے بیگانہ ہو گئے۔)

(عیسائیوں کے نظریہ کے مطابق سیدنا عیسیٰ مسیح مصلوب ہوئے اور تیسرے دن دوبارہ زندہ ہو کر خدا کے بیٹے قرار پائے۔ قرآن مجید و احادیث کے مطابق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب نہیں

دی گئی، بلکہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے تھے، وہ خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اللہ کے نبی ورسول ہیں۔ قربِ قیامت کو آسمان سے دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے، امام مہدی اور سیدنا عیسیٰ مل کر باطل قوتوں کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔)

انقلاب برپا کردو۔ انقلاب برپا کردو۔

اے انقلاب آ اے انقلاب آ!

تشریح مسلمان حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اُٹھا رہے، عیسائیوں نے اپنے دین سے منہ موڑ لیا ہے۔ اور گرجا گھروں میں ابنِ مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا ہے۔ دونوں ہی اپنی اقدار اور حوالوں سے فرار حاصل کیے ہوئے ہیں اور اصل حقائق کو تسلیم کرنے سے گریزپا ہیں اب انقلاب ہی انہیں ان کے اصل سے روشناس کروا سکتا ہے۔ لہٰذا اٹھو اور انقلاب برپا کردو، انقلاب برپا کردو آ اے انقلاب آ اے انقلاب آ۔

من درونِ شیشہ ہائے عصرِ حاضر دیدہ ام   آنچناں زہرے کہ از وے مارہا در پیچ و تاب!

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ میں نے عصرِ حاضر کے جام دیکھ لیے ہیں۔ یہ (عصرِ حاضر کا جام) ایسا تیز زہر ہے کہ جس کی وجہ سے سانپ بھی پیچ و تاب میں ہیں۔

انقلاب برپا کردو۔ انقلاب برپا کردو۔

اے انقلاب آ اے انقلاب آ!

تشریح میں نے اس دور کے شیشے کے پیالوں میں وہ زہر دیکھا ہے جس سے سانپ بھی پیچ و تاب میں ہے یعنی سانپ کاٹنے کا علاج تو ہو سکتا ہے لیکن اس زہر کا تریاق ممکن نہیں اس لئے میرا یہ نعرہ ہے۔

انقلاب برپا کردو انقلاب برپا کردو۔

آ اے انقلاب آ آ اے انقلاب آ۔

با ضعیفاں گاہ نیروے پلنگاں می دہند   شعلۂ شاید بروں آید ز فانوسِ حباب!

انقلاب!

انقلاب! اے انقلاب!

ترجمہ:۔ بعض دفعہ کمزوروں کو شیروں کی طاقت اور حوصلہ عطا کر دیا جاتا ہے، شاید پانی کے بلبلے سے شعلہ نمودار ہو جائے۔

انقلاب برپا کر دو۔ انقلاب برپا کر دو۔

اے انقلاب آ اے انقلاب آ!

تشریح دیکھو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمزوروں کو شیروں کا حوصلہ اور طاقت عطا کر دی جاتی ہے اور وہ اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ اپنے آپ کمزور نہ سمجھو اپنی کامیابی کی طرف بڑھو اور اپنے اندر شیر جیسی طاقت اور حوصلہ پیدا کرو کہ تم سب کے انقلاب لانے سے پانی کے بلبلے سے بھی شعلے نمودار ہو سکتے ہیں۔

اُٹھو اور انقلاب برپا کر دو، انقلاب برپا کر دو

اے انقلاب آ، اے انقلاب آ۔

☆☆☆

(31)

گرچہ می دانم کہ روزے بے نقاب آید بروں　　تا نہ پنداری کہ جاں از پیچ و تاب آید بروں

ترجمہ:۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ ایک روز آپ بے نقاب آئیں گے، تو یہ نہ سمجھا جائے کہ یوں میری جان پیچ و تاب سے نجات حاصل کرے گی (جنت میں آپ کا دیدار ہوگا، یہ وعدہ میرے پیچ و تاب کو ختم کرنے کے لیے کافی نہیں، میں تو ابھی دیدار کا متمنی ہوں۔)

تشریح مجھے معلوم ہے کہ ایک نہ ایک روز آپ اپنی تجلی کو عام کریں گے لیکن یہ تسلی بھی میری جان کے پیچ و تاب میں کمی نہیں کرتی کیونکہ میں یہی چاہتا ہوں کہ میں ابھی آپ کا دیدار کروں اگرچہ آپ کا وعدہ سچا ہے لیکن میری آرزو ہے کہ میں آپ کے وعدے تک انتظار نہ کروں۔

ضربتے باید کہ جانِ خفتہ برخیزد ز خاک　　نالہ کے بے زخمہ از تارِ رباب آید بروں

ترجمہ:۔ وہ ضرب (چاہیے) کہ جو سوئی ہوئی جان کو خاک میں بیدار کر دیتی ہے، بغیر مضراب لگائے رباب کے تار سے نالے کیسے برآمد ہوں گے؟

تشریح مجھے ایسی ضرب کی ضرورت ہے خاک میں یعنی انسان میں سوئی ہوئی جان کو جگا دے ظاہر ہے

مضراب کے بغیر رباب کے تار سے نغمے پیدا نہیں کئے جا سکتے۔ لہذا بجانے کیلئے ضرب کی ضرورت ہے تاکہ ہم اپنی بیداری سے سر اٹھا کر جینے کا انداز حاصل کر سکیں۔

تاکِ خویش از گریہ ہائے نیم شب سیراب دار　　کز درونِ او شعاعِ آفتاب آید بروں

ترجمہ:۔ اپنی انگور کی بیل (جسم) کو نیم شب کے گریہ سے سیراب کرتا کہ شراب کی بجائے اس میں سے سورج کی شعاعیں نمودار ہوں۔

تشریح　آدھی رات کو اٹھ اور اپنی تمام ناکامیوں پر آنسو بہا بہا کر اپنے جسم کو سیراب کرنے کی کوشش کر اس لئے نہیں کہ تو اس سے شراب کشید کر سکے اس لئے کہ جب صبح کے سورج کی روشنی تجھ پر پڑے تو اس کی شعاعیں تجھ سے منعکس ہوں اور اس طرح روشنی پھیلے۔

ذرۂ بے مایۂ ترسم کہ ناپیدا شوی　　پختہ تر کن خویش را تا آفتاب آید بروں

ترجمہ:۔ تو کم قیمت ذرہ ہے، مجھے خوف ہے کہ تو فنا ہو جائے گا۔ خود کو پختہ کرتا کہ اس (ذرہ) سے سورج برآمد ہو۔

تشریح　اے ذرے تو ایک کم قیمت یعنی معمولی ذرہ ہے اسی لئے مجھے ڈر ہے کہ کہیں تو فنا نہ ہو جائے اپنی بقا کیلئے خود میں مضبوطی پیدا کرتا کہ تجھ سے سورج برآمد ہو۔

در گذر از خاک و خود را پیکرِ خاکی مگیر　　چاک اگر در سینہ ریزی ماہتاب آید بروں!

ترجمہ:۔ مٹی سے بلند ہو جا اور خود کو پیکرِ خاک نہ سمجھ۔ اگر تو اپنے سینے میں چاک ڈال لے گا تو اس سے چاند برآمد ہو گا (خودی کو پختہ کرنے کے بعد حقیر ذرہ بھی تجھ سے تعلق بنا کر منور ہو جائے گا۔)

تشریح　تو اپنے آپ کو مٹی سے بنا ہوا انسان سمجھ کر حقیر نہ جان اپنی اس سوچ سے نکل اور اپنے سینے میں شگاف ڈالنے کا حوصلہ پیدا کرتا کہ اس شگاف سے چاند برآمد ہو۔

مراد اپنی خودی کو پختہ کرنا ہے اپنی اہمیت کو جاننا ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا ہے۔

گر بروے تو حریمِ خویش را در بستہ اند　　سر بسنگِ آستاں زن لعلِ ناب آید بروں!

ترجمہ:۔ اگر تجھ پر اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا ہے تو پھر اس کے آستانے کی چوکھٹ کے پتھر پر سر مار (عشق میں ثابت قدم رہ، یوں) خالص لعل باہر آ جائے گا۔

تشریح　اگر تجھ پر تیرے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا جائے تو اپنے محبوب حقیقی کی چوکھٹ کے پتھر پر

سرمایہ یعنی اپنے عشق اور حقیقی مقصد میں ثابت قدم رہ، کامیابی یقیناً تیرے قدم چومے گی۔

(32)

زندگی در صدف خویش گہر ساختن است   در دلِ شعلہ فرو رفتن و نگداختن است

ترجمہ:۔ زندگی تو صرف اپنی سیپ میں موتی بنانے کا نام ہے۔ زندگی شعلہ (عشق) کے دل میں اتر جانے اور نہ پگھلنے کا نام ہے۔

تشریح   اگر زندگی کی تعریف کی جائے کہ زندگی کیا ہے تو زندگی اسی کا نام ہے کہ اپنے سیپ میں موتی کو پیدا کیا جائے۔ اسی طرح شعلے کے دل میں داخل ہو کر نہ پگھلنا زندگی ہے۔

عشق ازیں گنبدِ در بستہ بروں تاختن است   شیشۂ ماہ ز طاقِ فلک انداختن است

ترجمہ:۔ عشق اس بند گنبد (آسمان) سے باہر نکلنے کا نام ہے۔ عشق اصل میں آسمان کے طاق سے چاند کے پیالے کو لے کر پھینک دینے کا نام ہے۔

تشریح   عشق آسمان کے گنبد سے باہر نکل آنے اور نکلتے وقت چاند کے شیشے کو بھی آسمان سے اُتار کر ساتھ لے آنے کا نام ہے۔ یعنی عشق تمام پابندیوں سے آزادی کا نام ہے اور ہر ممکن کو ممکن کر دکھانے کا نام ہے۔

سلطنت نقدِ دل و دیں ز کف انداختن است   بہ یکے داو جہاں بردن و جاں باختن است

ترجمہ:۔ سلطنت تو دل اور دین کی نقدی کو ہاتھ سے گنوا دینے کا نام ہے۔ سلطنت ایک ہی داؤ میں جہان کو فتح کر لینے اور جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا نام ہے (جمہوریت دین و دنیا کو گنوا دینے کا نام ہے جبکہ نظامِ خلافت سے یہ دونوں چیزیں محفوظ رہتی ہیں۔)

تشریح   حکومت یعنی دنیا کی طلب تو دل اور دین دونوں کو ہاتھ سے گنوا دینے کا نام ہے۔ کیونکہ سلطنت حاصل ہی تب ہوتی ہے جب یہ دونوں گوہر ہاتھ سے جاتے رہیں۔ افسوس کہ یہ سلطنتوں کے خواہش مند ایک ہی داؤ میں جہان کے بدلے میں اپنی جان گنوا بیٹھتے ہیں۔

حکمت و فلسفہ را ہمتِ مردے باید   تیغِ اندیشہ بروے دو جہاں آختن است

ترجمہ:۔ حکمت اور فلسفہ کیلئے کسی مرد کی ہمت کی ضرورت ہے۔ یہ فکر کی تلوار کو دونوں جہانوں پر کھینچنا ہے۔

تشریح   حکمت اور فلسفہ ہمت والے مردوں کا کام ہے کیونکہ یہی فکر کی تلوار کو دو جہانوں کے خلاف آزما سکتا ہے۔ لہٰذا اے مردِ مومن! اُٹھ اور اپنی ہمت کے بل بوتے پر کائنات کو

بنا تابع کرلے۔

مذہب زندہ دلاں خواب پریشانے نیست   از ہمیں خاک جہانِ دگرے ساختن است

ترجمہ:۔ زندہ دلوں کا مذہب کوئی پریشان خواب نہیں ہے، بلکہ ان کا مذہب اسی مٹی سے ایک اور جہان پیدا کرنا ہے۔

تشریح: زندہ دل لوگ پریشان خوابوں پر یقین نہیں رکھتے کیونکہ وہ حقیقت اور عمل سے وابستگی کو اپنی شان اور زندہ دلی سمجھتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کا مذہب اپنے وجود کی مٹی سے اپنے لئے نئے نئے جہان پیدا کرنا ہوتا ہے اور وہ اپنے مذہب پر پوری ایمان داری سے قائم ہوتے ہیں۔اُن کا یہی استحکام اُن کے دلوں پر مُردنی نہیں چھانے دیتا۔

(34)

بروں زیں گنبدِ در بستہ پیدا کردہ ام راہے   کہ از اندیشہ برتر می پرد آہِ سحر گاہے

ترجمہ:۔ میں نے اس بند دروازے والے گنبد (آسمان) میں ایک راستہ پیدا کرلیا ہے، کیونکہ میری صبح صادق کی آہ میرے خیال سے بھی زیادہ پرواز رکھتی ہے۔

تشریح: میں نے آسمان میں جو ایک بند دروازے والا گنبد ہے ایک راستہ پیدا کرلیا ہے۔کیونکہ میری صبح صادق کی آہ کی پرواز میرے خیال سے بھی کہیں زیادہ ہے اس لئے اس کی پرواز آسمان کے نیچے تک محدود نہیں رہ سکتی اسے آسمان سے اُس پار تک اڑنا ہے لہذا میں نے اس کیلئے اس کے اڑنے کی فضا کو اور وسیع کردیا ہے۔

تو اے شاہیں نشیمن در چمن کردی ازاں ترسم   ہوائے او بیالِ تو دہد پروازِ کوتاہے!

ترجمہ:۔(اے مسلمان!) تو تو شاہین ہے، لیکن تو نے (عام پرندوں کی طرح) باغ میں اپنا گھونسلا بنا لیا ہے۔اس لئے میں خوف زدہ ہوں کہ چمن کی ہوا تیرے پروں کو کوتاہ پروازی (کمی والی، کم بلندی پر اڑنے والی پرواز) عطا کردے گی (باغ میں رہنے کی وجہ سے تو آرام طلب بن جائے گا۔)

تشریح: اے مسلمان! تو شاہین ہے اور کبھی شاہین نے بھی باغوں میں گھونسلہ بنایا ہے باغوں میں گھونسلے بنانے والا کام عام پرندے کرتے ہیں تیرے اس عمل سے میں ڈر گیا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چمن کی ہوا تیرے بلند پرواز کرنے والے پروں کو نیچی پرواز کرنے کی عادت نہ ڈال دے اس لئے اپنے آپ کو سنبھال اور اپنی شان کو برقرار رکھ۔

غبارے گشتۂ؟ آسودہ نتواں زیستن اینجا — بہ باد صبحدم در پیچ و منشیں بر سر راہے

ترجمہ:۔ کیا تو غبار بن چکا ہے؟ اس جہاں میں آسودہ خاطر نہیں رہا جا سکتا۔ بادِ صبا میں پیچ و تاب کھا اور راستے میں نہ بیٹھ (جدوجہد کرتا کہ تو خاک سے سونا بن سکے۔)

تشریح: اے مسلمان! بتا کیا تو غبار بن چکا ہے جو راستے میں بیٹھ جاتا ہے اور اپنا سفر جاری رکھنے سے کتراتا ہے کیونکہ مشقت اور جہد مسلسل اُس کی فطرت میں نہیں۔ دیکھ اس جہان میں سکون اور آرام طلب کیلئے کوئی جگہ نہیں۔ اُٹھ اور ہوا کے ساتھ اپنے پیچ و تاب کو اور مزید شدت عطا کر اور اپنی اس مسلسل جدوجہد سے اپنے آپ کو سونا بنا لے یعنی اپنی قدر و قیمت بڑھا۔

ز جوئے کہکشاں بگذر، ز نیلی آسماں بگذر — ز منزل دل بمیرد گرچہ باشد منزل ماہے

ترجمہ:۔ تو کہکشاں کی ندی سے بے نیاز ہو جا، آسمان کے نیلے سمندر سے بے نیاز ہو جا (منزلوں سے بے نیاز ہو کر مسلسل سفر جاری رکھ) کیونکہ منزل پر قیام سے دل مر جاتا ہے، چاہے وہ چاند کی منزل کیوں نہ ہو۔

تشریح: ستاروں کی ندی کہکشاں سے بے نیاز ہو جا اس کی پرواہ نہ کر اور نہ ہی آسمان کے نیلے سمندر کو خاطر میں لا بس اپنا سفر جاری رکھ تیری کوئی منزل نہیں جہاں تو قیام کر سکے کیونکہ قیام موت ہے اور سفر زندگی۔ چاہے تو اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے کہ اُس سے آگے بھی لاتعداد مقامات ہیں جو تیری جستجو کے منتظر ہیں۔

اگر زاں برقِ بے پروا درونِ او تہی گردد — بچشمم کوہ سینا می نیرزد با پرِ کاہے

ترجمہ:۔ اگر اس بے نیاز بجلی سے کوہ طور کا اندر خالی ہو جائے تو میری آنکھ میں کوہ سینا ایک تنکے کے برابر قیمت نہیں رکھتا (نرم و نازک قلب مومن اللہ کی تجلی کو برداشت کر سکتا ہے لیکن بلند و بالا پہاڑ اسے برداشت نہ کر سکا۔)

تشریح: اگر اُس بے نیاز بجلی یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی سے کوہ طور کا سینہ خالی ہو جائے تو میری نگاہ میں کوہ سینا کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ بلکہ ایک معمولی تنکے کی حیثیت بھی اُس سے کہیں زیادہ ہے۔ بے شک اُس کا وقار اور بلندی تجلی کی برکتوں سے ہے۔

چساں آدابِ محفل را نگہ دارند و می سوزند — بپرس از ما شہیدانِ نگاہِ بر سر راہے

ترجمہ:۔ کس طرح محفل کے آداب کو نگاہ میں رکھتے ہیں اور کس طرح جلتے ہیں۔ ہم راہ چلتے نگاہ کے

شہیدوں سے اس بارے میں کچھ مت پوچھ۔!

تشریح ہمیں کیا معلوم کہ کس طرح محفل کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہیں اور کس طرح چلتے ہیں۔ ہم تو خود راہ چلتے ہوؤں کی نگاہوں کے شہید ہیں۔ یعنی ہم محبوب کے سامنے محفل کے آداب بھول جاتے ہیں اور ہمیں اپنا ہوش تک باقی نہیں رہتا۔

پس از من شعر من خوانند و دریابند و میگویند جہانے را دگرگوں کرد یک مردِ خود آگاہے!

ترجمہ:۔ میرے بعد لوگ میرے اشعار، ان میں سمونے والے معانی کے دریا کو سمجھیں گے اور پھر کہیں گے: ایک خود آگاہ مرد نے ایک جہان کو تہ و بالا کر دیا ہے (اقبال نے اپنی شاعری سے عظیم انقلاب برپا کر دیا۔)

تشریح افسوس کہ میرے بعد لوگ میرے اشعار اور ان کے معانی کو سمجھیں گے اور کہیں گے کہ ایک انقلابی شاعر اور اپنی صلاحیتوں سے آشنا مردِ مجاہد نے عظیم انقلاب برپا کر دیا اور اپنی شاعری سے ایک جہان کو تہ و بالا کر دیا۔

عام طور پر ایسا ہی دیکھا گیا ہے کہ عظیم شعراً کی عظمتوں کو اُن کی زندگی میں تسلیم نہیں کیا گیا لیکن اُن کے بعد اُن کے کلام نے لوگوں میں اپنا آپ منوایا اور اپنے خالق کو امر کر دیا۔

(35)

گنہگار غیورم مزد بے خدمت نمی گیرم ازاں داغم کہ بر تقدیر او را بستند تقصیرم

ترجمہ:۔ میں غیرت مند گناہگار ہوں کہ بغیر محنت کے مزدوری نہیں لیتا (بغیر اطاعت و عبادت کیے خود کو جنت کا حقدار نہیں سمجھتا) میرا سینہ اس بات سے داغ داغ ہو چکا ہے کہ اس کی تقدیر سے میری تقصیر وابستہ کر دی گئی ہے (گناہ انسان کرتا ہے اور اس کا قصوروار شیطان کو ٹھہراتا ہے، پھر خود کو جنت کا حق دار ٹھہراتا ہے۔)

تشریح میں ایک غیرت مند گناہ گار ہوں اس لئے کہ میں بغیر محنت کے مزدوری نہیں لیتا۔ یعنی مجھے مفت کی جنت قبول نہیں۔ مگر ایک افسوس ضرور ہے اور میرا سینہ اس بات سے زخم زخم ہے کہ میرے گناہ کو ابلیس کی تقدیر سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ یعنی گناہ میں کرتا ہوں اور قصوروار شیطان! لہذا مجھے جنت تبھی عطا کی جائے جب میں خود کو اس کا حقدار ثابت کر دوں۔

زفیض عشق و مستی بردہ ام اندیشہ را آنجا کہ از دنبالہ چشم مہر عالمتاب می گیرم

ترجمہ:۔ عشق و مستی کے فیض سے میں عقل کو اس جگہ تک لے گیا ہوں کہ میں جہان کو روشن کرنے والے سورج کے پیچھے جا کر اس کی روشن آنکھ کو بند کر دیتا ہوں (عشق حقیقی انسان کو ایسی روشنی عطا کر دیتا ہے کہ سورج کی روشنی بھی اس کے آگے ماند پڑ جاتی ہے۔)

تشریح　عشق و مستی کی بدولت میں نے اپنی فکر کو اس بلند مقام تک پہنچا دیا ہے کہ اس کی روشنی کے سامنے دنیا کو روشن کرنے والے سورج کی روشنی بھی ہیچ ہے یعنی عشق و مستی کا احساس کائنات کو اپنی گرفت میں لے سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب اور عرش تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔

من از صبح نخستیں نقشبندِ موج و گردابم　　چو بحر آسودہ میگردد ز طوفاں چارہ برگیرم

ترجمہ:۔ میں پہلی صبح سے موج اور بھنور کے نقوش بنا رہا ہوں۔ جب بھی سمندر (حیاتِ انسانی) میں سکون ہوتا ہے تو میں طوفان (عشق) سے اس کا چارہ (بندوبست) کر لیتا ہوں۔

تشریح　میں صبح کی پہلی کرن سے یعنی روز ازل سے ہی سمندر کی موج اور اس کے بھنور کے نقش بنا رہا ہوں اور سمندر میں ہلچل پیدا کر کے لہروں اور بھنور کی بے تابی کو بڑھاتا رہتا ہوں۔ جس وقت سمندر پر سکون ہوتا ہے تو میں طوفانوں سے یہی کام لے لیتا ہوں اور سمندر کو مسلسل گرم جوشی کے حوالے کر دیتا ہوں یعنی اصل زندگی اضطراب و اضطرار میں ہے سکون موت کا دوسرا روپ ہے۔

جہاں را پیش ازیں صد بار آتش زیرِ پا کردم　　سکون و عافیت را پاک می سوزد بم و زیرم

ترجمہ:۔ اس سے پہلے میں نے جہان کو سینکڑوں بار اندر ہی اندر سے جلا دیا۔ میرے عشق کا اتار چڑھاؤ سکون و عافیت کو یکسر جلا دیتا ہے۔

تشریح　اس سے پہلے بھی میں نے جہان کو کئی مرتبہ اندر ہی سے جلا دیا ہے۔ میرے عشق کا اُتار چڑھاؤ سکون و عافیت کو برداشت نہیں کرتا اس لئے کہ شعلے انہیں بھی مکمل طور پر جلا دیتے ہیں اور یوں عشق اپنی زندگی کو مزید توانا اور سوز و ساز سے سنوارے رکھتا ہے۔

زاں پیشِ بتاں رقصیدم و زنّار بربستم　　کہ شیخ شہر مرد با خدا گردد ز تکفیرم!

ترجمہ:۔ میں نے بتوں کے سامنے اس لئے رقص کیا اور اس لئے زنار پہنا (بناوٹی صوفیاء اور متکبر علماء کی خبر لی اور اسلام کی طرف منسوب ہونے والی بدعات کی وضاحت کی) کہ میرے اس گناہ سے شیخ شہر خدا والا بن جائے (شیخ شہر مجھے ٹوکے اور یوں خود بھی شرک کی مخالف

صورتوں سے آگاہ ہو کر ان سے بچے۔)

تشریح میں نے اس لئے زنار پہن کر بتوں کے سامنے رقص کیا تاکہ شہر کا مفتی جس میں ایک درویش اور اللہ کا بندہ ہونے والا کوئی وصف دکھائی نہیں دیتا وہ کسی نہ کسی طرح مجھے میرے اس عمل سے روکے اور مجھ پر کفر کا فتویٰ لگا کر صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ بن جائے۔

زمانے رم کنند از من زمانے با من آمیزند — دریں صحرا نمی دانند صیادم کہ نخچیرم

ترجمہ:۔ کسی وقت لوگ مجھ سے دور بھاگتے ہیں اور کسی وقت مجھ سے میل جول رکھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے اس صحرا میں، میں شکار ہوں کہ شکاری ہوں (لوگ ابھی تک فیصلہ نہیں کر سکے کہ میں ان کا خیر خواہ ہوں یا بدخواہ۔)

تشریح ابھی تک لوگ مجھے سمجھ نہیں پائے ہیں اس لئے کسی وقت وہ مجھ سے میل جول بڑھا لیتے ہیں اور کسی وقت مجھ سے دور بھاگنا شروع کر دیتے ہیں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ اس صحرا میں میں شکار ہوں یا شکاری یعنی ہندوستان کی صورت حال کی عکاسی کی گئی ہے کہ ہندوستانی ایک وقت میں یہ سمجھنے سے بھی قاصر تھے کہ کون انکا خیر خواہ ہے اور کون بدخواہ۔

دلِ بے سوز کم گیرد نصیب از صحبتِ مردے — مسِ تابیدۂ آور کہ گیرد در تو اکسیرم

ترجمہ:۔ سوز سے محروم دل والا اللہ والوں کی صحبت سے بے نصیب رہتا ہے۔ چمک دار پیتل لا کہ اس میں میری اکسیر عمل و اثر کرے (اور یوں وہ سونا بن جائے۔)

تشریح جس کے دل میں سوز نہ ہو وہ اللہ والوں کی صحبت سے محروم رہتا ہے اور ان سے کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔ اسلئے تپتے ہوئے تانبے کو میرے پاس لاتا کہ اکسیر اس پر اثر کرے اور وہ سونا بن جائے یعنی جب تک دل ہی بدلنا نہ چاہے تو تبدیلی ممکن نہیں۔

(36)

جہاں کور است و از آئینۂ دل غافل افتاد است — ولے چشمے کہ بینا شد نگاہش بر دل افتاد است

ترجمہ:۔ جہان کور چشم (اندھا) ہے اور دل کے آئینے سے غافل ہے، لیکن جو آنکھ کہ بینا (دیکھنے والی) بن گئی اس کی نگاہ سیدھی دل پر جا پڑی ہے (اس نے سب سے پہلے دل کی حقیقت کو جاننے کی کوشش کی۔)

تشریح جہان اندھا ہے اور اندھا ہونے کی وجہ سے دل کے آئینے میں کیا ہے اسے دکھائی نہیں دیتا لیکن جو آنکھ دیکھنے والی ہے اس کی نگاہ سیدھی دل پر جا پڑتی ہے اور یہ دل کے آئینے میں

جو کچھ ہوتا ہے اُسے دیکھ سکتی ہے۔ (جہان کا اندھاپن اس کی اپنی غفلت کی بنا پر ہے)

شب تاریک و راہِ پیچ پیچ و بے یقین راہی دلیلِ کارواں را مشکل اندر مشکل افتاد است!

ترجمہ:۔ رات سخت تاریک ہے (بے عملی بڑھ چکی ہے) اور راستہ بل دار ہے اور راستہ چلنے والا بے یقین ہے، قافلہ کے امیر (مصلحین و مبلغین) کے لیے یوں ایک کے بعد دوسری مشکل پیش آ رہی ہے۔

تشریح رات بہت گہری ہے اور راستہ کٹھن بھی اور بل دار بھی ہے۔ اس پر افسوس اس بات کا ہے کہ راستہ چلنے والا بے یقین ہے لہٰذا راستہ دکھانے والے کیلئے سخت مشکل ہے۔

رقیب خام سودا است و عاشق مست و قاصد مست کہ حرفِ دلبراں را اے چندیں محمل افتاد است

ترجمہ:۔ خام سودا (ناقص عشق) والا رقیب مست ہے، عاشق مست ہے، قاصد مست ہے، کیونکہ محبوبوں کے حروف والی اونٹنی اپنے اوپر کئی کجاوے رکھتی ہے (دلبری باتیں کئی پہلو رکھتی ہیں، جن کو رقیب اپنے موافق، عاشق اپنے موافق اور قاصد اپنے موافق سمجھتا ہے اور اس طرح محبوب کی اس نظرِ عنایت کی شراب میں ہر کوئی مست رہتا ہے۔)

تشریح دلبری بات میں اتنے اشارے ہیں کہ ہر کوئی اپنے اپنے ظرف کے مطابق اور اپنی طرف داری کا مطلب نکال رہا ہے لہٰذا عاشق اپنی جگہ خوش ہے کہ محبوب کے اشارے میری آسودگی اور سکونِ دل کیلئے ہیں، رقیب اپنی جگہ مطمئن ہے کہ یہ اشارے میرے لئے ہیں اور قاصد اپنی جگہ خوش فہمی کا شکار ہو رہا ہے۔

یقینِ مومنے دارد گمانِ کافرے دارد چہ تدبیر اے مسلماناں کہ کارم با دل افتاد است

ترجمہ:۔ میرا دل کبھی تو مومن کا سا یقین رکھتا ہے اور کبھی کافر کی سی بے یقینی رکھتا ہے (میں خوف و امید کی حالت میں ہوں) اے مسلمانو! میں کیا تدبیر کروں کیونکہ میرے کام کی ڈوری دل سے وابستہ ہے۔

تشریح میرا دل بھی عجیب ہے کسی وقت مومن کی طرح پختہ یقین رکھتا ہے اور کبھی کافر کی طرح بے یقینی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس کشمکش میں کوئی فیصلہ اور نہ ہی کوئی تدبیر کارگر ہوتی ہے۔

اے میرے ساتھی مسلمانو یہ تو بتاؤ کہ میں کیا کروں کہ میرا واسطہ دل سے پڑا ہوا ہے۔ اور میں یقین و گمان کے درمیان پھنسا ہوا ہے۔

مجے باشد کہ کارِ ناخدائی می کند طوفاں کہ از طغیانِ موجے کشتیم بر ساحل افتاد است

ترجمہ:۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ طوفان بھی ملاح (کشتی کو ساحل تک پہنچانے) کا کام کر دیتا ہے، کیونکہ موجوں کی طغیانی نے میری کشتی کو ساحل پر پھینک دیا ہے۔

تشریح: کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ طوفان بھی ملاح کا کام کر دیتا ہے۔ یعنی طوفان کی موجوں ہی میری کشتی کو کنارے پر پھینک دیا ہے اور یوں ناخدا کے نہ ہوتے ہوئے بھی میری کشتی کنارے لگ گئی۔

نمیدانم کہ داد ایں چشم بینا موج دریا را　　گہر در سینۂ دریا، خزف بر ساحل افتاد است

ترجمہ:۔ میں نہیں جانتا کہ یہ چشم بینا کس نے دریا کی موج کو عطا کی ہے کہ وہ موتیوں کو دریا کے سینے میں ہی محفوظ رکھتی ہے اور ٹھیکریوں کو کنارے پر پھینک دیتی ہے۔

تشریح: کیا خبر کہ یہ دیکھنے والی آنکھ دریا کو کس نے عطا کی ہے کہ وہ موتیوں کو تو دریا کے سینے میں سنبھال رکھتی ہے اور ٹھیکروں کو کنارے پر پھینک دیتی ہے یعنی قدرت ہر حوالے سے انسان کو درس دیتی ہے اب انسان پر ہے کہ وہ کس حوالے سے کس قدر سیکھتا ہے۔

نصیبے نیست از سوز درونم مرز و بوم را　　زدم اکسیر را بر خاک صحرا باطل افتاد است

ترجمہ:۔ میرے اندر جو سوز ہے اس سے میری کھیتی (میرے مخاطبین) نے کچھ حصہ نہیں پایا۔ میں نے صحرا کی مٹی (ہندوستان) میں اکسیر کا عمل کیا (پیتل کو سونا بنانے کا عمل اجوش عمل کو بڑھانے والی شاعری سے نوازا) جو بے کار گیا۔

تشریح: میرے اندر جو سوز ہے میں نے اُسے لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے لیکن افسوس کہ لوگوں نے اُس سے استفادہ نہیں کیا یعنی میں جو کچھ لوگوں کیلئے کرنا چاہتا ہوں لوگ اُسے قبول نہیں کر رہے۔ میں نے صحرا کی مٹی کو سونا بنانے کی کوشش کی لیکن میری ساری محنت بے کار گئی۔ کیونکہ ہندوستان کے لوگ غلط راستے پر چل نکلے ہیں۔

اگر در دل جہانے تازہ داری بروں آور　　کہ افرنگ از جراحت ہائے پنہاں بسمل افتاد است

ترجمہ:۔ اگر تو دل میں کوئی نیا جہان رکھتا ہے تو اسے باہر لا، کیونکہ اہل مغرب ان زخموں کا علاج کرتے کرتے خود زخمی پڑے ہیں (اہل مغرب نے اپنے علوم وفنون اور نظریات وانکا وروشن خیالی سے خود اپنا اور ساری دنیا کا معاشرہ برباد کیا ہے۔ ساری دنیا کسی ایسے نظا کی تلاش میں ہے جو ان کو جانور سے انسان بنا سکے، وہ نظام خلافت اے مسلمان! صرف

تیرے ہی پاس ہے۔ اٹھ! پہلے اس نظام کو خود پر نافذ کر اور پھر اسے اس کی مختصر ساری دنیا کو عطا کر۔)

تشریح اہلِ مغرب نے اپنے علوم و فنون میں بھی ریاکاری کی آمیزش کر کے اُسے سخت نقصان پہنچایا ہے اور یوں اپنی اور اپنے پیروکاروں کی زندگیوں کو ظاہری رنگ و روغن سے سجا بنا کر پیش کیا ہے یعنی سادہ لوح لوگوں کو دھوکا دے کر اپنے جال میں پھنسایا جا رہا ہے اور معاشرتی طور پر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اے مسلمان! اُٹھ کہ اس کائنات کو سنوارنے کا فن صرف اور صرف تیرے پاس اپنے اندر سے نئے جہان پیدا کر اور ساری دنیا میں پھیل جا۔ اہلِ مغرب سے علاج کی توقع نہ رکھ کہ وہ خود بیمار قوم ہیں۔

(37)

بخود گم شو نگہدار آبروے عشق بازی را نہ یابی در جہاں یارے کہ داند دلنوازی را

ترجمہ:۔ تو جہان میں کوئی ایسا رفیق نہیں پائے گا جو تیرے دل کو نوازنا جانتا ہو، پس تو خود میں گم ہو جا اور عشق بازی کی آبرو کی حفاظت کر۔

تشریح دیکھ! تجھے دنیا میں کوئی ایسا دوست نہیں ملے گا جو دل نوازی سے آشنا ہو اور دوستی کے معیار پر پورا اُترنے والا ہو۔ میری مان اور اپنے آپ میں گم ہو جا اور اپنے عشق کی آبرو کی حفاظت کا فریضہ انجام دے۔ یعنی تو اللہ کے عشق میں کھو جا جو سب سے بہترین دوست ہے۔

زما پوشیدہ دارد شیوہ ہاے کار سازی را من از کار آفریں داغم کہ با ایں ذوقِ پیدائی

ترجمہ:۔ میں تمام کاموں کے خالق سے داغ رکھتا ہوں کہ وہ تخلیق کی اس منشاء کے باوجود ہم سے اپنی کارسازی کے طور طریقوں کو پوشیدہ رکھتا ہے۔

تشریح مجھے خالقِ کائنات سے گلہ ہے کہ اُسے اپنی ذات کے اظہار کا تو بہت شوق ہے لیکن اس نے مجھ سے اپنی کارسازی اور ہنرمندی کے طور طریقوں کو چھپائے رکھا ہے۔ اگر یہ طور طریقے بھی ظاہر ہو جاتے تو میں خالقِ کائنات کے جمال اور حسنِ حقیقی کو بھی دیکھ سکتا۔ بہ الفاظ دیگر اظہارِ ذات کا شوق بھی ہے اور خود کو میری نگاہ سے چھپایا ہوا بھی ہے۔ اور کہہ رہے ہیں کہ تلاش کر۔

کہ میرِ غزنوی افزوں کند دردِ ایازی را کے ایں معنیِ نازک نماند جز ایاز اینجا

ترجمہ:۔ یہاں اس نازک معنی کو بجز ایاز کے کوئی نہیں جانتا کہ غزنوی کی مہربانی ایاز کے درد کو اور بڑھا دیتی ہے۔

تشریح ایاز کے علاوہ کوئی دوسرا اس باریک اور نازک نکتے کو نہیں سمجھ سکتا۔ کہ غزنوی یعنی حاکم کی مہربانیاں ایاز کے غلامی کے درد کو اور زیادہ بڑھا دیتی ہیں یعنی وہ غزنوی کی مہربانیوں کی وجہ سے اپنی غلامی کو اور زیادہ عجز و انکسار اور وفا کے ساتھ نبھانے کی کوشش کرتا ہے۔

من آں علم و فراست با پر کاہے نمی گیرم   کہ از تیغ و سپر بیگانہ سازد مرد غازی را!!

ترجمہ:۔ میں اس علم و فراست کو گھاس کے ایک تنکے کے بدلے میں بھی نہیں خریدتا، وہ علم جو مردِ غازی کو اس کی تلوار اور ڈھال سے بیگانہ کر دیتا ہے (میں جدید علوم سے بیزار ہوں، جو کہ سراپا فضولیات ہیں۔)

تشریح میرے نزدیک اُس علم و فراست کی قدر و قیمت گھاس کے ایک تنکے کے برابر بھی نہیں جو ایک غازی مرد کو اپنی تلوار اور ڈھال سے بیگانہ کر دے۔ یعنی وہ علم کسی کام کا نہیں جو سستی، کاہلی اور آرام طلبی پیدا کر دے، مراد جدید علوم جو دن بہ دن انسان کو محنت سے جی چرانے کی طرف راغب کر رہے ہیں۔

بہر نرخے کہ ایں کالا بگیری سود مند افتد   بزورِ بازوئے حیدرؓ بدہ ادراک رازی را

ترجمہ:۔ جس قیمت پر بھی تو یہ (جذبہ جہاد کا) سودا خریدتا ہے تیرے لئے سراسر سود مند ہے، فخرالدین رازی کے علم و ادراک کو سیدنا علی حیدر کرارؓ کے بازوؤں کے زور کے بدلے فروخت کر دے (جدید علوم کو ترک کر کے جذبہ جہاد کو پروان چڑھا)۔

تشریح جہاد کا جذبہ تجھے جس قیمت پر بھی ملے خرید لے کہ یہ سودا ہر حال میں تیرے فائدہ مند ثابت ہوگا۔ اٹھ کر موجودہ علم و ادراک کے بدلے میں حضرت علیؓ کے بازوؤں کی طاقت کو خرید لے یعنی جدید علوم کی بجائے طاقت، شجاعت، اور جہاد کے جذبے کو اپنا اور عشقِ حقیقی کی منزلیں طے کرتا جا۔

اگر یک قطرہ خون داری اگر مشتِ پرے داری   بیا من با تو آموزم طریقِ شاہبازی را

ترجمہ:۔ اگر تو خون کا ایک قطرہ رکھتا ہے اور اگر تو پروں کی ایک مٹھی رکھتا ہے تو میرے پاس آ کہ میں تمہیں شاہبازی (شاہین بننے اور دنیا پر حکومت کرنے) کا طریقہ سکھا دوں۔

تشریح اگر تیرے وجود میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی ہے اور تجھے اڑنے یعنی معرکے مارنے اور

بلندیاں حاصل کرنے کا شوق بھی ہے تو آ میں تجھے شاہین کی طرح بلندیوں پر اڑنے کا طور طریقہ اور ڈھنگ سکھاتا ہوں۔

اگر ایں کار را کارِ نفس دانی چہ نادانی! دمِ شمشیر اندر سینہ باید نے نوازی را!

ترجمہ:۔ اگر تو اس کام (بانسری بجانے / عظیم مقصد کے حصول) کو سانس (سرفروشی کی آرزو) کا کام سمجھتا ہے تو یہ تیری کیسی نادانی ہے۔ بنسری بجانے (عظیم مقصد کے حصول) کے لئے تلوار کے دم (سر پر کفن باندھنے) کی ضرورت ہے۔

تشریح عظیم مقصد کا حصول کبھی آسان کام نہیں رہا اور نہ ہی اسے آسان سمجھنا چاہیے اس لئے تلوار کی سی تیزی کاٹ کی ضرورت ہے۔ یعنی بانسری بجانا صرف پھونک ہی کا کمال نہیں اس کیلئے تیرے سینے میں تلوار جیسا تیز دم بھی ہونا ضروری ہے۔

(38)

علمے کہ تو آموزی مشتاقِ نگاہے نیست واماندۂ راہے ہست، آوارۂ راہے نیست

ترجمہ:۔ وہ علم جو تو سکھا رہا ہے وہ نگاہ کا مشتاق نہیں ہے۔ وہ راستہ میں تھک کر بیٹھ جانے والا تو ہے، راستہ طے کرنے والا نہیں ہے۔

تشریح تیرا اس سیکھا ہوا علم محبت کی نگاہ کا مشتاق نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ راستے میں تھک کر بیٹھ جانے والا ہے۔ گرم سفر رہنے والا نہیں۔ لہٰذا تیرا یہ سیکھا ہوا علم کسی کام کا نہیں

آدم کہ ضمیرِ او نقشِ دو جہاں ریزد بالذتِ آہے ہست، بے لذتِ آہے نیست!

ترجمہ:۔ وہ آدمی جس کا ضمیر دو جہان کا نقش کھینچتا ہے، دو جہانوں کا نقش کھینچنے کا عمل آہ کی لذت (عشق) کی بدولت ہے، آہ کی لذت کے بغیر نہیں۔

تشریح آدم جس کا ضمیر دونوں جہانوں کو سجانے سنوارنے والا ہے اس کا اپنا وجود عشق کی لذت سے قائم ہے لہٰذا عشق کی لذت کے بغیر یہ کچھ بھی نہیں۔ یعنی انسان کائنات میں جو کچھ کر رہا ہے کسی نہ کسی آرزو کے تحت کر رہا ہے۔ اور آرزو عشق ہی کی ایک لہر ہے۔

ہر چند کہ عشقِ او آوارۂ راہے کرد داغے کہ جگر سوزد در سینۂ ما ہے نیست

ترجمہ:۔ ہر چند کہ اس (محبوبِ حقیقی) کے عشق نے اسے راہ میں آوارہ کر رکھا ہے (وہ محبوبِ حقیقی کی معرفت کے حصول کے لیے سرگرداں ہے) وہ داغ جو جگر کو جلا کر رکھ دے، (صرف اس

عاشق کے پاس ہے) چاند کے سینے میں نہیں ہے۔

تشریح اگرچہ حقیقی محبوب کے عشق میں چاند آوارہ پھرتا ہے لیکن اس کے سینے میں وہ داغ موجود نہیں جو جگر کو جلا دینے کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ داغ ایک عاشق حقیقی ہی کو نصیب ہوتا ہے۔

من چشم نہ بردارم از روے نگارینش آں مستِ تغافل را توفیق نگاہے نیست!

ترجمہ:۔ میں اس کے حسین چہرے سے نظر نہیں ہٹاتا۔ اس تغافل میں مست رہنے والے کو ایک نگاہ کی بھی فرصت نہیں (اس عاشق حقیقی کو محبوب کے علاوہ کسی اور میں مشغول ہونے کی فرصت نہیں۔)

تشریح میرا یہ حال ہے کہ میں اس کے حسین و جمیل چہرے سے نظر نہیں ہٹاتا اور محبوب اپنے تغافل میں اس قدر مست ہے کہ اُسے ایک نگاہ ڈالنے کی بھی فرصت نہیں۔ کہ وہ اچٹتی نگاہ سے یہی دیکھ لے کہ کسی کی نظر میرے چہرے پر مسلسل جمی ہوئی ہے۔

اقبالؔ قبا پوشید در کار جہاں کوشد دریاب کہ درویشی با دلق و کلاہے نیست!

ترجمہ:۔ اقبال قبا (جبہ) پوش ہے اور دنیا کے کاموں میں مصروف ہے۔ ہوسکتا ہے اس بات کو پالے کہ درویشی بوریا نشینی اور ٹوپی نہیں ہوتی۔

تشریح اقبال نے اپنا معمول کا لباس پہن رکھا ہے اور دنیا کے کاموں میں لگا ہوا ہے۔ یعنی دوسروں کی بھلائی کا فریضہ ادا کر رہا ہے اخوت اور بھائی چارے کا درس دینے میں مصروف ہے اور درویشانہ کام کر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے اُسے اس بات کو پالینے میں مزید وقت نہ لگے کہ درویشی صرف کلاہ اور گدڑی پہن لینے سے نہیں بلکہ عمل سے ہے۔

(39)

چو خورشید سحر پیدا نگاہے می تواں کردن ہمیں خاک سیہ را جلوہ گاہے می تواں کردن

ترجمہ:۔ صبح کے سورج کی مانند نگاہ پیدا کی جاسکتی ہے۔ اس سیاہ خاک سے بنے جسم کو جلوہ گاہ بنایا جاسکتا ہے۔

تشریح اپنی نگاہ کو صبح کے سورج کی طرح روشن کیا جاسکتا ہے اور پھر اس سے اس سیاہ خاک یعنی دنیا کو اللہ تعالیٰ کی جلوہ گاہ بنایا جاسکتا ہے۔ اور یہ کام ایک مردِ مومن ہی کرسکتا ہے۔

نگاہِ خویش را از نوکِ سوزن تیز تر گردان چو جوہر در دلِ آئینہ راہے می تواں کردن

ترجمہ:۔ اپنی نگاہ کو سوئی کی نوک سے زیادہ تیز بنا۔ جو ہر کی طرح آئینے کے دل میں راہ پیدا کی جا سکتی ہے۔

تشریح لہٰذا اپنی نگاہ کو سوئی کی نوک سے بھی زیادہ تیز بنا اور پھر اس کی مدد سے آئینے کے اندر بھی راستہ بنایا جا سکتا ہے۔ یعنی دنیا میں کوئی ناممکن نہیں بشرطیکہ تو سچے دل سے تہیہ کر لے اور پوری لگن سے کسی کام کو کرنے کا بیڑہ اٹھا لے۔

دریں گلشن کہ بر مرغِ چمن راہِ فغاں تنگ است باندازِ کشودِ غنچہ آہے می تواں کردن

ترجمہ:۔ وہ گلشن کہ جہاں چمن کے پرندے پر آہ و فغاں کی راہ تنگ ہے، وہاں غنچے کے کھل کر پھول بننے کے انداز (انتہائی خاموشی) میں آہ کھینچی جا سکتی ہے۔

تشریح اگر کسی چمن کے پرندے کی آواز کو دبانے کی کوشش کی جاتی ہو۔ اور اُسے آہ و فغاں تک کرنے کی اجازت نہ ہو تو اُس چمن میں کلی کے پھول بننے کے انداز میں بھی اپنی آواز بلند کی جا سکتی ہے یعنی کوئی پابندی آزادیِ اظہار کو نہیں روک سکتی۔

نہ ایں عالم حجاب اور را نہ آں عالم نقاب اورا اگر تابِ نظر داری نگاہے می تواں کردن

ترجمہ:۔ نہ یہ جہاں اس کے لئے حجاب ہے اور نہ ہی وہ جہاں (عالمِ قیامت) اس کے لئے نقاب ہے۔ اگر تو اس پر نظر کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے تو اس پر نگاہ کی جا سکتی ہے۔

تشریح اگر تیرے اندر دیکھنے کی صلاحیت اور تاب موجود ہے تو نہ یہ جہاں تیرے لئے پردے کے پیچھے ہے اور نہ ہی وہ جہاں تجھ سے چھپا ہوا ہے۔ یعنی تو دونوں جہانوں کو دیکھ سکتا ہے۔

"تو در زیرِ درختاں ہمچو طفلاں آشیاں بینی" بہ پرواز آ کہ صیدِ مہر و ماہے می تواں کردن

رجمہ:۔ تو درختوں کے نیچے بیٹھا بچوں کی طرح پرندوں کا گھونسلہ دیکھنے میں مشغول ہے، پرواز اختیار کر کہ چاند اور سورج کو شکار (مسخر) کیا جا سکتا ہے۔

تشریح بچوں کی طرح درختوں کے نیچے بیٹھ کر درختوں پر بنائے گئے پرندوں کے گھونسلوں کو دیکھنے سے کیا حاصل اُٹھ اور پرواز کر کہ اپنی پرواز کی بدولت تو چاند اور سورج کو بھی تابع کیا جا سکتا ہے۔ اپنی صلاحیتوں سے کام لے۔

(40)

کشیدی بادہ ہا در صحبتِ بیگانہ پے در پے بنورِ دیگراں افروختی پیمانہ پے در پے!

ترجمہ:۔ تو نے بیگانوں کی صحبت میں مسلسل جام نوش کیے ہیں (بے دینوں کے افکار کو سنتا اور اپنا تا رہا ہے)۔ تو نے غیروں کی روشنی (تہذیب) سے مسلسل اپنے پیمانے کو روشن کیا ہے (ان کی تہذیب کا حصہ بنا ہوا ہے۔)

تشریح افسوس کہ تو نے مسلسل بے دین قوموں کے افکار کو اپنے افکار پر ترجیح دی تو نے انہیں سے میل جول بڑھایا اور انہیں کی طرح اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوشش کرتا رہا، ان کی تہذیب اور تمدن کی آسودگی تلاش کرنے کی ناکام کوشش کی۔

ز دستِ ساقیِ خاور دو جامِ ارغواں درکش کہ از خاکِ تو خیزد نالۂ مستانہ پے در پے

ترجمہ:۔ مشرقی ساقی کے ہاتھ سے دو ارغوانی جام پی، تاکہ تیری مٹی (جسم) سے مستانہ نالے پے در پے برآمد ہوں۔

تشریح مغربی جام تو پی چکا جس سے کچھ حاصل نہیں، آ اب مجھ مشرقی شراب خانے کے شراب پلانے والے سے بھی ایک دو جام سرخ اور خالص شراب کے پی لے تاکہ اس کی مستی سے تیرے وجود کی مٹی میں مشرقی تہذیب کے اثرات مرتب ہوں۔

دلے کو از تب و تابِ تمنا آشنا گردد زند بر شعلہ خود را صورتِ پروانہ پے در پے

ترجمہ:۔ وہ چھوٹا سا دل جو تمنا کی حرارت و تڑپ سے آشنا ہو جاتا ہے، وہ (دل) خود کو شعلوں پر پروانے کی طرح پے در پے مارتا رہتا ہے۔

تشریح جو دل تمنا کی تڑپ اور حرارت سے واقف ہو جاتا ہے وہ خود کو پروانے کی طرح شعلوں کی طرف پھینکتا رہتا ہے۔ یعنی پھر اس کی تڑپ کبھی کم نہیں ہوتی اور وہ زندگی کے راز کو پانے کی خاطر مسلسل اپنی جان کی بازی ہارتا رہتا ہے اور اسی میں لذت محسوس کرتا ہے۔

ز اشکِ صبحگاہی زندگی را برگ و ساز آور شود کشتِ تو ویراں تا نہ ریزی دانہ پے در پے

ترجمہ:۔ بوقتِ صبح بہنے والے اشکوں سے زندگی کا ساز و سامان پیدا کر۔ تیری کھیتی ویران ہو جائے گی، اگر تو پے در پے اس میں بیج نہ ڈالتا رہے گا۔

تشریح صبح کے وقت بہنے والے آنسوؤں سے اپنی زندگی کی آبیاری کر ورنہ تیری کھیتی ویران ہو جائے گی اس میں مسلسل بیج ڈال، تو تیری یہ لگاتار محنت ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لائے گی۔

بگرداں جام و از ہنگامۂ افرنگ کمتر گو ہزاراں کارواں بگذشت ازیں ویرانہ پے در پے!

ترجمہ:۔ اپنے جام (اسلامی تہذیب) کو گردش دے اور اہلِ مغرب کے ہنگامہ کی بات نہ کر۔ ہزاروں کارواں (حکمران قومیں) اس ویرانے (جہان) سے پے در پے گزر رہے ہیں (اے مسلمان! اگر تو اپنی تہذیب سے روشناس ہو جائے گا تو اہلِ مغرب کی تہذیب تیرے سامنے ایک مردہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھے گی۔)

تشریح اہلِ مغرب کے بے جا ہنگاموں کی باتیں چھوڑ اور اپنے جام کو گردش دے تاکہ اسلامی تہذیب کی شراب سے لوگ سرشار ہوں اہلِ فرنگ کی طرح کے ہزاروں کارواں اس دنیا سے کوچ کر چکے ہیں اور اب یہ بھی جانے والے ہیں۔

(41)

عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است جلوۂ او آشکار از پردۂ آب و گل است

ترجمہ:۔ عشق جستجو میں ہے اور انسان اس کا حاصل ہے (عشق کے بارِ گراں کو صرف انسان ہی اٹھا سکتا ہے) اس کا جلوہ آب و گل (جسمِ خاکی) کے پردہ سے آشکار ہو رہا ہے۔

تشریح عشق کی جستجو نے انسان کو تلاش کر لیا ہے چنانچہ عشق کا جلوہ جو اپنا اظہار چاہتا تھا۔ آب و گل کے پردے میں یعنی انسان کے روپ میں ظاہر ہوا۔

آفتاب و ماہ و انجم می تواں دادن ز دست در بہائے آں کفِ خاکے کہ دارائے دل است

ترجمہ:۔ سورج، چاند اور ستاروں کو اس مٹھی بھر خاک (جسمِ خاکی) کے بدلے میں ہاتھ سے دیا جا سکتا ہے، جو دل رکھتی ہے۔

تشریح اس طرح وہ انسان جو ایک خاک کی مٹھی ہے اور جسے دل جیسی دولت نصیب ہے اس کے بدلے میں سورج چاند ستارے دیئے جا سکتے ہیں یعنی انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کا نعم البدل اور کوئی مخلوق نہیں۔

(42)

بیا کہ خاوریاں نقشِ تازۂ بستند دگر مرو بطوافِ بتے کہ بشکستند

ترجمہ:۔ آ کہ اہلِ مشرق نے (انگریزوں سے آزادی کے لیے) نیا نقش باندھا ہے۔ حالات تبدیل ہو چکے ہیں، اس بت کا طواف (انگریزوں کی خوشامد) مت کر جسے اہلِ مشرق توڑ چکے ہیں۔

تشریح آ کہ مشرق والوں نے انگریزوں سے آزادی کیلئے نئی حکمتِ عملی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے اور

نئی طرح ڈالی ہے۔ حالات بدل چکے ہیں اور اب اس مغربی نت کے گرد چکر لگانے کی ضرورت نہیں جسے اہلِ مشرق توڑ چکے ہیں لہذا اپنی مشرقی روایات کو پھر سے تازہ کرنے کی کوشش کر۔

چہ جلوہ ایست کہ دلہا بلذتِ نگہے ز خاکِ راہ مثالِ شرارہ برجستند!

ترجمہ:۔ یہ (آزادی کی آرزو کا جلوہ) کیسا جلوہ ہے کہ جس پر نگاہ کرنے کی لذت سے دل، راستے کی خاک سے چنگاری کی مانند اچھل رہے ہیں۔

تشریح دیکھو تو یہ آزادی کا جلوہ کیا خوب ہے کہ اس کو دیکھنے کی لذت حاصل کرنے کیلئے راستے کی خاک سے دل چنگاری کی طرح اُبھر رہا ہے۔ آزادی وہ نعمت ہے کہ ہر چیز ایک اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرتی ہے اور کھلے بندوں اپنا اظہار کرتی ہے۔

کجاست منزلِ تورانیانِ شہر آشوب کہ سینہ ہائے خود از تیزیٔ نفس خستند

ترجمہ:۔ تورانیوں (وسط ایشیاء کے مسلمانوں) کی منزل کہاں ہے؟ جو ہنگاموں کے دلدادہ تھے (باطل کو مٹانے کیلئے شب و روز جہاد کرتے تھے۔) وہ تورانی جو اپنے سانسوں کی تیزی سے اپنے سینے زخمی کرلیتے تھے (آرزوئے جہاد انہیں پرسکون نہ ہونے دیتی۔)

تشریح ساری دنیا میں ہلچل مچا دینے والے اور ہنگامے برپا کرنے والے ترک جن کے سینوں کو سانسوں کی تیزی اور گرمی نے گرمایا ہوا ہے کیا معلوم کہ یہ کیا کیا معرکے سر کرنے والے ہیں۔ اور ان کی منزل کہاں ہے۔ اور اب یہ کیا کرنے والے ہیں۔

تو ہم بذوقِ خودی رس کہ صاحبانِ طریق بریدہ از ہمہ عالم بخویش پیوستند

ترجمہ:۔ تو بھی خودی کے ذوق تک رسائی حاصل کر، صاحبانِ طریق (اہلِ عشق) تمام جہان سے قطع تعلق کرکے خود سے پیوست ہوگئے تھے۔

تشریح تو بھی اپنی باطنی صلاحیتوں تک رسائی حاصل کرنے کا ذوق بیدار کرلے کیونکہ اہلِ عشق تمام جہانوں کی پرواہ کئے بغیر اپنے آپ میں گم ہو کر اپنے لئے نیا جہان تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یعنی انسان کی ساری طاقتیں اور قوتیں انسان کے اندر رکھ دی گئی ہیں جنہیں انسان کو خود اپنے اندر تلاش کرنا ہے اور اُن کی مدد سے کائنات کو اپنے تابع کرنا ہے۔

بچشمِ مردہ دلاں کائنات زندانے است دو جام بادہ کشیدند و از جہاں رستند

ترجمہ:۔ مردہ دل والوں کی آنکھوں میں کائنات ایک قید خانہ ہے۔ انہوں نے دو جام شراب کے پئے اور جہان سے چھٹکارا حاصل کر لیا (خودی سے محروم لوگ ذمہ داریوں سے کنارہ کشی کا بہانہ عیش و عشرت میں ڈھونڈتے ہیں۔)

تشریح جو لوگ مردہ دل ہوتے ہیں اُن کی نگاہوں میں تو کائنات ایک قید خانہ ہے اس لئے کہ وہ جہاں پڑے ہیں وہیں موجود ہیں اور کائنات کے اصل حسن اور رازوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔ اور جب بھی اس قید خانے کا احساس ہوتا ہے تو دو گھونٹ شراب پی لیتے ہیں اور اس احساس سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں یعنی ایک طرف اپنے آپ سے فرار، دوسری طرف زندگی سے فرار۔

غلامِ ہمتِ بیدار آں سوارانم ستارہ را بسناں سفتہ در گرہ بستند

ترجمہ:۔ میں (کائنات کو مسخر کرنے والے) ان سواروں کی بیدار ہمت کا غلام ہوں، جنہوں نے ستارہ کو نیزہ کی انی میں پرو دیا اور اپنی گرہ میں باندھا (حالات کو اپنے مطابق ڈھال لیا)۔

تشریح جو لوگ کائنات کو اپنے تابع کرنے کا حوصلہ اور ہمت رکھتے ہیں میں اُن حوصلہ مند جوان مردوں کا غلام ہوں یہ وہی لوگ ہیں جو ستارے کو اپنے نیزے کی انی سے شکار کر سکتے ہیں اور اپنی گرہ میں باندھ سکتے ہیں یعنی ایسے لوگوں کی ہمت کے سامنے ہر مشکل گھٹنے ٹیک دیتی ہے اور زمانہ ان کی چال کے مطابق اپنے آپ کو چلانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ بے شک یہ ہمت ایک مردِ مومن ہی کے حصے میں آتی ہے۔

فرشتہ را دگر آں فرصتِ سجود کجاست کہ نوریاں بتماشائے خاکیاں مستند!

ترجمہ:۔ فرشتے کو اب دوبارہ اس سجدہ کی فرصت کہاں ہے (جو اس نے بحکمِ خالق سیدنا آدم علیہ السلام کو کیا تھا) کیونکہ وہ نوری مخلوق اب خاکی مخلوق کے تماشا میں مست ہے۔

تشریح فرشتے کو اب دوبارہ سے اس سجدے کی فرصت ہی نہیں ملے گی جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ اس لئے کہ وہ زمین پر خاکیوں کی تگ و تاز کے نظارے میں کھوئے ہوئے ہیں۔ یعنی انسان بھی اپنے معمولاتِ زندگی میں اپنے اُس مقام کو کھو چکا ہے جس نے اسے سجدے کے لائق بنایا تھا۔

(43)

عشق را نازم کہ بودش را غمِ نابود نے — کفرِ او زنّار دارِ حاضر و موجود نے

ترجمہ:۔ میں عشق پر نازاں ہوں کیونکہ اس کے بود کو نابودی کا غم نہیں۔ وہ ایک ایسا کفر (کافروں کا فرو خواہشات کا منکر) ہے جو حاضر و موجود (غیر اللہ) کا زنار پہننے والا نہیں ہے (عشق اللہ کے علاوہ کسی کی غلامی کا پٹہ نہیں پہنتا۔)

تشریح مجھے عشق پر اس لئے ناز ہے کہ عشق کو اپنے وجود کے مٹ جانے کا غم نہیں اور اس نے زبان و مکاں کا زنار نہیں پہنا ہوا یعنی یہ کفر سے بچا ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کو ماننے کا تصور بھی نہیں کرتا۔

عشق اگر فرماں دہد از جانِ شیریں ہم گذر — عشق محبوب است و مقصود است و جاں مقصود نے

ترجمہ:۔ عشق اگر فرمان دے تو جانِ شیریں سے گزر جا، کیونکہ عشق محبوب ہے، عشق مقصود ہے، اور جان مقصود نہیں ہے۔

تشریح اگر عشق حکم دے تو اپنی محبوب ترین جان سے گزر جا اس لئے کہ جان مقصود نہیں اور عشق محبوب بھی ہے اور مقصود بھی لہذا عشق کا حکم ماننا ضروری ہے۔ کہ اس کا تعلق محبوب حقیقی سے ہے۔

کافری را پختہ تر سازد شکستِ سومنات — گرمیِ بتخانہ بے ہنگامۂ محمود نے

ترجمہ:۔ سومنات کی شکست کافری کو اور مضبوط بناتی ہے۔ بت خانہ کی گرمی محمود کے ہنگامہ کے بغیر کچھ نہیں۔ (کفر اسلام کے عروج کو دیکھ کر خود کو مزید مضبوط و طاقتور بنانے کی فکر میں ہے۔ جیسا کہ سلطان محمود کے حملوں کا خوف کفار کو سومنات کے مندر کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کیلئے آمادہ کرتا تھا۔)

تشریح محمود غزنوی کے ہاتھوں سومنات کی شکست حق سے باطل کی شکست ہے سومنات کی شکست نے باطل کو اور زیادہ مضبوط ہونے پر آمادہ کیا تا کہ کفر طاقت ور بن کر اسلام کے مقابلے میں آئے ☆ (اس لحاظ سے) کفر کی گرمی اور طاقت ور ہونے کا سہرا محمود غزنوی دشمن اسلام کے اس جیسے بہادر سپوتوں کے سر جاتا ہے۔ کیونکہ محمود غزنوی ایک مرد مسلمان بہادر مجاہد اور دین اسلام کا علمبردار ہے اس لئے وہ کبھی نہیں چاہے گا کہ کسی کمزور پر اپنی بہادری آزمائے لہذا اس کا ہر وار جہاں اسلامی کی یقینی فتح مندی کا اعلان نامہ ہے

وہاں شجاعت کے شایانِ شان بھی ہے اس سے ہرگز یہ تاثر نہ لیا جائے کہ کوئی اسلامی قوت غیر اسلامی سرگرمیوں میں ملوث ہو سکتی ہے۔ جس طرح اقبال اپنی پوری شاعری میں جہدِ مسلسل اور معرکہ آرائی کا درس دیتے ہیں مذکورہ شعر میں بھی وہ باطل سے کہہ رہے ہیں کہ اپنی طاقت بڑھا اور پوری قوت سے ہمارے سامنے آ تا کہ مسلمان مجاہدین کو تجھے شکست دینے میں مزہ تو آئے۔ اگرچہ باطل میں کبھی اتنا دم تھا نہ ہے نہ ہوگا کہ وہ حق کے سامنے قدم جمانے کے بارے میں سوچے (مثالی)۔

مسجد و میخانہ و دیر و کلیسا و کنشت صد فسوں از بہرِ دل بستند و دل خوشنود نے!

ترجمہ:۔ مسجد، مے خانہ، مندر، کلیسا اور آتش پرستوں کی عبادت گاہ میں سینکڑوں طرز کی فسوکاریاں (دل لبھانے والی باتیں) موجود تھیں، لیکن دل خوش نہ ہو سکا (کیونکہ وہاں خود نمائی و ریاکاری تھی، اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود نہ تھی۔)

تشریح مسجد ہو یا شراب خانہ، عیسائیوں کی عبادت گاہ ہو یا آتش پرستوں اور یہودیوں کی عبادت گاہیں، لوگوں نے اپنا دل خوش کرنے کیلئے سو طریقے اور انداز اپنا رکھے ہیں لیکن دل خوش نہیں ہوتا۔ کیونکہ دل صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے ذکر سے خوش ہوتا ہے اور اطمینان حاصل کرتا ہے۔

نغمہ پردازی ز جوے کوہسار آموختم در گلستان بودہ ام یک نالہ درد آلود نے

ترجمہ:۔ میں نے نغمہ الاپنے کا فن پہاڑ کے اوپر سے جاری (شور مچا کر پہاڑ سے نیچے گرتی) ندی سے سیکھا ہے۔ میں گلستان میں رہا ہوں، وہاں میں نے درد بھرا ایک نالہ بھی نہیں سنا۔

تشریح میں نے نغمہ الاپنے کا فن آبشار کے مترنم شور سے سیکھا ہے۔ جو پہاڑ سے گرتی ہے اور کئی راگ الاپتی ہوئی زمین پر ندی کی صورت اختیار کر لیتی ہے جب تک میں گلستان میں رہا ہوں میں نے ایسا درد بھرا ایک بھی نغمہ نہیں سنا۔ جو آبشار کے تاروں سے نکلتا ہے۔

پیشِ من آئی؟ دمِ سردے، دلِ گرمے بیار جنبش اندر تست، اندر نغمۂ داؤد نے

ترجمہ:۔ میرے پاس آنا چاہتا ہے؟ اگر آتا ہے تو سرد سانس (متحمل مزاج ہو کر) اور گرم دل (جوش و جذبہ) کے ساتھ آ۔ حرکت (جدوجہد کی آرزو) تو تیرے اندر ہے، لیکن تیرے سینے میں نغمۂ داؤدی (حضرت داؤد کا نغمہ) نہیں ہے۔

تشریح میرے پاس آنا چاہتا ہے تو حسن تحمل مزاجی کو اپنے ساتھ لیکر آنا اور اپنے دل میں جوش اور

جذبے لے کر آتا۔ میں جانتا ہوں کہ تیرے اندر جدوجہد زندگی کی آرزو ہے لیکن تیرے سینے میں حضرت داؤد علیہ السلام کا نغمہ نہیں ہے۔

عیب من کم جوے واز جامم عیارِ خویش گیر لذتِ تلخابِ من بے جانِ غم فرسود نے

ترجمہ:۔(اے مخاطب!) میرا عیب نہ نکال اور میرے جام سے اپنے معیار (صلاحیت) کے مطابق لے لے۔ غم میں گھل جانے والی جان کے علاوہ کسی اور کو میرے تلخ جام کی لذت حاصل نہیں ہو سکتی (میرے کلام سے وہی لوگ لذت محسوس کرتے ہیں جنہیں عشقِ حقیقی سے واسطہ ہو، اور جو مسلمانوں کی پست حالی سے پریشان ہوں اور ان کے عروج کے خواہشمند ہوں۔)

تشریح اے مخاطب میرے عیب نکالنے کی بجائے میرے جام سے اپنے ظرف کے مطابق شراب حاصل کر لے کیونکہ غم میں گھل جانے والی جان کے علاوہ کسی دوسرے کو اس جام کی تلخی مزہ نہیں دے سکتی۔ اور یہ وصف تیرے پاس نہیں لہٰذا تو مجھ سے اپنی ضرورت پوری کر لے۔ بہ الفاظِ دیگر اقبال کہتے ہیں کہ میرے کلام سے وہی لوگ لطف حاصل کر سکتے ہیں جو عشقِ حقیقی سے تعلق رکھتے ہوں اور انسان کی سربلندی کے آرزومند ہوں۔

(44)

بر دلِ بے تابِ من ساقی مے نابے زند کیمیا ساز است و اکسیرے بہ سیمابے زند

ترجمہ:۔ساقی (مرشدِ کامل) میرے بے قرار دل پر خالص شراب (معرفتِ الٰہی) ڈالتا ہے۔ وہ کیمیا ساز ہے اور پارے (میرے دل) پر اکسیر ڈالتا ہے (تاکہ وہ سونا بن جائے۔)

تشریح شراب پلانے والے یعنی مرشدِ کامل نے میرے بے قرار و بے چین دل کے پیمانے میں خالص شراب (معرفتِ الٰہی) ڈال دی ہے۔ مرشدِ کامل سونا بنانے کا فن جانتا ہے اس نے پارے یعنی تڑپتے ہوئے دل کو اکسیر (وہ چیز جو تانبے کو سونا بنا دیتی ہے) سے خالص سونا بنا دیا ہے۔

من ندانم نور یا نار است اندر سینہ ام ایں قدر دانم بیاضِ او بہ مہتابے زند

ترجمہ:۔میں نہیں جانتا کہ میرے سینے میں نور ہے یا نار ہے، ہاں اتنا جانتا ہوں کہ اس کی روشنی چاند کی روشنی کو شرما رہی ہے۔

تشریح مجھے اس بات کا علم نہیں کہ میرے سینے میں نور ہے یا آگ البتہ ایک بات ضرور ہے کہ

میری اس روشنی سے چاند کی روشنی شرمار ہی ہے یعنی میری روشنی چاند کی روشنی سے کہیں زیادہ ہے۔

بر دلِ من فطرتِ خاموش می آرد ہجوم ساز از ذوقِ نوا خود را بمضرابے زند

ترجمہ:۔ میرے دل پر خاموش فطرت ہجوم کر رہی ہے، گویا ساز، نوا (نغمہ) کے ذوق سے خود کو مضراب پر مار رہا ہے۔

تشریح خاموش فطرت خود ہی میرے دل پر چڑھائی کرتی ہے۔ یعنی نغمے کے شوق میں ساز خود ہی مضراب سے ٹکراتا ہے۔ اور یوں ایک نغموں کا سلسلہ فضا میں بکھرتا ہے۔

غم مخور ناداں کہ گردوں در بیابان کم آب چشمہ ہا دارد کہ شبخوں نے بہ سیلابے زند!

ترجمہ:۔ اے نادان! غم نہ کھا! کیونکہ آسمان پانی سے محروم بیابان میں ایسے چشمے رکھتا ہے جو سیلاب پر شبخون مارتے ہیں۔

تشریح اے بے خبر غم کس بات کا، خشک بیابان میں بھی فطرت نے ایسے چشمے رکھے ہوئے ہیں جن کا زور سیلاب کو بھی شرمادے۔ لہٰذا اس کی حکمت پر یقین رکھ۔

اے کہ نوشم خوردۂ از تیزیٔ نیشم مرنج نیش ہم باید کہ آدم را رگِ خوابے زند

ترجمہ:۔ میرا شیریں پانی پینے والے! میرے ڈنگ کی تیزی سے غم زدہ نہ ہو۔ ڈنگ مارنا ضروری ہے، تا کہ آدمی کی سوئی ہوئی رگ کو پھڑکا دے (میری شاعری سے لطف اندوز ہونے والے! بطور مصلح جہاں مجھے نشتر وتلخی کی ضرورت ہوتی اور قوم کی پھڑکتی ہوئی رگ پر ہاتھ رکھنا پڑتا ہے ان مضامین سے نہ گھبرا، بلکہ ان کو پڑھ کر اپنی اور امتِ مسلمہ کی اصلاح کی کوشش کر۔)

تشریح اے میرا میٹھا پانی پینے والے یعنی میری شاعری کی مٹھاس سے لطف اندوز ہونے والے میری تلخ باتوں سے ناراض نہ ہو۔ اس لئے نشتر سے چھیڑنا بھی ضروری ہے تا کہ سوئی ہوئی قوم کو بیدار کیا جا سکے۔ یعنی جہاں نرمی برتی جاتی ہے کبھی کبھی وہاں سختی سے کام بھی لینا پڑتا ہے ورنہ آدمی نرمی کا عادی ہو کر سختیاں برداشت کرنا ہی بھول جائے۔ اور اپنے مقاصد سے منہ پھیر لے۔

(45)

فروغِ خاکیاں از نوریاں افزوں شود روزے! زمیں از کوکبِ تقدیر ما گردوں شود روزے!

ترجمہ:۔ روشنی میں ایک دن خاکی نوریوں سے بڑھ جائیں گے۔ زمین ہماری تقدیر کے ستارے سے
آسمان بن جائے گی (انسان کی ترقی کا عالم یہ ہوگا کہ وہ زمین کو ستاروں سے سجے ہوئے
آسمان سے کہیں زیادہ پرکشش بنالے گا۔)

تشریح ایک روز ایسا آنے والا ہے جب مٹی سے بنے ہوئے انسان کی روشنی نوریوں یعنی فرشتوں کی روشنی (مراد ہے علم وفن) سے بھی بڑھ جائے گی۔ اور ہماری زمین ہماری تقدیر کے ستارے سے آسمان سے کہیں زیادہ پرکشش روشنیوں سے سج جائے گی۔ یعنی انسان ترقی کی وہ منازل طے کرے گا کہ آسمان بھی اس پر رشک کرے گا۔

خیالِ ما کہ او را پرورش دادند طوفانہا ز گردابِ سپہرِ نیلگوں بیروں شود روزے

ترجمہ:۔ میرا خیال کہ جس کی پرورش طوفانوں نے کی ہے، ایک دن نیلے آسمان کے بھنور سے باہر نکل جائے گا۔

تشریح میرے خیال کی پرورش چونکہ طوفانوں نے کی ہے اس لئے ایک دن یہ بلندیوں کو چھوتے ہوئے آسمانوں کے گرداب سے باہر نکل جائے گا۔ یعنی آسمان کی گردش کے اثرات مجھ پر مرتب نہیں ہوں گے۔

یکی در معنیِ آدم نگر! از من چہ می پرسی ہنوز اندر طبیعت می خلد موزوں شود روزے

ترجمہ:۔ تو ایک بار آدم کے معنی میں غور کر۔ اس کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتا ہے؟ ابھی تک (معنی) اس کی طبیعت میں مچل رہے ہیں، ایک دن ہوگا کہ وہ موزوں (اشعار) ہو جائیں گے۔

تشریح مجھ سے کیا پوچھتا ہے تو خود ایک بار آدم کی معنویت پر غور کر ابھی یہ مضمون یعنی (آدم طبیعت ہی میں مچل رہا ہے ایک نہ ایک دن موزوں ہو کر شعر میں ڈھلے گا اور باہر آ جائے گا۔

چناں موزوں شود ایں پیش پا افتادہ مضمونے کہ یزداں را دل از تاثیرِ او پرخوں شود روزے

ترجمہ:۔ چنانچہ یہ عام مضمون ایسا موزوں ہوگا کہ اپنی تاثیر کے سبب یہ خدا کے ہاں وہی ساتھہ مقا حاصل کرے گا۔

تشریح چنانچہ یہ عام مضمون اس طرح سے موزوں ہو جائے گا کہ اپنی تاثیر کی وجہ سے یعنی ا تکمیل کے مراحل اس خوبصورتی سے طے کرے گا۔ کہ اس کا خالقِ حقیقی بھی اس سے متا

ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ یعنی انسان اپنے اللہ کے قرب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

(46)

ز رسم و راہِ شریعت نکردہ ام تحقیق جز اینکہ منکرِ عشق است کافر و زندیق!

ترجمہ:۔ شریعت کی رسم و راہ سے میں نے تحقیق نہیں کی، بجز اس کے کہ عشق (عشق حقیقی) کا انکار کرنے والا کافر اور زندیق ہے۔

(عشق سے ہی انسان حقیقی معبود کی معرفت حاصل کرتا ہے، جبکہ صرف عقل پر بھروسہ کرنے والا ایمانیات اور شریعت کی بہت سی باتوں کا انکار کر دیتا ہے۔)

تشریح میں نے شریعت کے احکام کی تحقیق تو نہیں کی لیکن یہ ضرور جانتا ہوں کہ عشق سے ہی انسان اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا جو عشق سے انکار کرنے والا ہے وہ کافر اور بے دین ہے۔ جبکہ ایمان والوں کی اپنے رب سے محبت بہت شدید ہوتی ہے۔

مقامِ آدمِ خاکی نہاد دریابند مسافرانِ حرم را خدا دہد توفیق

ترجمہ:۔ نام نہاد خاکی ''آدم'' کے مقام کو پالیں۔ خدا حرم کے مسافروں کو (اس کی) توفیق دے۔

تشریح میری دعا ہے کہ اللہ حرم کے مسافروں کو یہ توفیق بخش دے کہ جو صرف کہنے کی حد تک خاکی ہیں وہ آدم کے اصل مقام کو پالیں۔

من از طریق نہ پرسم، رفیق می جویم کہ گفتہ اند نخستیں رفیق و باز طریق

ترجمہ:۔ میں طریق (راہ) کے بارے میں نہیں پوچھتا۔ میں رفیقِ سفر کا متلاشی ہوں، کیونکہ اہلِ عقل نے کہا ہے: پہلے ساتھی اور پھر راستہ۔

تشریح میں راستہ ڈھونڈنے سے پہلے سفر کا ساتھی تلاش کرنے کے حق میں ہوں اس لئے کہ بڑے بوڑھے کہہ گئے ہیں پہلے رفیق (ساتھی) پھر طریق یعنی راستہ!

کند تلافیٔ ذوقِ آں چناں حکیمِ فرنگ فروغِ بادہ فزوں تر کند بجامِ تحقیق

رجمہ:۔ یورپ کا دانشور لوگوں کے ذوق (بگاڑنے کے گناہ) کی تلافی اس طرح کر رہا ہے کہ وہ تحقیق کے پیالے میں شراب کے جوش اور کشش کو پہلے سے زیادہ کر رہا ہے (اہلِ مغرب اپنے معاشرے کی تباہ کن خرابیوں کو چھپانے کیلئے عصرِ حاضر کے علوم کا سہارا لے رہے ہیں تاکہ کوئی اس روشنی کے نیچے ان کے تاریک ضمیروں کو نہ دیکھ سکے۔)

تشریح یورپی دانش وروں لوگوں کو بگاڑنے کا گناہ کر چکے ہیں اب اس کی تلافی کیلئے وہ شراب کو سرخ پیالے میں ڈال کر اس کی رنگت کو اور گہرا اور پرکشش بنا رہے ہیں عام طور پر شراب کی اپنی رنگت بھی سرخی مائل ہوتی ہے اور اسے سرخ شیشے کے جام میں ڈالنے سے یہ اور زیادہ پرکشش اور گہرے رنگ میں دکھائی دینے لگتی ہے یعنی پہلے لوگوں کو تباہ کر دیا پھر ان کو دھوکے دینے کے نئے انداز اپنانے شروع کر دیئے۔

ہزار بار نکوتر متاعِ بے بصری ز دانشے کہ دل او را نمی کند تصدیق

ترجمہ:۔ جہالت کی وہ دولت اس دانش سے ہزار درجے بہتر ہے دل جس کی تصدیق نہ کرتا ہو۔

تشریح وہ علم اور دانش جس کی تصدیق دل نہ کرتا ہو جہالت اُس سے کئی ہزار گنا بہتر ہے۔ کیونکہ ایسا علم گمراہی کی طرف لے جائے گا اور اس طرح نسل در نسل اپنے منفی اثرات سے قوموں کی تباہی کا موجب بنے گا۔

بہ پیچ و تابِ خرد گرچہ لذتِ دگر است یقینِ سادہ دلاں بہ ز نکتہ ہائے دقیق

ترجمہ:۔ اگرچہ عقل کی پیچ وتاب (بھول بھلیوں) میں ایک الگ لذت ہے، لیکن سادہ دل لوگوں کا یقین دقیق (پیچیدہ) نکتوں سے بہتر ہے۔

تشریح عقل کے اپنے انداز ہیں اور اس کے بھول بھلیوں میں کھو جانے میں ایک الگ قسم کی لذت پائی جاتی ہے لیکن جو لوگ سادہ دل ہوتے ہیں اُن کا یقین عقل کی پیچیدگیوں سے کہیں بہتر ہے کہ اُن کا یقین دل سے ہوتا ہے۔ اور اُسے عقل کے دلائل متزلزل نہیں کر پاتے۔

کلام و فلسفہ از لوحِ دل فرو شستم ضمیرِ خویش کشادم بہ نشترِ تحقیق

ترجمہ:۔ میں نے کلام اور فلسفہ کے (حروف کو) دل کی تختی سے دھو ڈالا (جدید علوم کو ترک کر دیا) او اپنے ضمیر کو تحقیق کے نشتروں سے کھول دیا (یوں مجھے عین الیقین اور علم الیقین کا درجہ حاصل ہو گیا۔)

تشریح میں نے کلام اور فلسفہ کو اپنے دل کی تختی سے دھو ڈالا ہے یعنی جدید علوم کو ترک کر دیا ہے اور اپنے ضمیر کو تحقیق کے نشتر کیلئے کھول دیا ہے تاکہ جو کچھ بھی مجھ میں موجود ہے وہ کھل کر سامنے آ جائے۔

ز آستانۂ سلطاں کنارہ می گیرم نہ کافرم کہ پرستم خدائے بے توفیق

ترجمہ:۔ میں نے سلطان کے آستانہ سے کنارہ کشی کر لی ہے۔ میں کافر نہیں ہوں کہ بے اختیار خدا کو پوجتا رہوں (میں نے صاحبانِ اختیار کے قصیدے نہیں لکھے اور نہ ہی نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے اشعار کہے ہیں۔ میں نے ہمیشہ اپنے اعمال و کلام کے ذریعے اس رب کی رضا چاہی ہے جو کل کائنات کا معبودِ برحق ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوقات اس کی محتاج ہیں، اس سوچ نے مجھے امراء و سلاطین سے نجات دلا دی ہے۔)

تشریح: میں نے حاکم وقت کے آستانے سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کے سامنے ماتھا ٹیکنے والا نہیں ہوں، کافر نہیں ہوں میں صرف اور صرف ایک اللہ جو تمام جہانوں کا مالک ہے اُسی کا بندہ ہوں اور اُسی کی بندگی کرتا ہوں اور اُسی کی رضا کیلئے اپنے آپ کو تیار رکھتا ہوں۔

(47)

ز ہمہ کس کنارہ گیر صحبتِ آشنا طلب ہم ز خدا خودی طلب ہم ز خودی خدا طلب

ترجمہ:۔ ہر کسی سے کنارہ کشی کر کے صرف آشنا (رب تعالیٰ) کی صحبت طلب کر۔ خدا سے خودی طلب کر اور خودی کے ذریعے خدا کو طلب کر (اس حدیث مبارک کی طرف اشارہ ہے: "من عرف نفسہ فقد عرف ربہ" جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔)

تشریح: اے بندے ہر کسی سے کنارہ کشی کر لے اور کسی اللہ والے کی صحبت اختیار کر جو رازوں کو جاننے والا ہو پھر ایک اللہ جو تیرا حقیقی خالق ہے اُس کی بندگی اور اُسی سے اپنے اندر چھپی ہوئی قوتوں اور صلاحیتوں کا ادراک مانگ اور پھر ان کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کر لے۔

خلشِ کرشمۂ کار نمی شود تمام عقل و دل و نگاہ را جلوہ جدا جدا طلب

ترجمہ:۔ (محبوب کے) اشارۂ ابرو سے کام نہیں بنتا، بلکہ عقل، دل اور نگاہ کیلئے الگ الگ جلوہ طلب کر۔

تشریح: محبوب کی ادا سے پوری طرح تسلی نہیں ہو پاتی لہٰذا دل کے لیے الگ سے محبوب کے جلوے کی طلب کر، نگاہ کے لیے الگ سے محبوب کا نظارہ مانگ اور عقل کے لئے علیحدہ سے محبوب کی تجلی کی آرزو کر۔ تاکہ تمام چیزیں محبوب کی اداؤں سے سیراب ہو جائیں۔

عشق بسر کشیدن است شیشۂ کائنات را جام جہاں نما مجو، دستِ جہاں کشا طلب

ترجمہ:۔ عشق شرابِ کائنات کی صراحی کو چڑھا جانے (کائنات کو مسخر کر لینے) کا نام ہے، جہان نما جام تلاش نہ کر، جہان کو مسخر کرنے والا ہاتھ طلب کر۔

تشریح عشق وہ ہے کہ ساری کائنات کی شراب کی صراحی کو ایک ہی گھونٹ میں پی لے۔ تو عاشق حقیقی ہے لہذا کائنات کو اپنے تابع کرنے والی قوت مانگ نہ کہ جہان نما جام کی خواہش میں کھویا رہ۔

راہ رواں برہنہ پا راہ تمام خار زار تا بہ مقام خود رسی راحلہ از رضا طلب!

ترجمہ:۔ (معرفت کا) تمام راستہ کانٹوں (مشکلات) سے بھرا پڑا ہے اور راہ گزر برہنہ پا (خودی سے محروم) ہیں۔ اپنے مقام پر (بخیریت) پہنچنے کے لیے تسلیم و رضا کی سواری طلب کر۔

تشریح معرفت کا راستہ آسان نہیں بلکہ کانٹوں سے بھرا ہوا ہے اور دشوار ترین ہے اور اس پر چلنے والے ننگے پاؤں سے منزل پر پہنچنے کیلئے ضروری ہے کہ تسلیم و رضا کی سواری طلب کی جائے تاکہ خیر و عافیت سے منزل تک پہنچا جا سکے۔

چوں بہ کمال می رسد فقر دلیلِ خسروی است مسندِ کیقباد را در تہِ بوریا طلب

ترجمہ:۔ جب فقر کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ شہنشاہی کی دلیل بن جاتا ہے۔ پس تو کیقباد (قدیم ایرانی بادشاہ) کا تخت بوریائے فقر کے نیچے طلب کر۔

تشریح جب فقر اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ شہنشاہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اگر تو شہنشاہیت کی شان دیکھنا چاہتا ہے تو فقرا کے آستانوں میں تلاش کر جو قدیم ایرانی بادشاہوں کے تخت و تاج سے کہیں بڑھ کر ہوتی ہے۔

پیش نگر کہ زندگی راہ بعالمے برد از سر آنچہ بود و رفت در گذر، انتہا طلب

ترجمہ:۔ آگے دیکھ کہ زندگی کسی اور جہاں کی طرف دوڑی جا رہی ہے۔ جو ہو گیا اس سے چشم پوشی کرتے ہوئے انتہا کو طلب کر۔

تشریح آگے کی طرف دیکھ کہ زندگی ایک نئے جہان کی طرف دوڑے چلی جا رہی ہے۔ جو ہو گیا اور جو تھا اُسے بھول جا اور صرف اپنے سفر کی انتہا کی طرف دھیان کر اور اس کی طلب کر۔

ضربتِ روزگار اگر نالہ چو نے دہد ترا بادۂ من ز کف بنہ، چارہ ز مومیا طلب

ترجمہ:۔ اگر زمانے کی چوٹ نے تجھ میں بانسری کی مانند نالہ (آہ و فغاں) پیدا کر دی ہے (تو زمانے

کا ڈسا ہوا ہے اور اس کا شکوہ کرتا ہے) تو میری شراب (روایتی شاعری) کو ہاتھ سے پھینک دے اور مومیا (درد ختم کرنے والے دارو) میری ہجر و فراق پر مشتمل شاعری) سے علاج طلب کر۔

تشریح اگر زمانے کی چوٹ نے تجھ میں بھی ایسی ہی آہ پیدا کر دی ہے جو بانسری میں پیدا ہونے والی درد بھری آہ کی طرح ہے۔ یعنی اگر تجھ میں زمانے کے دکھوں کی تاب لانے کی طاقت موجود نہیں تو پھر میرا جام اپنے ہاتھ سے رکھ دے کہ یہ تیرے کام کا نہیں اور اپنے زخموں کیلئے مرہم تلاش کرتا کہ تیرا علاج ہو سکے۔

(48)

بینی جہاں را خود را نہ بینی تا چند ناداں غافل نشینی؟

ترجمہ:۔ تو جہان کو تو دیکھتا ہے، لیکن اپنے آپ (اپنی خودی) سے بیگانہ ہے۔ اے نادان! تو (اپنی خودی سے) کب تک غافل بیٹھا رہے گا؟

تشریح اے جہان کو دیکھنے والے اپنی خودی کی طرف بھی تو نگاہ ڈال کہ تجھ میں کیا کیا وصف چھپے ہوئے ہیں ان کو اپنے کام میں لا کب تک اپنی چھپی ہوئی قوتوں سے منہ موڑے رکھے گا اُٹھ اور اپنی خودی سے اپنے لئے نئے جہان پیدا کر۔

نور قدیمی شب را برافروز دست کلیمی در آستینی!

ترجمہ:۔ تو ایک قدیم نور ہے، اپنی رات کو روشن کر۔ تو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا ہاتھ (ید بیضا) ہے، لیکن ہے آستین میں (پس سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے داہنے ہاتھ کی طرح خود کو آستین سے باہر نکال اور اپنی روشنی سے دوسروں کے قلوب و اذہان کو منور کر۔)

تشریح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کا ید بیضا ہے اور یہ نور تجھے بہت دیر سے ملا ہوا ہے اس روشن ہاتھ کو آستین میں چھپا کر نہ رکھ اس سے اپنی راتوں کو روشن کر اور اس نور سے ہدایت پانے والوں کے دل اور ذہنوں کو بھی روشن کر دے۔

بیروں قدم نہ از دور آفاق تو پیش ازینی تو بیش ازینی!

ترجمہ:۔ کائنات کے دائرے سے باہر قدم رکھ۔ تو اس کائنات سے مقدم ہے۔ تو اس کائنات سے زیادہ وسیع ہے۔

تشریح اے مسلمان! یہ کائنات تری حدود نہیں تو تو اس سے قدیم تر ہے اور اس سے وسیع تر بھی

تیری قدر و قیمت اس کائنات سے کہیں زیادہ ہے تو اس کے دائرہ سے باہر نکل جا۔

از مرگ ترسی اے زندہ جاوید؟ مرگ است صیدے تو در کمینی

ترجمہ:۔ اے زندہ و جاوید شخص! تو موت سے ڈرتا ہے؟ حالانکہ موت شکار ہے اور تو اس کی گھات میں ہے (موت کو تو ایک دن موت آ جائے گی لیکن تو جنت میں تابندہ و پائندہ بن کر رہے گا۔)

تشریح تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور موت سے ڈرتا ہے۔ حالانکہ موت تیرا شکار ہے اور تو اس کی گھات میں بیٹھا ہوا شکاری۔ لہٰذا اپنے آپ کو پہچان اور اپنے لئے ہمیشہ کی زندگی کو ہمیشہ کیلئے اپنے لئے وقف کر لے۔

جانے کہ بخشند دیگر نگیرند آدم بمیرد از بے یقینی

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے جو جان آدمی کو عطا کی ہے وہ واپس نہیں لیتا، آدمی اگر مرتا ہے تو بے یقینی کی وجہ سے مرتا ہے (یقین رکھنے والا اور یقین نہ رکھنے والا دونوں کو فنا نہیں، یقین رکھنے والا مرنے کے بعد اچھے اجر کا مستحق ہوگا اور یقین نہ رکھنے والا سزا و عذاب کا۔)

تشریح اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو جان آدمی کو عطا کر دی ہے وہ اُسے واپس نہیں لیتا۔ اس لئے آدمی اگر مرتا ہے تو اپنی بے یقینی کے سبب مرتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ کی وہ زندگی جو قائم رہنے والی ہے اُس کا حق دار نہیں بنتا اور جو زندگی قائم رہتے ہوئے بھی زندگی نہیں رہتی بے یقینی کی وجہ سے اس کا حق دار بن جاتا ہے لہٰذا اجر اور سزا دونوں کا انحصار اُس کے اپنے اعمال پر ہے۔

صورت گری را از من بیاموز شاید کہ خود را باز آفرینی

ترجمہ:۔ صورتیں بنانے کا فن مجھ سے سیکھ۔ شاید کہ تو خود کو (ایک نئی صورت میں) ڈھال سکے۔

تشریح صورت گری کا فن مجھ سے سیکھ ہو سکتا ہے تو خود کو ایک نئی صورت میں ڈھالنے میں کامیاب ہو جائے۔

(49)

من ہیچ نمی ترسم از حادثہ شب ہا شب ہا کہ سحر گردد از گردش کوکب ہا

ترجمہ:۔ میں بالکل خوفزدہ نہیں ہوتا رات کے حادثوں سے، کیونکہ راتیں آخر ستاروں کی گردش کی وجہ سے صبح میں تبدیل ہو جاتی ہیں (تکالیف کا بالآخر اختتام ہوتا ہے اور راحت کا دور شروع

ہوگا، اس لیے حادثات سے خوفزدہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔)

تشریح میں راتوں کے حادثات سے خوف زدہ نہیں ہوتا اس لئے کہ خواہ رات کیسی ہی ہو ستاروں کی گردش کی وجہ سے اُسے صبح میں تبدیل ہونا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تکلیف کے بعد راحت ہے۔

عشقے کہ نمودے خواست از شورشِ یارب ہا! نشناخت مقامِ خویش، افتادہ بدامِ خویش!

ترجمہ:۔ اس نے اپنا مقام نہیں پہچانا، وہ خود ہی اپنے جال کا قیدی بن گیا۔ نمود کا خواہش مند عشق کہ جس نے یارب یارب کا شور مچا رکھا ہے (اور خود پر ضبط نہیں کر سکا۔)

تشریح عشق نے یارب یارب کے نعروں سے اپنی نمائش کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں لگے رہنے کی وجہ سے اپنا مقام پہچاننے سے قاصر رہا اور اس طرح وہ اپنے ہی جال میں پھنس کر رہ گیا۔ یہاں ان صوفیا کی طرف اشارہ ہے جو مختلف مزارات پر ڈیرہ جمائے ہوتے ہیں اور عشق کی ظاہری حالت کو اپنائے ہوئے ہوتے ہیں لیکن باطنی سوز و ساز سے نا آشنا ہوتے ہیں۔

آہے کہ ز دل خیزد از بہرِ جگر سوزی است در سینہ شکن او را آلودہ مکن لب ہا!

ترجمہ:۔ تیرے دل سے اٹھنے والی آہ کا مقصد جگر سوزی (جگر کو جلانا) ہے۔ پس اسے سینہ ہی میں جذب کر دے، اپنے لبوں کو اس سے آلودہ مت کر (عشق میں ضبط سے کام لے اور آہیں نہ کھینچ۔)

تشریح جو آہ تیرے دل سے اُٹھتی ہے اُس کا مقصد جگر کو جلانا ہے بس اسے سینے میں جذب کر لے یعنی ضبط سے کام لے، اور اپنے لبوں پر نہ آنے دے کیونکہ عشق تیرے باطن کا حسن ہے۔

در میکدہ باقی نیست از ساقیِ فطرت خواہ آں مے کہ نمی گنجد در شیشۂ مشرب ہا

ترجمہ:۔ مے، میکدوں میں باقی نہیں رہی، اسے ساقیِ فطرت (رب تعالیٰ) سے طلب کر۔ وہ مے کہ جو مختلف مشرب (سلاسلِ طریقت) کے جام میں نہیں سماتی (مسلمانوں کے تمام سلاسل اس شرابِ عشق سے محروم ہو چکے ہیں، اب وہ صرف اور صرف رب تعالیٰ کے قرب سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔)

تشریح اب شراب شراب خانوں میں باقی نہیں رہی لہٰذا ساقی فطرت (اللہ تعالیٰ) سے شراب

حقیقی کی درخواست کر اور وہ شراب حاصل کر جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے قرب سے حاصل ہو۔

آسودہ نمی گردد آں دل کہ گسست از دوست   با قرأت مسجد ہا با دانش مکتب ہا!

ترجمہ:۔ آسودہ خاطر نہیں ہو سکتا (سکون نہیں پا سکتا) وہ دل جو کہ دوست سے جدا ہو گیا ہو، مسجدوں میں قرآن مجید کی قرأت سے یا مدرسوں کی حکمت سے (عاشق کو رب تعالیٰ کے قرب کے علاوہ کسی بھی صورت میں سکون میسر نہیں آتا، وہ تمام فرائض وواجبات کو ادا کرتا ہے کہ کہیں تجلی رب نصیب ہو جائے۔)

تشریح وہ دل جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو چکا ہو اُس کو سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مساجد میں قرأت اور مدرسوں کی حکمت اُس کو اطمینان سے ہمکنار نہیں کر سکتیں اس لئے کہ فرائض وواجبات اللہ تعالیٰ کے قرب کے بغیر رسمی ہوتے ہیں اور دل کے سکون کا باعث نہیں بن سکتے۔

(50)

تو کیستی؟ ز کجائی؟ کہ آسمانِ کبود   ہزار چشم براہِ تو از ستارہ کشود!

ترجمہ:۔ (اے انسان!) تو کون ہے؟ تو کہاں سے ہے؟ کہ نیلے آسمان نے تیری راہ میں ستاروں کی ہزاروں آنکھیں کھول رکھی ہیں۔

تشریح اے انسان! بتا تو سہی کہ تُو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کہ تیرے دیدار کی خاطر نیلے آسمان نے تیری راہ میں ہزاروں ستاروں کی آنکھیں بچھا رکھی ہیں۔ جو تیری منتظر ہیں اور تجھے دیکھنے کیلئے بے تاب و بے قرار ہیں۔

چہ گویمت کہ چہ بودی چہ کردہ چہ شدی   کہ خوں کند جگرم را ایازیِ محمود!

ترجمہ:۔ میں کیا کہوں کہ تو کیا تھا، تو نے کیا کیا اور تو کیا ہو گیا ہے۔ محمود کی ایازی میرے جگر کو خون کر رہی ہے۔

(سلطان محمود اپنے غلام ایاز کا عاشق تھا، اگر سلطان اپنی سلطانی چھوڑ کر ایاز کی غلامی کر لے تو یہ بات اس قابل ہے کہ اس پر پریشان ہوا جائے۔)

تشریح تو ہی بتا کہ میں کیا کہوں کہ تو کیا تھا اور تو نے کیا کیا؟ اپنی قدر ومنزلت کو اپنے ہاتھوں کھو دیا اور تو کیا سے کیا ہو گیا کہ تو نے محمود (سلطان) ہو کر ایاز (غلامی) کا شیوہ اپنا لیا یعنی

دوسروں کی غلامی اختیار کر لی جبکہ تو ایک مسلمان ہونے کے ناطے آزادی کا علمبردار تھا۔

تو آں بہ کہ مصلے ز کہکشاں میکرد شراب صوفی و شاعر ترا ز خویش ربود

ترجمہ:۔ کیا تو وہی نہیں ہے کہ جس نے کہکشاں کو مصلیٰ بنایا (کائنات پر حکمرانی کرتا) تھا؟ صوفی اور شاعر کی شراب (عصرِ حاضر کے غیر تربیت یافتہ مذہبی و اخلاقی رہنماؤں) نے تجھے خود سے بیگانہ کر دیا ہے۔

تشریح ذرا سوچ اور غور کر کیا تو وہی نہیں ہے کہ جس نے کہکشاں کو اپنا مصلیٰ بنایا تھا یعنی تیرا مقام و مرتبہ اس قدر بلند اور اعلیٰ ہوا کرتا تھا۔ لیکن آج کے مذہبی و اخلاقی رہنماؤں نے تجھے کس طرف لگا دیا کہ تو اپنے آپ سے ہی بیگانہ ہو گیا۔ تو بھول گیا کہ تو کس قدر اعلیٰ مرتبے پر فائز تھا اور کس قدر اعلیٰ شان و شوکت کا مالک تھا۔

فرنگ اگرچہ ز افکار تو گرہ بکشاد بجرعۂ دگرے نشۂ ترا افزود

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب نے اگرچہ تیرے افکار کی گرہیں (علومِ جدید کے ساتھ) کھولی ہیں، مگر اس نے شراب کا ایک دوسرا گھونٹ پلا کر تیرے نشہ کو بڑھا دیا ہے (اور اپنی جدت سے تجھے مسحور کر کے ملحد بنانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔)

تشریح اہلِ مغرب نے اپنے مکارانہ تانے بانے میں تجھے الجھا لیا۔ اور تیرے افکار کو اپنے جدید علوم کے تابع کر لیا اس طرح اُنہوں نے شراب کا ایک دوسرا گھونٹ تجھے پلا دیا تاکہ تو جس جدت کی شراب کے نشے میں چُور رہتا اُس کا اثر مزید بڑھ جائے اور تُو ہوش و حواس سے عاری رہے اور اہلِ مغرب کے مکروہ مقاصد کی تقویت کا باعث بنا رہے۔

سخن ز نامہ و میزاں دراز تر گفتی بحیرتم کہ نہ بینی قیامتِ موجود

ترجمہ:۔ (اے ناصح!) نامۂ اعمال اور میزان کے متعلق تیری گفتگو بہت طویل ہے، میں حیرت میں ہوں کہ تو اس قیامت (فتنوں اور قوموں کے عروج و زوال) کو نہیں دیکھ رہا جو تیرے سامنے موجود ہے۔

تشریح اے نصیحت کرنے والے، اے رہنمائی کرنے والے اعمال نامے اور روزِ جزا و سزا کے بارے میں تیری گفتگو کس قدر طویل ہے کہ تو انہیں باتوں میں کھویا ہوا ہے اور جو قیامت اس وقت برپا ہے حیرت ہے کہ وہ تجھے دکھائی نہیں دے رہی۔

خوشا کسے کہ حرم را درونِ سینہ شناخت دمے تپید و گذشت از مقامِ گفت و شنود

ترجمہ:۔ وہ شخص کتنا خوش نصیب ہے کہ جس نے اپنے سینے کے اندر کے حرم کو پہچان لیا۔ وہ ایک لمحہ کیلئے تڑپا اور قیل وقال (بحث ومباحثہ اور گفت وشنید) کی منزل سے گزر گیا (اور حال وعمل کی منزل پر پہنچ گیا۔)

تشریح خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے اپنے سینے کے اندر کے حرم کو پہچان لیا اُس کا ایک پل کیلئے تڑپنا تمام گفت وشنید کی منزلوں کو سر کر گیا۔ یعنی وہ دلائل اور مباحثوں میں پڑنے کی بجائے ایک ہی جست میں عمل کی منزل پر پہنچ گیا۔

ازاں بمکتب و میخانہ اعتبارم نیست کہ سجدۂ نبرم بر در جبیں فرسودا!

ترجمہ:۔ موجودہ مدرسے اور مے خانے میں میرا اس لئے اعتبار نہیں ہے کہ میں اس دروازے پر سجدہ نہیں کرتا جس پر کہ ماتھے گھسے ہوئے ہیں۔ (مجھے ان جدت پسند مدارس اور مختلف قوموں سے متاثر خانقاہوں سے کوئی غرض نہیں۔ میں ان علماء وصوفیاء کا سخت مخالف ہوں جو لوگوں کو اللہ کی بجائے اپنے سامنے جھکا رہے ہیں۔)

تشریح مجھے اس دور کے مکتب اور شراب خانے پر اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہاں سر جھکانے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا لہٰذا میں ان کے دروازوں پر سجدہ نہیں کرتا۔ یعنی جو کچھ آج کل ہو رہا ہے کہ خانقاہوں پر بیٹھنے والے صوفی اور علما لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے کا درس دینے کی بجائے اپنے سامنے جھکانے کی تگ ودو میں لگے ہوئے ہیں۔

(51)

دیارِ شوق کہ در آشنا ست خاک آنجا بذرہ ذرہ تواں دید جانِ پاک آنجا

ترجمہ:۔ دیارِ شوق میں کہ جہاں کی مٹی درد سے شناسائی رکھتی ہے۔ وہاں ذرے ذرے میں پاک جان (سعید روحیں) دیکھی جا سکتی ہے۔

تشریح دیارِ شوق (مدینہ شریف) کی خاک دردز سے واقف ہے یہاں کے ایک ایک ذرے میں پاکیزہ زندگی دکھائی دیتی ہے۔ مدینہ منورہ کی خاک مدینے سے محبت کرنے والوں یعنی مسلمانوں کے ہر دکھ درد کا علاج ہے۔

مے مغانہ ز مغ زادگاں نمی گیرند نگاہ می شکند شیشہ ہائے تاک آنجا!

ترجمہ:۔ (اہلِ نظر) شراب نچوڑنے والوں کی شراب ان کے بچوں سے نہیں لیتے۔ وہاں تو انگور کی بیل کی صراحیوں کو نگاہ توڑ دیتی ہے۔

تشریح یہاں شراب کشید کرنے والوں کی شراب ان کے بچوں سے نہیں لیتے ساقی کوثر محمد ﷺ کی نگاہ انگوری بیل کے بھرے ہوئے پیالوں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

بہ ضبطِ جوشِ جنوں کوش در مقامِ نیاز — بہوش باش و مرو با قبائے چاک آنجا!

ترجمہ:۔ وہاں (محبوب کے پاس) جا کر اپنے جنون کے جوش کو ضبط میں رکھنا! کیونکہ وہ نیاز کا مقام ہے۔ وہاں ہوش میں رہ پھٹے ہوئے گریبان کے ساتھ مت جا۔!

تشریح حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں جا کر اپنے جنون کے جوش کو اپنے قابو میں رکھنا کیوں کہ وہ مقام نیاز کا مقام ہے اور اپنے ہوش وحواس میں رہنا اپنے پھٹے ہوئے گریبان کے ساتھ حاضری مت دینا۔

(52)

مئے دیرینہ و معشوقِ جواں چیزے نیست — پیشِ صاحب نظراں حور و جناں چیزے نیست

ترجمہ:۔ پرانی (تیز نشہ والی) شراب اور جوان معشوق کوئی (قابلِ ذکر) شے نہیں ہے۔ صاحبانِ نظر کیلئے حور اور جنت کوئی شے نہیں ہے (عشاق دیدارِ الٰہی کے لیے تڑپتے ہیں نہ کہ انعامات کے لیے۔)

تشریح پرانی شراب جس کا نشہ بہت تیز اور جسے بہت قیمتی تصور کیا جاتا ہے، جوان اور خوبصورت معشوق یہ کوئی قابلِ ذکر شے نہیں اور نہ ہی دیکھنے والی نگاہ رکھنے والوں کیلئے جنت اور جنت کی حور کوئی اہمیت رکھتے ہے ان کیلئے تو اللہ کا دیدار ہی سب کچھ ہے۔ جس کیلئے یہ ہمہ وقت تڑپتے رہتے ہیں اور ظاہر ہے اللہ کے عاشق کیلئے اللہ تعالیٰ کی ایک جھلک اللہ ہی کے اعلیٰ سے اعلیٰ انعام سے کروڑوں درجے بہتر ہے۔

ہر چہ از محکم و پایندہ شناسی، گذرد — کوہ و صحرا و بر و بحر و کراں چیزے نیست

ترجمہ:۔ جس شے کو تُو مضبوط اور ہمیشہ رہنے والی سمجھتا ہے، وہ فنا ہو جاتی ہے۔ (اس لئے) پہاڑ، صحرا، سمندر اور ساحل (میں سے دوام پانیوالی) کوئی شے نہیں ہے۔

تشریح اے مخاطب! غور کر جس شے کو تو نہایت مضبوط اور قائم و دائم رہنے والی سمجھتا ہے وہ فنا ہو جانے والی ہے خواہ وہ پہاڑ ہوں، صحرا ہوں، سمندر ہوں کہ سمندروں کے کنارے کسی شے کو ہمیشگی حاصل نہیں۔

دانشِ مغربیاں، فلسفۂ مشرقیاں — ہمہ بتخانہ و در طوفِ بتاں چیزے نیست

ترجمہ:۔ اہلِ مغرب کی دانش، اہلِ مشرق کا فلسفہ، یہ سب بت خانہ ہیں اور بتوں کے طواف میں کوئی چیز (فائدہ) نہیں ہے۔

تشریح مغرب والوں کی دانش ہو یا مشرق والوں کا فلسفہ یہ دونوں بت خانے ہیں اور بتوں کا طواف کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ مراد یہ کہ موجودہ دور کے علم و فن میں جن اقدار کی پذیرائی کی جا رہی ہے اور یہ علم و فن نئی نسلوں کو جس طرف لے جا رہا ہے وہ کسی بھی طرح لائق تحسین نہیں۔

از خود اندیش و ازیں بادیہ ترساں مگذر کہ تو ہستی و وجودِ دو جہاں چیزے نیست

ترجمہ:۔ خود پر غور کر (اپنی لیاقت کو پہچان) اور اس بیابان میں سے ڈرتا ہوا مت گزر، کیونکہ تو اور ہے اور دونوں جہانوں کا وجود کوئی چیز نہیں ہے (کائنات فانی ہے جبکہ تجھے جنت میں بقاء حاصل ہو گی۔)

تشریح اے مسلمان! اپنے آپ پر غور کر اور اپنے آپ کو پہچاننے کی کوشش کر کہ تجھ میں قدرت نے کیا کیا صلاحیتیں چھپا رکھی ہیں۔ اور اپنے دل سے اس بیابان یعنی دنیا کا خوف نکال دے اور اس سے مت گھبرا اس لئے کہ ہستی صرف تیری ہے اور دونوں جہان کوئی چیز نہیں۔

در طریقے کہ بنوکِ مژہ کاویدم من منزل و قافلہ و ریگِ رواں چیزے نیست

ترجمہ:۔ اس راہ میں جو میں نے اپنی مژہ کی نوک (خونِ جگر) سے کھودا ہے، منزل، قافلہ اور اڑتی ہوئی ریت کوئی شے نہیں ہے (معنی نہیں رکھتی۔)

تشریح جو راستہ میں نے اپنی پلکوں کی نوک سے تراشا تھا اس راستے میں نہ تو کوئی منزل ہے اور نہ ہی کوئی قافلہ اور نہ ہی اُڑتی ہوئی ریت یعنی یہ راہ معرفت کی راہ ہے جو ان چیزوں سے ماوراء ہے۔

(53)

قلندراں کہ بہ تسخیرِ آب و گل کوشند ز شاہ باج ستانند و خرقہ می پوشند

ترجمہ:۔ قلندر (حقیقی درویش) آب و گل کو مسخر کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ بادشاہوں سے محصول وصول کرنے والے ہوتے ہیں (بادشاہوں کے بادشاہ ہوتے ہوئے بھی) اور خرقہ (درویشانہ لباس) پہنتے ہیں۔

تشریح قلندر جو حقیقی درویش ہیں وہ دنیا کو تسخیر کرنے میں مصروف ہیں بظاہر انہوں نے درویشانہ لباس پہنا ہوتا ہے لیکن وہ بادشاہوں سے خراج وصول کرنے والے ہوتے ہیں یعنی ان کی درویشی بادشاہت تک کو اپنے خاطر میں نہیں لاتی۔

بجلوت اند و کمندے بہ مہر و ماہ پیچند بخلوت اند و زمان و مکاں در آغوشند!

''وہ قلندر جب جلوت میں ہوتے ہیں تو سورج اور چاند پر کمند ڈالتے ہیں۔ جب خلوت میں ہوتے ہیں تو زمان و مکان ان کی آغوش میں ہوتے ہیں۔''

تشریح وہ قلندر جس وقت جلوت میں ہوتے ہیں تو سورج اور چاند پر اپنی کمند ڈالتے ہیں اور جب خلوت یعنی تنہائی میں ہوتے ہیں تو زمان و مکان ان کی آغوش یعنی دسترس میں ہوتے ہیں۔

بروز بزم سراپا چو پرنیان و حریر بروز رزم خود آگاہ و تن فراموشند

ترجمہ:۔ وہ اولیاء اللہ خوشحالی کے دنوں میں قیمتی دیبا اور حریر کا لباس پہنتے ہیں۔ جنگ کے دنوں (جہاد فی سبیل اللہ) میں خودی سے آگاہ رہتے ہیں اور اپنے جسم خاکی کو فراموش کر دیتے ہیں۔

تشریح ایسے اللہ تعالیٰ کے دوست اور اللہ کی رضا میں راضی رہنے والے دوستوں کیلئے ریشم کی طرح نرم و ملائم ہوتے ہیں مگر حق و باطل کی جنگ کے دنوں میں وہ اپنے بدن سے بے پرواہ جہاد کے جوش میں مست اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہیں اور فولاد بن جاتے ہیں۔

نظام تازہ بچرخ دو رنگ می بخشند ستارہ ہائے کہن را جنازہ بر دوشند!

ترجمہ:۔ دو رنگوں والے آسمان کو نیا نظام بخشتے ہیں۔ پرانے ستارے کے جنازہ کو کندھوں پر اٹھاتے ہیں (دنیا بھر میں شریعت محمدی کا نفاذ چاہتے ہیں اور فرسودہ نظام کا قلع قمع کر دیتے ہیں۔)

تشریح اور اپنے معرکوں سے بوڑھے آسمان کے پرانے ستاروں کو جنازہ نکال دیتے ہیں اور اسے نیا نظام عطا کرتے ہیں۔ یعنی پوری دنیا میں شریعت محمدی ﷺ کا نفاذ چاہتے ہیں۔

زمانہ از رخ فردا کشود بند نقاب معاشراں ہمہ سرمست بادۂ دوشند

ترجمہ:۔ زمانے نے مستقبل کے چہرے سے نقاب اتار پھینکا ہے۔ معاشرہ پرانی شراب میں مسلسل مست ہے (مسلمان معاشرہ عصر حاضر کے علوم سے ناآشنا ہے۔)

تشریح زمانے نے آئندہ کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا ہے۔ مگر لوگ ابھی تک ماضی کی شراب کی مستی میں ڈوبے ہوئے ہیں یعنی جدید علوم سے آگاہ نہیں ہیں۔

بلب رسید مرا آں سخن کہ نتواں گفت بحیرتم کہ فقیہانِ شہر خاموشند!

ترجمہ:۔ میرے لبوں تک وہ بات آئی ہے جو نہیں کہی جا سکتی۔ میں حیران ہوں کہ فقیہانِ شہر خاموش کیوں ہیں!

تشریح لہٰذا میں نے وہ بات کہہ دی ہے جو کہی نہیں جا سکتی تھی۔ میں نے حقیقت کا پردہ چاک کر دیا ہے اور حیران ہوں کہ شہر کے مفتیوں نے ابھی تک میرے خلاف کوئی فتویٰ کیوں نہیں دیا اور وہ مسلسل چپ کیوں سادھے ہوئے ہیں۔

(54)

دو دستہ تیغم و گردوں برہنہ ساخت مرا فساں کشید و بروے زمانہ آخت مرا

ترجمہ:۔ میں دونوں ہاتھوں سے چلانے والی تلوار ہوں اور آسمان نے مجھے بے نیام کر دیا ہے۔ قدرت نے مجھے سان پر چڑھایا اور زمانے پر چلایا (مجھ سے زمانہ کی اصلاح اور باطل قوتوں کے قلع قمع کا کام لیا۔)

تشریح میں دونوں ہاتھوں سے چلانے والی تلوار ہوں اور آسمان نے مجھے اس لئے بے نیام کر دیا ہے کہ میں زمانے کی اصلاح کروں اور باطل قوتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دوں۔ قدرت نے بھی مجھے اسی لئے سان پر چڑھا کر تیز کیا ہوا ہے تا کہ میں اپنی پوری صلاحیت سے زمانے پر چلوں۔

من آں جہانِ خیالم کہ فطرتِ ازلی جہانِ بلبل و گل را شکست و ساخت مرا

ترجمہ:۔ میں وہ خیالوں کا جہان ہوں کہ ازلی فطرت نے بلبل اور گل کے جہان کو توڑا اور مجھے بنایا۔

تشریح میں ہی وہ خیالوں کا جہان ہوں جسے فطرت گل و بلبل کے جہان کو توڑ کر وجود میں لائی ہے۔

مئے جواں کہ بہ پیمانۂ تو می ریزم ز راوقے است کہ جام و سبو گداخت مرا

ترجمہ:۔ وہ جوان شراب جو میں تیرے پیالے میں ڈال رہا ہوں، اس شراب کے برتن سے ہے جس کی شراب نے میرے لیے پیالے اور مٹکے کو پگھلا دیا ہے۔

تشریح لہٰذا وہ جوان شراب جو میں تیرے پیالے میں ڈال رہا ہوں یہ ایک تیز شراب ہے کہ اس نے

میرے جام اور سبو کو پگھلا کے رکھ دیا ہے۔ یعنی جو نئے افکار تجھے سونپ رہا ہوں یہ نہایت پُر اثر اور سودمند ثابت ہوں گے۔ ان سے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کر۔

نفس بہ سینہ گدازم کہ طائرِ حرمم   تواں ز گرمیِ آوازِ من شناخت مرا

ترجمہ:۔ میں اپنے سانس کو اپنے سینے میں گداز کر رہا ہوں، کیونکہ میں حرم کا پرندہ ہوں۔ مجھے میری آواز کی گرمی (پرجوش نوا) سے پہچانا جا سکتا ہے۔

تشریح: میں حرم کا پرندہ ہوں اور اپنے سانس کو اپنے سینے میں محفوظ کر رہا ہوں تا کہ اس کا گداز بھی کم نہ ہو مجھے میری جوش سے بھری ہوئی آواز سے پہچانا جا سکتا ہے۔ مراد ہے کہ مسلمان کا اپنا ایک انداز ہے جسے اس کے انداز سے فوراً پہچانا جا سکتا ہے۔ جبکہ باقی اقوام کے لوگ اپنی الگ شناخت رکھنے سے قاصر ہیں۔

شکست کشتیِ ادراکِ مرشدانِ کہن   خوشا کسے کہ بدریا سفینہ ساخت مرا!

ترجمہ:۔ پرانے مرشدوں کی عقل و خرد کی کشتی ٹوٹ گئی۔ خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے دریا میں مجھے کشتی بنایا (میری شاعری کے ذریعے غم، بدعملی اور غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔)

تشریح: پرانے صوفیوں کی عقل کی کشتی ٹوٹ گئی لہٰذا وہ اس کے سہارے نہ تیر سکتے ہیں اور نہ ہی پار اتر سکتے ہیں وہ لوگ خوش قسمت ہیں جنہوں نے اس زمانے کے دریا میں میرے علم و فن سے استفادہ کیا اور مجھے کشتی بنایا۔ یعنی جنہوں نے میری مدد حاصل کی وہ یقیناً کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔

(55)

مثلِ شرر ذرّہ را تن بہ تپیدن دہم   تن بہ تپیدن دہم، بال پریدن دہم!

ترجمہ:۔ میں ذرّے کو شرارے کی طرح تن گرم کرنے کا طریقہ سکھاتا ہوں۔ میں اسے تن گرم کرنے کا طریقہ سکھاتا ہوں، اسے اڑنے والے بازو عطا کرتا ہوں (میری شاعری عام آدمی میں بھی جوش و جذبہ پیدا کر دیتی ہے۔)

تشریح: میری شاعری میں وہ جوہر موجود ہے جس کے ذریعے میں ذرے کو شرارے کی طرح بدن گرم کرنے کا ہنر سکھاتا ہوں اور اُسے اُڑنے والے بازو عطا کرتا ہوں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ شرارہ ذرے کی طرح ہوتا ہے اور جب آگ کے شعلے سے جدا ہوتا ہے تو حالت پہ

واز میں ہوتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرے فنِ شاعری کی بدولت عام آدمی میں جوش و جذبہ پیدا ہوا۔

سوزِ نوایم نگر! ریزۂ الماس را   قطرۂ شبنم کنم، خوے چکیدن دہم

ترجمہ:۔ میری پُر سوز نوا کو ملاحظہ کر کہ میں الماس کے ٹکڑے کو شبنم کا قطرہ بنا دیتا ہوں اور اسے ٹپکنے کی عادت دے دیتا ہوں (پتھر دل شخص بھی میری شاعری سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔)

تشریح میری شاعری میں وہ اثر ہے کہ میں ہیرے کے ٹکڑے کو ایسا گداز بخشتا ہوں کہ اُسے شبنم کے قطرے میں ڈھال دیتا ہوں اور جونہی وہ قطرے میں بدل جاتا ہے تو اسے ٹپکنے کی عادت عطا کر دیتا ہوں یعنی میری شاعری پتھر دل شخص کو بھی موم کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

چوں ز مقامِ نمود نغمۂ شیریں زنم   نیم شباں صبح را میلِ دمیدن دہم

ترجمہ:۔ چونکہ میں مقامِ نمود سے شیریں نغمہ الاپ رہا ہوں، اس لئے میں آدھی راتوں میں ہی صبح کو ظہور کی رغبت عطا کر دیتا ہوں (میں کل "مستقبل" کے کام کو آج "حال" ہی میں کرنے کا عادی ہوں۔)

تشریح جس وقت میں اپنے مقام سے شیریں نغمہ الاپتا ہوں تو آدھی رات کو صبح کے انداز عطا کر دیتا ہوں یعنی رات کی سیاہی کو بھی دن کا اُجالا بخش دیتا ہوں اور آنے والے وقت کا کام وقت سے پہلے ہی سرانجام دے دیتا ہوں۔

یوسفِ گم گشتہ را باز کشودم نقاب   تا بہ تنک مایگاں ذوقِ خریدن دہم

ترجمہ:۔ میں نے پھر سے گم شدہ یوسف کی نقاب کشائی کی ہے، تاکہ کم مایہ اشخاص میں اس کی خریداری کا ذوق پیدا کروں۔

تشریح یوسف جو گم ہو گیا تھا میں اُسے پھر سے ڈھونڈ لایا ہوں تاکہ وہ لوگ جن کے پاس بہت کم سرمایہ ہے اُن میں بھی یوسف کو خریدنے کا ذوق پیدا کر دوں اور وہ کم سرمایہ ہونے کی وجہ سے مایوس نہ ہوں۔

عشقِ شکیب آزما خاک ز خود رفتہ را   چشمِ ترے داد و من لذتِ دیدن دہم

ترجمہ:۔ حوصلہ کو آزمانے والے عشق نے خود سے غافل (مقصد بھول جانے والی) خاک (انسان) کو تر آنکھ عطا کی ہے۔ اور میں اس آنکھ میں دیکھنے کی لذت پیدا کر رہا ہوں۔

تشریح صبر کو آزمانے والے عشق نے اپنے آپ کو اور اپنے مقصد کو بھول جانے والے مسلمان کو رونے والی آنکھ عطا کر دی ہے۔ یعنی اُسے اپنی بھول کا احساس ہونے لگا ہے اور میں اس آنکھ میں دیکھنے کی لذت پیدا کر رہا ہوں تا کہ وہ زمانے کو دیکھے اور اس کے مطابق اپنی ودیعت شدہ صلاحیتوں سے کام لے کر اپنے روشن مستقبل کی طرف گامزن ہو۔

(56)

خودی را مردم آمیزی دلیل نارسائی ہا تو اے درد آشنا بیگانہ شو از آشنائی ہا!

ترجمہ:۔ خودی کا لوگوں میں گھلنا ملنا منزل تک نہ پہنچنے کی دلیل ہے۔ درد سے شناسائی رکھنے والے! تو آشنائی (جلوت) سے بیگانہ ہو جا (اور خلوت اختیار کر۔)!

تشریح درد سے آشنائی رکھنے والے دوسروں سے میل جول تیری کامیابی کی دلیل نہیں کیونکہ اس وجہ سے تیری خودی میں نا پختگی رہے گی۔ لہذا جلوت کو چھوڑ اور خلوت اختیار کر تا کہ تیری خودی پختگی سے ہمکنار ہو جائے۔ اور تو اپنے مقاصد کے حصول میں کامیابیاں حاصل کر لے۔

بدرگاہِ سلاطیں تا کجا ایں چہرہ سائی ہا بیا موز از خدائے خویش ناز کبریائی ہا!

ترجمہ:۔ تو کب تک بادشاہوں کی چوکھٹ پر جبین گھساتا رہے گا؟ آ اور اپنے معبودِ حقیقی سے کبریائی کا ناز سیکھ (تو مظہرِ صفاتِ خداوندی ہے۔ غیر اللہ کے سامنے جھک کر خود کو ذلیل و رسوا مت کر۔)

تشریح اے مسلمان! تیرا یہ مقام نہیں کب تک اس طرح دوسروں کے سامنے جھک جھک کر خود کو ذلیل و خوار کرتا رہے گا آ اور اپنے معبودِ حقیقی جو ایک ہے اور پاک ہے اُس سے بے نیازی کا انداز سیکھ یعنی اپنے خالقِ حقیقی کی عبادت کر اور دوسروں سے توقع رکھنے کی بجائے اپنے اللہ پر بھروسا کر اور دنیا کے تمام جھوٹے خداؤں سے بے نیاز ہو جا۔

محبت از جوانمردی بجائے می رسد روزے کہ افتد از نگاہش کاروبارِ دلربائی ہا!

ترجمہ:۔ محبت جواں مردی کی وجہ سے ایک روز اپنے مقام پر پہنچ جائے گی کہ دلربائی کا کاروبار اس کی نگاہ میں گر جائے گا۔

تشریح محبت باہمت ہے اور اپنی ہمت کی وجہ سے ایک دن اپنے مقام پر پہنچ جائے گی۔ اور یہ وہ مقام ہے کہ محبوب کی ادائیں اور ناز اسے متاثر نہیں کرتے۔ یعنی اس میں شانِ بے نیازی

پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اس کی معراج ہے۔

چناں پیشِ حریم او کشیدم نعرۂ دردے کہ دادم محرماں را لذّتِ سوزِ جدائی ہا

ترجمہ:۔ چنانچہ میں نے اس کے حرم کے سامنے درد کے نالے اس طرح بلند کئے کہ میں نے محرموں کو جدائی کے سوز کی بہت سی لذتیں سکھا دیں۔

تشریح چنانچہ میں نے اُس کے حرم کے سامنے درد کا نغمہ اس طرح گایا کہ محرم بھی جدائی کے سوز کی لذت محسوس کرنے لگے۔ یعنی میرے درد بھرے جدائی کے نغمے کی وجہ سے فرشتے بھی جدائی کے سوز کی لذت محسوس کرنے لگے۔

ازاں بر خویش می بالم کہ چشمِ مشتری کور است متاعِ عشق نافرسودہ ماند از کم روائی ہا

ترجمہ:۔ میں خود اس لئے بھی ناز کرتا ہوں کہ خریدار کور چشم (آنکھوں سے محروم) ہے۔ اس کے کم عمل و بخل کے سبب متاعِ عشق فرسودہ نہیں ہوئی۔

تشریح مجھے اپنے آپ پر اس لئے بھی ناز ہے کہ خریدار دیکھ نہیں سکتا اگر خریدار دیکھنے کے قابل ہوتا تو عشق میں یوں تر و تازگی نہ ہوتی۔ خریداری کور چشمی کے سبب عشق شاداب ہے۔

بیا بر لالہ پا کوبیم و بیباکانہ مے نوشیم کہ عاشق را بحل کردند خونِ پارسائی ہا

ترجمہ:۔ آ! کہ گل لالہ پر رقص کریں اور بے باک ہو کر جام پئیں، کیونکہ عاشقوں پر پارسائی کا خوں کرنا حلال ہے۔

تشریح آ کہ لالہ و گل پر رقص کرکے ان کو اپنے پیروں تلے مسل دیں اور سب کے سامنے شراب پئیں کیونکہ عاشقوں کیلئے پارسائی کا خون حلال کر دیا گیا ہے یعنی انہیں دیدارِ عام کی اجازت دے دی گئی ہے اور درمیان میں جو منزلیں حائل رکھی گئی تھیں سب کی سب اُٹھا گئی ہیں۔

بروں آ از مسلماناں گریز اندر مسلمانی مسلماناں روا دارند کافر ماجرائی

ترجمہ:۔ (نام کے) مسلمانوں سے باہر آ جا اور (حقیقی) اسلام میں داخل ہو جا۔ (عصرِ حاضر کے) مسلمانوں نے تو کافری طریقے اپنا رکھے ہیں (عصرِ حاضر کے مسلمان نے مسلمانوں کے افکار، عادات اور تہذیب کو پامال کر دیا اور اہلِ مغرب کی تہذیب، جدت اور علوم وفنون کا دلدادہ بن گیا، یوں وہ نام کا تو مسلمان ہے لیکن اس کے تمام اعمال و افعال اور رہن سہن کافروں جیسا ہے۔ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے معاشرتی معاملات ہوں یا تجارتی و سیا

ہوں یا اخلاقی تمام کے تمام کافروں کے زیرِ اثر آ چکے ہیں اور کافرانہ نظام جمہوریت نے مسلمان ممالک کے تشخص کو ختم کر کے فتنوں کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔)

تشریح دکھا دے اور تمام کے مسلمانوں سے باہر آ جا۔ حقیقی اسلام پر ایمان لا اور اُس میں پورا پورا داخل ہو جا۔ اس لئے کہ موجودہ دور کے مسلمانوں نے جو طریقے اپنا رکھے ہیں وہ کافری ہیں اس طرح آج کے مسلمانوں کو دنیا و آخرت میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ انہوں نے اپنی اعلیٰ اقدار اور شان و شوکت والے دین کو چھوڑ کر بے دینی کی پیروی کی اور جس مقصد کیلئے انہیں پیدا کیا گیا اُس مقصد کو بھلا کر دنیا داری اور ہوس پرستی میں لگ گئے۔

(57)

چوں چراغِ لالہ سوزم در خیابانِ شما اے جوانانِ عجم جانِ من و جانِ شما!

جمہ:۔ اے عجم کے نوجوانو! مجھے اپنی اور تمہاری جان کی قسم! میں تمہارے باغ کی روش پر گلِ لالہ کے چراغ کی طرح جلتا جا رہا ہوں۔

تشریح اے عجم کے نوجوانو! میں تمہاری جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنی اور تمہاری جان کو خیابان میں لالہ کے پھول کے چراغ کی طرح جلا رہا ہوں۔

غوطہ ہا زد در ضمیرِ زندگی اندیشہ ام تا بدست آوردہ ام افکارِ پنہانِ شما

جمہ:۔ زندگی کے ضمیر میں میری فکر نے بہت سے غوطے لگائے، تب کہیں جا کر تمہارے پوشیدہ خیالات میرے ہاتھ آئے ہیں۔

تشریح زندگی کے گہرے سمندر میں میری فکر نے بہت غوطے لگائے ہیں یعنی زندگی کے سمندر کو بار بار کھنگالا ہے پھر کہیں جا کر میں تمہاری چھپی ہوئی سوچ اور تمہارے خیالات تک پہنچ پایا ہوں۔

مہر و مہ دیدم نگاہم برتر از پرویں گذشت ریختم طرحِ حرم در کافرستانِ شما!

جمہ:۔ میں نے سورج اور چاند کو دیکھا، میری نگاہ پرویں (سب سے بلند ستارے) سے بھی آگے نکل گئی۔ (اے مسلمان نوجوان!) میں نے تمہارے کافرستان (دین سے انحراف کرنے والے دل) میں کعبہ (اسلامی فکر و اخلاق) کی بنیاد رکھ دی۔

تشریح میں نے سورج اور چاند کو دیکھا پھر میری نگاہ بلند ترین ستاروں سے بھی آگے نکل گئی

۔اے مسلمان نوجوان! تب کہیں جا کر میں نے تیرے کافرستان یعنی تیرے دل میں کعبے کی بنیاد رکھی۔ مراد یہ کہ تو ہی اس قابل تھا جو اسلامی فکر و اخلاق اور دین کی حفاظت اور تشہیر کا بیڑا اٹھا سکتا تھا۔

تا سنانش تیز تر گردد فرو پیچیدمش شعلۂ آشفتہ بود اندر بیابانِ شما

ترجمہ:۔ تاکہ اس کی نوک اور تیز ہو جائے، اس لیے میں نے اس شعلۂ آشفتہ کو لپیٹ لیا۔ اس شعلہ کو جو تمہارے بیابان میں آوارہ تھا۔

تشریح میں نے تمہارے بیابان کے آوارہ شعلے کی زبان کو تیز کر کے تمہارے دلوں میں بھر دیا تاکہ اس کی حرارت سے تم زندگی کے رازوں کو پانے کیلئے مسلسل جدوجہد کر سکو۔

فکرِ رنگینم کند نذرِ تہی دستانِ شرق پارۂ لعلے کہ دارم از بدخشانِ شما

ترجمہ:۔ میرا رنگین فکر وہ لعل کا ٹکڑا اہلِ مشرق کے ہاتھوں کی نذر کر رہا ہے جو میں نے تمہارے بدخشاں (وسط ایشیا کا علاقہ جہاں کے لعل بہت مشہور ہیں) سے لیا ہے۔

تشریح اے مشرق میں بسنے والے مسلمان نوجوانو! میں اپنی رنگین فکر کا وہ قیمتی جوہر کا ٹکڑا جو لعل کہلاتا ہے آپ کی نذر کر رہا ہوں یہ لعل میں تمہارے ہی علاقے بدخشاں سے حاصل کیا ہے۔ یعنی تم بھی اپنی ہمت اور کوشش سے بدخشاں سے لعل حاصل کر سکتے ہو۔

می رسد مردے کہ زنجیرِ غلاماں بشکند دیدہ ام از روزنِ دیوارِ زندانِ شما

ترجمہ:۔ وہ مرد آ رہا ہے کہ جو غلاموں کی زنجیریں اتار دے گا۔ میں نے تمہارے قید خانہ کی دیوار کے روشن دان سے (اسے) دیکھا ہے۔

تشریح میں نے تمہارے قید خانے کی دیوار کے روشن دان سے دیکھ لیا ہے ایک مرد ایسا آنے والا ہے جو غلاموں کی زنجیروں کو توڑ دے گا۔ اور تمہیں آزادی سے ہم کنار کر دے گا۔ یعنی حضور اکرم ﷺ کا ظہور ہونے والا ہے جو ہر دکھی کا سہارا ہیں۔

حلقہ گردِ من زنید اے پیکرانِ آب و گِل آتشے در سینہ دارم از نیاکانِ شما!

ترجمہ:۔ اے مٹی اور پانی کے بنے ہوئے پیکرو! میرے گرد حلقہ بناؤ۔ میں اپنے سینہ میں ایسی آگ رکھتا ہوں جو میں نے اسلاف (سابقہ مسلمان بزرگ شخصیات) سے لی ہے۔

تشریح اے مٹی کے پتلو میرے قریب آؤ۔ میں اپنے سینے میں تمہارے ہی بزرگوں کی آگ رکھتا ہوں آؤ کہ یہ آگ تمہارے دلوں میں بھر دوں اور تم اپنے بزرگوں کی طرح دین اسلام کی خدمت

میں بٹ جاؤ۔ اور اپنی کھوئی ہوئی شان وشوکت کو پھر سے بحال کرو۔

(58)

دمِ مرا صفتِ بادِ فرودیں کردند گیاہ را ز سرشکم چو یاسمیں کردند

ترجمہ:۔ میرے سانس کو بہار کی ہوا کی صفات عطا کر دیں۔ میرے آنسوؤں سے گھاس کو یاسمین کے پھولوں کی مانند بنا دیا۔

تشریح قدرت نے میرے سانس کو بہار کی ہوا کی صفات عطا کر دی ہیں اور میرے سانس اور آنسوؤں نے ملکر گھاس کو چنبیلی کے پھولوں کی طرح بنا دیا ہے۔

نمودِ لالۂ صحرا نشیں ز خونابم چنانکہ بادۂ لعلے بساتگیں کردند

ترجمہ:۔ صحرائی گلِ لالہ کی نشوونما میرے خالص خون سے ہوئی ہے۔ چنانچہ لعل جیسی سرخ شراب میری پیالے میں ڈالی گئی ہے۔

تشریح میرے پیالے میں جو سرخ شراب بھری ہوئی ہے یہ شراب نہیں بلکہ میرا خون ہے میں نے صحرا کے پھولوں کو اسی خون سے سیراب کیا ہے لہٰذا ان پھولوں کی سرخی اور تازگی میرے خالص خون کی بدولت ہے۔

بلند بال چنانم کہ بر سپہرِ بریں ہزار بار مرا نوریاں کمیں کردند

ترجمہ:۔ میں اتنا بلند پرواز والا ہوں کہ آسمان کی بلندیوں پر فرشتوں نے مجھے پکڑنے کیلئے ہزار بار گھات لگائی ہے۔

تشریح آسمانوں کی بلندیوں پر فرشتے مجھے پکڑنے کیلئے گھات لگائے بیٹھے تھے لیکن میں اپنی بلند پرواز کی وجہ سے اُن کے قابو میں نہیں آیا اقبال نے یہاں ایک انسان کے رتبے کے بارے میں کہا ہے کہ ایک صحیح انسان اپنے رتبے کے اعتبار سے فرشتوں سے کہیں بلند مقام رکھتا ہے۔

فروغِ آدمِ خاکی ز تازہ کاری ہاست مہ و ستارہ کنند آنچہ پیش ازیں کردند

ترجمہ:۔ آدمِ خاکی کی قدروقیمت اس کے نئے نئے کاموں (ایجادات) سے وابستہ ہے۔ جب کہ چاند اور تارے وہی کر رہے ہیں جو اپنی تخلیق کے وقت سے کرتے آئے ہیں۔

تشریح مٹی سے بنے ہوئے انسان کی قدروقیمت اس لئے ہے کہ یہ نئے نئے کام کرتا ہے اور نئی نئی چیزوں کی تلاش میں لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے اس کے افکار اس کے کردار کا رُخ

متعین کرتے ہیں اور انکی جدوجہد کی شدت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں اور یہ اپنے لئے نئے سے نئے جہان پیدا کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

چراغ خویش بر افروختم کہ دست کلیم   دریں زمانہ نہاں زیر آستیں کردند

ترجمہ:۔ میں نے اپنا چراغ روشن کیا کیونکہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے (آستین سے نکل کر چمکنے والے) ہاتھ کو اس زمانے میں آستین کے اندر کر دیا ہے۔

(پہلے لوگوں کی ہدایت کیلئے پیغمبر آتے تھے۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی آمد کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا، اس لئے اب ان کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں اپنی زندگی کے چراغ روشن کرنے ہیں۔)

تشریح مجھے اپنا چراغ روشن کرنا پڑا اس لئے کہ موجودہ زمانے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آستین سے نکل کر چمکنے والا ہاتھ آستین کے اندر کر دیا ہے۔ یعنی موجودہ زمانے کو راہِ راست پر لانے کیلئے نئی حکمت عملی کو بروئے کار لانا ضروری تھا سو میں نے یہی کام کیا تاکہ لوگ حق کی طرف آئیں اور باطل کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔

در آ بسجدہ و یاری ز خسرواں مطلب   کہ روزِ فقر نیاگانِ ما چنیں کردند

ترجمہ:۔ اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جا اور بادشاہوں کی دوستی طلب نہ کر، کیونکہ بوقت حاجت ہمارے اسلاف ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

تشریح اے مسلمان! اس، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو جا اور بادشاہوں کے آگے جھکنے اور اُن کی غلامی سے باز آ جا کیونکہ ضرورت کے وقت ہمارے بزرگ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور اپنی حاجت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے حضور بیان کیا کرتے تھے اور اُسی سے مدد مانگا کرتے تھے اور اللہ اُن کی مدد کیا کرتا تھا۔

(59)

گذر از آنکہ ندیدست و جز خبر ندہد   سخن دراز کند لذت نظر ندہد

ترجمہ:۔ عقل سے کنارہ کش ہو جا کہ جو حقیقت کو ملاحظہ نہیں کر سکی اور جو بجز اس کے کوئی خبر نہیں دیتی۔ اس کی بات لمبی ہے لیکن نظر کی لذت پیدا نہیں کرتی (عقل نتائج تو اخذ کر سکتی ہے لیکن معرفت و حقیقت تک نہیں پہنچا سکتی، اس کے لیے عشق کا سہارا لے اور عقل سے گزر جا۔)

تشریح عقل حقیقت کو دیکھنے سے قاصر ہے اس لئے عقل کے پیچھے نہ لگ اس سے الگ ہو جا

کیونکہ یہ تجھے صرف اور صرف دلیلوں میں الجھائے رکھے گی بات کی تہ تک پہنچنے ہی نہیں دے گی اصل حقیق اور معرفت سے آشنا نہیں ہونے دے گی بلکہ جو کچھ تو نظارہ کرے گا تیری آنکھوں میں اُس نظارے کے بارے یقین پیدا نہیں ہونے دے گی اور تیرے راستے میں گمان کی دلدل پیدا کرے گی۔

شنیده ام سخن شاعر و فقیہ و حکیم اگرچہ نخل بلند است برگ و بر ندہد!

ترجمہ:۔ میں نے سن رکھی ہیں شاعر، فقیہ اور حکیم کی باتیں۔ اگرچہ ان کی باتیں بلند درخت ہے (لیکن) وہ درخت برگ و بار سے محروم ہے۔

تشریح میں نے شاعروں، مفتیوں اور حکیموں کی باتیں سن رکھی ہیں ان کی باتیں اپنی جگہ بلند مرتبت ہیں بالکل ایک اُونچے درخت کی طرح لیکن کیا فائدہ اگر درخت شاخوں اور پتوں سے ہی محروم ہو یعنی ان کی باتوں سے فیض یاب نہیں ہوا جا سکتا۔ فیض یابی کیلئے سچے درویش کی باتوں کی طرف دھیان دے۔

تجلی کہ بروپیر دیر می نازد! ہزار شب دہد و تاب یک سحر ندہد

ترجمہ:۔ زمانے کا بوڑھا (فلسفی) جس تجلی (عقل) پر ناز کرتا ہے، وہ تجلی ہزاروں راتیں تو دیتی ہے (حقیقت کے راستے میں اندھیرا بکھیر دیتی ہے) اور ایک صبح کی چمک نہیں دیتی (حقیقت کی تلاش میں مددگار ثابت نہیں ہوتی)۔

تشریح زمانے کا بوڑھا فلسفی یعنی عقل مند جب عقل پر ناز کرتا ہے۔ وہ عقل اسے تحقیق اور دلائل میں الجھانے کیلئے سینکڑوں راتیں تو دے سکتی ہے لیکن ایک صبح کی چمک عطا نہیں کر سکتی۔ جو اسے حقیقت سے آشنا کر دے۔

ہم از خدا گلہ دارم کہ بر زباں نرسد متاع دل بَرَد و یوسفے بہ بر ندہد

ترجمہ:۔ مجھے تو رب سے بھی شکوہ ہے، لیکن وہ شکوہ زبان تک نہیں آتا۔ (وہ شکوہ یہ ہے کہ) وہ دل کی متاع تو لے جاتا ہے اور وہ یوسف کو پہلو میں نہیں دیتا (اللہ تعالیٰ نے مجھے عشق کی دولت تو عطا کی ہے لیکن اپنے جلوے سے محروم رکھا ہے۔)

تشریح مجھے اپنے رب سے شکوہ تو ہے لیکن میرا شکوہ کبھی میری زبان پر نہیں آیا۔ شکوہ یہ ہے کہ وہ دل کی متاع جس کے عوض مجھے یوسف ملنے والا تھا وہ متاع اُس نے لے لی اور مجھے محبوب عطا نہیں کیا۔

نہ در حرم نہ بہ بتخانہ یابم آں ساقی کہ شعلہ شعلہ بہ بخشد شرر شرر ندہد!

ترجمہ:۔ میں وہ ساقی نہ حرم میں پاتا ہوں اور نہ بت خانے میں، کہ جو شعلہ شعلہ (زیادہ) تو بخشتا ہو، لیکن شرر شرر (کم) نہ دے (موجودہ زمانے کے تمام فیض رساں بخیل ہیں، قطرہ قطرہ تو بخشتے ہیں لیکن دریا دلی و سخاوت کا ثبوت نہیں دیتے۔

تشریح وہ حقیقی شراب پلانے والا نہ تو حرم میں کوئی ہے اور نہ ہی بُت خانے میں۔ جو عشق کی آگ شراروں کی بجائے شعلوں کے روپ میں دے۔ یعنی کھلے دل کا مالک ہو اور سخی ہو۔ جبکہ اس دور کے تمام فیض پہنچانے والے بخل سے کام لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فیض کی مسلسل ترسیل نہیں ہو پاتی اور لوگ محروم رہ جاتے ہیں اور غیر اسلامی قوتوں کے نرغے میں آجاتے ہیں۔

(60)

دریں صحرا گذر افتاد شاید کاروانے را پس از مدت شنیدم نغمہ ہائے ساربانے را

ترجمہ:۔ اس صحرا میں شاید کسی قافلے کا گزر ہوا ہے، کیونکہ بہت مدت کے بعد میں نے ساربان کا نغمہ سنا ہے۔

(مسلمان قوم کے زوال کے بعد اب مجھے کچھ ایسے حضرات نظر آتے ہیں جن کی مساعی جمیلہ پھر مسلمان امت کے عروج کا سبب بنے گی۔)

تشریح شاید اس صحرا سے کوئی قافلہ گزر رہا ہے کہ میرے کانوں میں بڑے عرصے بعد اونٹوں پر سوار قافلے کے نغموں کی آوازیں آرہی ہیں۔ مراد یہ کہ مسلمان قوم اپنے زوال کے بعد پھر سے اپنے قدموں پر کھڑے ہو رہی ہے اور پھر سے اپنے وقار اور شان و شوکت کا دھاک بٹھانے والی ہے۔

اگر یک یوسف از زندانِ فرعونے بروں آید بغارت می تواں دادن متاعِ کاروانے را

ترجمہ:۔ اگر ایک یوسف (سرفروش) ہی فرعون (عزیزِ مصر) کے زندان سے باہر آجائے تو ایک کاروان کی متاع کو غارت کیا جا سکتا ہے (ایک مسلمان سرفروش ہی انقلاب برپا کرنے کے لیے کافی ہوگا۔)

تشریح یوں سمجھو کہ اگر فرعون کے قید خانے سے ایک یوسف باہر آجائے تو اس پر کارواں کا سارا مال و متاع قربان کیا جا سکتا ہے۔ یعنی اگر اس قافلے سے چند لوگ بھی مسلمانوں کی کھوئی

ہوئی عزت واپس لا سکتے ہیں تو ان کیلئے پورے قافلے کی ہر چیز قربان کی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ مسلمان سرفروش ہی انقلاب برپا کر سکتا ہے اور اُمت مسلمہ کو نئے سرے سے استحکام دے سکتا ہے۔

(61)

ترا ناداں امید غم گساری ہا ز افرنگ است؟ دلِ شاہیں نسوزد بہر آں مرغے کہ در چنگ است

ترجمہ:۔ اے نادان! تجھے غم گساری کی امید یورپ والوں سے ہے؟ شاہین کا دل اس پرندے (شکار) کے لیے ہرگز نہیں جلتا جو اس کے پنجے میں ہو۔ (شکاری کبھی شکار پر رحم نہیں کھاتا، یونہی تو محکوم ہے اور اہل یورپ ظالم وسفاک حکمران، وہ کبھی بھی تیرے ساتھ رحم کا معاملہ نہیں کریں گے)

تشریح اے نا سمجھ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ تجھے یورپ والوں پر اُمید اور بھروسا ہے کہ وہ مشکل وقت میں تیرا ساتھ دیں گے اے بے وقوف یہ ممکن نہیں کیونکہ تو اُس کی گرفت میں ہے تو تیرا ہمدرد کیسے ہو سکتا ہے۔ ویسے بھی شاہین اپنے دل میں اُس پرندے کیلئے کبھی نرم گوشہ نہیں رکھتا جو اُس کے پنجے میں ہو لہٰذا اُن سے خیر خواہی کی اُمید محض اپنے آپ کو دھوکا دینے کے مترادف ہے۔

پشیماں شو اگر لعلے ز میراثِ پدر خواہی کجا عیشِ بروں آوردنِ لعلے کہ در سنگ است

ترجمہ:۔ اگر تو اپنے باپ دادا کی وراثت کا آرزومند ہے تو پشیمان ہو جا۔ جو مزا پتھر سے لعل نکالنے میں ہے وہ مزا اور کہاں ہے؟ (اسلاف کی وراثت کے امیدوار! تجھے جذبہ جہاد بیدار کرنا پڑے گا اور میدان عمل میں اترنا پڑے گا۔)

تشریح اے مسلمان! اگر تجھے اپنے باپ دادا کی وراثت میں لعل و گوہر مل جائیں تو یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ مزا تو جب ہے کہ تو خود پتھر کے جگر سے لعل نکالے، یعنی تجھے میدان عمل میں سخت محنت کی ضرورت ہے جو تجھے کرنا ہوگی۔

سخن از بود و نابود جہاں با من چہ می گوئی من ایں دانم کہ من ہستم ندانم ایں چہ نیرنگ است

ترجمہ:۔ جہان کی ہستی و نیستی کی بات تو مجھ سے کیا کہتا ہے؟ میں تو اتنا جانتا ہوں کہ میں "ہوں" اور میں یہ نہیں جانتا کہ یہ (جہان) کیا تماشا ہے۔

تشریح جہان کے ہونے اور نہ ہونے کی بات مجھ سے کیا کرتا ہے میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ میں

ہوں جہان کیا چیز ہے اور کیا تماشا ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا۔ یعنی میرا ہونا ہی سب سے بڑی حقیقت ہے اس لئے یہی حقیقت مجھ پر ظاہر ہے۔

دریں میخانہ ہر مینا ز بیم محتسب لرزد   مگر یک شیشۂ عاشق کہ از وے لرزہ بر سنگ است

ترجمہ:۔ اس میخانہ میں ہر صراحی محتسب کے سامنے پیش ہونے سے لرزتی ہے۔ مگر ایک عاشق کا جام ہے کہ جس کی وجہ سے پتھروں پر لرزہ طاری ہے۔

تشریح محتسب کے خوف سے اس میخانے کی ہر صراحی خوف سے لرز رہی ہے۔ صرف عاشق ہی کا ایک پیمانہ ایسا ہے جسے دیکھ کر پتھر پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے یعنی عشق وہ طاقت ہے جو ہر خوف سے ماورا ہے اور یہ جس کو حاصل ہو جائے اُس کے دل سے بھی ہر ایک خوف ختم ہو جاتا ہے۔

خودی را پردہ میگوئی؟ بگو! من با تو ایں گویم   مزن ایں پردہ را چاکے کہ دامانِ نگہ تنگ است!

ترجمہ:۔ کیا تو خودی کو پردہ کہتا ہے؟ کہہ! میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ اس پردے کو چاک نہ کر کہ نگاہ کا دامن تنگ ہے۔

تشریح چلو مان لیا تیرے نزدیک خودی ایک پردہ ہے لیکن میری ایک بات دھیان سے سن اس خودی کے پردے کو چاک مت کرنا کیونکہ نگاہ اس کو دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتی اس لئے کہ نگاہ کا دامن تنگ ہے اور وہ اس قدر ظرف نہیں رکھتی کہ اسے دیکھ سکے۔

کہن شاخے کہ زیرِ سایۂ او پر برآوردی   چو برگش ریخت از وے آشیاں برداشتن ننگ است

ترجمہ:۔ وہ پرانی شاخ کہ جس کے زیرِ سایہ تو نے پر نکالے ہیں۔ یہ بات باعث ننگ و عار ہے کہ جب اس کے پتے جھڑ جائیں تو اس سے اپنا گھونسلا اٹھا لیا جائے (جس ملت اسلامیہ کے زیرِ اثر تیری پرورش ہوئی ہے، تیرا فرض بنتا ہے کہ اگر وہ زوال کا شکار ہے تو اس کی شادابی و عروج کے لیے کوشش کرے نہ کہ اس سے اظہارِ بیزاری۔)

تشریح وہ پرانی شاخ جس کے نیچے تو نے اپنے پر نکالے ہیں آج اگر نا موافق موسم کی وجہ سے اس کے پتے گر چکے ہیں تو تیرا اس کی شاخ سے اپنا گھونسلہ اُٹھا لینا انتہائی شرم کی بات ہے۔ یعنی جس ملت اسلامی نے تیری پرورش کی تجھے اپنی اعلیٰ اقدار سے سجایا بنایا اگر آج وہ کسی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے تو اس کا ساتھ چھوڑ دینا نہایت کم ظرفی اور شرم کی بات ہے۔

غزل آں گو کہ فطرت سازِ خود را پردہ گرداند　　چہ آید زاں غزل خوانے کہ با فطرت ہم آہنگ است

ترجمہ:۔ وہ غزل کہہ کہ فطرت اسے اپنے ساز کا پردہ جانے (ایک منفرد غزل کہہ) اس غزل خواں سے کیا حاصل ہوتا ہے جو فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہے؟

تشریح　ایسی غزل کہہ جو فطرت کے ساز کا پردہ ہو اور فطرت اپنے ساز کو تیری غزل سے ہم آہنگ کرے ایسی غزل سے کیا حاصل جو فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ یعنی اپنے آپ میں ایسا کمال پیدا کر کہ "خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے"!

(62)

بگذر از خاور و افسونیِ افرنگ مشو　　کہ نیرزد بجوے ایں ہمہ دیرینہ و نو

ترجمہ:۔ اہلِ مشرق سے بے نیاز ہو جا اور اہلِ مغرب کے جادو کا اثر بھی نہ لے، کیونکہ یہ دونوں پرانے (مشرقی تہذیب) اور نئے (مغربی تہذیب) دو جو کی (معمولی) قیمت بھی نہیں رکھتے (تیرے لیے صرف اور صرف اسلامی تہذیب کو اپنانے میں نجات و کامیابی ہے، اس لیے باقی تمام تہذیبوں سے بے نیاز ہو جا۔)

تشریح　اے مخاطب! مشرقی تہذیب ہو کہ مغربی دونوں سے بے نیاز ہو جا یہ دونوں تیرے کسی کام آنے والی نہیں کیونکہ ان دونوں میں دم خم نہیں۔ تیرے لئے صرف اور صرف اسلامی تہذیب ہے جو تجھے عزت و وقار کی بلندیوں پر لے جانے والی ہے۔ اور تمام تہذیبوں سے بے نیاز کر دینے والی ہے۔

چوں پرکاہ کہ در رہگذرِ باد افتاد　　رفت اسکندر و دارا و قباد و خسرو

ترجمہ:۔ (تمام بڑے بڑے بادشاہ یعنی) سکندرِ اعظم، دارا، قباد اور خسرو سب ہوا کے راستے میں پڑے ہوئے تنکے کی مانند اڑ چکے ہیں۔

تشریح　تمام بڑے بڑے ایرانی بادشاہ جن کی شان و شوکت کا بڑا رعب اور دبدبہ ہوا کرتا تھا سب کے سب ہوا کے راستے میں ایک تنکے کی طرح تھے اور تنکے ہی کی طرح اڑ چکے ہیں اس لیے کہ ان کا تہذیبی ورثہ اور وہ خود ہمیشہ قائم رہنے والی اسلامی تہذیب سے مستفید نہیں تھے۔ اس لئے وہ خود بھی مٹ گئے اور اُن کی وضع کردہ تہذیبی آثار بھی۔

زندگی انجمن آرا و نگہدار خود است　　اے کہ در قافلۂ بے ہمہ شو باہمہ رو

ترجمہ:۔ زندگی بزم سجانے والی اور خودی پر نگاہ رکھنے والی ہے۔ اے قافلے میں شمولیت کرنے

والے! سب سے الگ تھلگ چل اور سب کے ساتھ رہ۔

تشریح زندگی محفل میں رونق پیدا کرنے والی بھی ہے اور خود دار بھی۔ اے قافلے میں شمولیت کرنے والے سب کے ساتھ بھی رہ اور سب سے بے نیاز بھی رہ۔ یعنی خود میں جداگانہ رنگ اور انداز پیدا کر۔

تو فروزندہ تر از مہر منیر آمدۂ آنچناں زی کہ بہر ذرہ رسانی پرتو!

ترجمہ:۔ تو روشن ہے، روشن سورج سے بھی زیادہ روشن ہے۔ اس طرح جی کہ ہر ذرّے تک اپنا پرتو (عکس) پہنچا۔

تشریح دیکھ تو روشن ہے اور تیری روشنی سورج کی روشنی سے بھی کہیں زیادہ ہے لہذا تجھے ایسے جینا چاہیے کہ ایک ایک ذرے تک اپنا عکس پہنچا دے۔ ہر ذرہ کو اپنی روشنی سے روشن کر دے۔ مراد یہ کہ کائنات کے ذرے ذرے کو اپنے تابع کر لے۔

آں نگینے کہ تو با اہرمناں باختۂ ہم بجبریل امینے نتواں کرد گرو

ترجمہ:۔ وہ نگین (دل) کہ جسے تو شیطانوں کے پاس ہار چکا ہے، جبریل امین کے پاس بھی گروی نہیں رکھا جا سکتا تھا (دل صرف اور صرف رب تعالیٰ کی امانت ہے اور تو نے اسے شیطانوں کے سپرد کر دیا ہے، اس پر بہت افسوس ہے۔)

تشریح وہ قیمتی موتی جو تو نے شیطانوں کے ہاتھوں میں دے دیا ہے اور وہ اپنی مرضی سے تجھے جس طرف لگانا چاہیں لگا رہے ہیں تو اپنی دینی اقدار کو بھول چکا ہے افسوس کہ اب اس موتی کو حضرت جبریل امین علیہ السلام کے پاس گروی بھی نہیں رکھا جا سکتا کہ یہ اس قابل ہی نہیں رہا۔

از تنک جامی ما میکدہ رسوا گردید شیشۂ گیر و حکیمانہ بیا شام و برو

ترجمہ:۔ میرے پیالے کی تنگی سے شراب خانہ کی رسوائی ہو گئی۔ مٹکا اُٹھا اور عقل مندوں کی طرح پی، اور اس طرح جا (شریعت و طریقت کے مے خانے میں کوئی کمی نہیں، ہر آدمی کو اس کے ظرف کے مطابق حصہ ملتا ہے۔)

تشریح میرا پیالہ اس قدر چھوٹا اور تنگ تھا کہ اس کی وجہ سے شراب خانے کی بدنامی ہو گئی کہ شاید شراب خانے میں شراب کی کمی ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیونکہ طریقت کا مے خانہ بھرا پڑا ہے۔ اپنا پیالہ اُٹھا اور عقل مندوں کی طرح پی اور آگے نکل جا کیونکہ جس قدر تیرا ظرف تھا

اس قدر شراب ہی تیرا حصہ تھی۔!

(63)

جہانِ رنگ و بو پیدا تو می گوئی کہ راز است ایں یکے خود را بتارش زن کہ تو مضراب و ساز است ایں

ترجمہ:۔ یہ جہانِ رنگ و بو تو ظاہر ہے، لیکن تو کہتا ہے کہ یہ راز ہے۔ ایک دفعہ خود کو اس کی تاروں پر لگا کیونکہ تو مضراب ہے اور یہ ساز ہے۔ (انسان کائنات کا راز کشا ہے، جیسا کہ مضراب تاروں پر پڑے تو اس سے ساز ظاہر ہوتے ہیں۔)

تشریح زمانے کے رنگ اور خوشبو، طور طریقے اور انداز تو تجھ پر ظاہر ہیں حیرت ہے کہ تو یہ کہتا ہے کہ زمانا ایک راز ہے ایک بار اپنے آپ کو جاننے کی کوشش تو کر کہ تو ایک مضراب ہے اس لئے اس جہان کے تاروں کو چھیڑ تو سہی اس ساز سے کیسے کیسے نغمے فضا میں بکھریں گے اور کیا کیا راز کھلیں گے کہ تو خود حیران رہ جائے گا۔

نگاہِ جلوہ بد مست از صفائے جلوہ می لغزد
تو می گوئی حجاب است ایں، نقاب است ایں، مجاز است ایں!

ترجمہ:۔ جلوے میں پوری طرح مست رہنے والی نگاہ، جلوے کی چمک دمک سے لغزش کھا جاتی ہے۔ اس لئے تو کہتا ہے کہ یہ حجاب ہے۔ یہ نقاب ہے۔ یہ مجاز ہے۔

تشریح جلوے میں مست رہنے والی نگاہ تو جلوے کی چمک دمک کے باعث قدم قدم پر پھسل رہی ہے اور تو یہ کہہ رہا ہے یہ حجاب ہے، نقاب ہے اور یہ مجاز ہے ایسا نہیں بلکہ جلوہ اپنے پورے جاہ و جلال سے تیرے سامنے ہے۔

بیا در کش طناب پردہ ہائے نیلگونش را کہ مثلِ شعلہ عریاں بر نگاہِ پاکباز است ایں

ترجمہ:۔ آ! نیلے پردوں (آسمان) کی طنابیں کھینچ۔ پاکباز نگاہ پر یہ شعلہ کی طرح عریاں ہے۔

تشریح آ! آسمان کے نیلے پردے کی طنابیں کھینچ لے کیونکہ اب اس پردے کی ضرورت نہیں رہی اس لئے کہ پاکباز نگاہ پر حقیقت شعلے کی طرح عیاں ہو چکی ہے۔

مرا ایں خاکدانِ من ز فردوسِ بریں خوشتر مقامِ ذوق و شوق است ایں، حریمِ سوز و ساز است ایں

ترجمہ:۔ میرے لئے یہ مٹی کا گھر (دنیا) فردوسِ بریں سے زیادہ اچھا ہے، کیونکہ یہ ذوق و شوق کا مقام ہے اور سوز و ساز کا گھر ہے (جب کہ جنت اس مقام و حال سے خالی ہے۔)

تشریح میرے لئے یہ دنیا فردوسِ بریں سے کہیں زیادہ اچھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دنیا مقامِ ذوق بھی ہے اور مقامِ شوق بھی ہے اس کے علاوہ یہ سوز و ساز کا گھر بھی ہے جبکہ جنت ان دونوں خوبیوں سے محروم ہے۔

زمانے گم کنم خود را، زمانے گم کنم او را زمانے ہر دو را یابم! چہ راز است ایں! چہ راز است ایں!

ترجمہ:۔ ایک وقت وہ ہوتا ہے کہ میں خود کو گم کر دیتا ہوں اور ایک وقت میں اس (محبوب) کو گم کر دیتا ہوں۔ پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ میں دونوں کو پالیتا ہوں۔ بتاؤ! یہ کیا راز ہے؟ بتاؤ! یہ کیا راز ہے۔؟

تشریح ایک وقت تو میں خود کو گم کر دیتا ہوں اور ایک وقت اپنے محبوب کو گم کر دیتا ہوں پھر ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے کہ میں دونوں کو ہی پالیتا ہوں کوئی بتاؤ کہ یہ کیا راز ہے۔ کیونکہ میں ابھی تک اس راز کو نہیں پا سکا۔

(64)

از داغِ فراقِ او در دل چمنے دارم اے لالۂ صحرائی با تو سخنے دارم

ترجمہ:۔ اس کے فراق کے داغ سے میں دل میں ایک چمن رکھتا ہوں۔ اے صحرائی گلِ لالہ! میں (اپنے دل کے گلِ لالہ کے ذریعے) تجھ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔

تشریح اے صحرا کے گلِ لالہ! مجھے تجھ سے ایک بات کہنی ہے اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فراق کے داغوں سے میرا دل باغ بن گیا ہے یعنی وہ داغ داغ نہیں ہیں پھول ہیں۔

ایں آہِ جگر سوزے در خلوتِ صحرا بہ لیکن چہ کنم کارے با انجمنے دارم

ترجمہ:۔ یہ جگر سوز آہ صحرا کی خلوت میں بہتر ہے، لیکن میں کیا کروں کہ میں انجمن سے کام رکھتا ہوں (یہ عشق کی آہ اگر خلوت میں کھینچوں گا تو صرف میرے لیے فائدہ مند ہوگی، اور دستور بھی یہی ہے، لیکن میں صرف اپنے فائدے کا قائل نہیں ہوں، اس لیے میں یہ آہ پوری مسلمان امت کے سامنے اشعار کی صورت میں کھینچ رہا ہوں تا کہ اسے سن کر وہ معبودِ حقیقی تک رسائی حاصل کر لیں اور ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا ہو جائے۔)

تشریح ویسے تو یہ جگر جلا دینے والی آہ صحرا کی تنہائی ہی میں بہتر ہے مگر میں کیا کروں کہ میرا واسطہ انجمن سے آپڑا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سب کا بھلا ہو اور سب میرے افکار سے مستفید ہوں۔

(65)

بہ نگاہِ آشنائے چو درونِ لالہ دیدم ہمہ ذوق و شوق دیدم ہمہ آہ و نالہ دیدم

ترجمہ:۔ جب میں نے شناسائی رکھنے والی نگاہ کے ذریعے گلِ لالہ کے اندر دیکھا تو میں نے اسے سراپا ذوق وشوق دیکھا اور سر بسر آہ و نالہ دیکھا۔

تشریح جب میں نے حقیقت کی نگاہ سے یعنی وہ نظر جو حقیقت کو پہچان سکتی ہے، لالے کے پھول کے اندر دیکھا تو میں نے اسے سر سے لیکر پاؤں تک ذوق وشوق میں ڈوبا ہوا پایا اور اول سے آخر تک آہ و فریادی دیکھا۔

بہ بلند و پستِ عالم تپشِ حیات پیدا چہ دمن چہ تل چہ صحرا رمِ ایں غزالہ دیدم

ترجمہ:۔ جہان کی بلندی اور پستی میں حیات کی حرارت ظاہر ہے۔ کیا وادی، کیا ٹیلہ، کیا صحرا، میں نے ہر جگہ اس ہرنی کو چوکڑیاں بھرتے ہوئے دیکھا ہے۔

تشریح جہاں کی ہر بلندی اور ہر پستی زندگی کی حرارت کا آئینہ ہے۔ میں نے ہر جگہ ہر مقام پر اس ہرنی کو چوکڑیاں بھرتے دیکھا ہے خواہ وہ وادی ہے، کوئی ٹیلہ ہے یا کوئی صحرا ہے۔ زندگی کی حرارت ہر جگہ موجود ہے۔ اس حوالے سے جہان زندگی ہے، کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

نہ بہ ماست زندگانی! نہ زماست زندگانی! ہمہ جاست زندگانی! ز کجاست زندگانی!

ترجمہ:۔ نہ ہی زندگی ہمارے ساتھ ہے۔ نہ ہی زندگی ہم سے ہے۔ زندگی ہر جگہ ہے۔ بتاؤ زندگی کہاں سے ہے۔؟

تشریح لہٰذا یہ بات کہنے میں ہرج نہیں کہ زندگی ہماری وجہ سے نہیں اور نہ ہی زندگی صرف ہمارے ساتھ ہے بس زندگی ہر جگہ موجود ہے اور یہ نہیں بتایا جا سکتا یا اس کا کھوج لگانا ممکن نہیں کہ زندگی کا آغاز کہاں سے ہوا ہے۔

maablib.org

(66)

"غزل"

ایں ہم جہانے، آں ہم جہانے
ایں بیکرانے، آں بیکرانے!

ترجمہ:۔ (انسانی روح کہتی ہے) یہ (دنیا) بھی ایک جہان ہے اور وہ (برزخ) بھی ایک جہان ہے۔ یہ بھی کنارے سے محروم ہے اور وہ بھی لامحدود ہے۔

تشریح دونوں جہان ایک جہان دنیا اور دوسرا جہان آخرت دونوں ہی لامحدود ہیں دونوں کا کوئی کنارہ ہی نہیں یہ کہاں سے شروع ہوتے ہیں اور کہاں پر ختم ہوتے ہیں اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ لہٰذا انسان کا ایسی سوچوں میں غرق ہونا کچھ معنی نہیں رکھتا۔

ہر دو خیالے، ہر دو گمانے
از شعلۂ من موج دخانے!

ترجمہ:۔ دونوں ہی خیال اور دونوں ہی قیاس ہیں۔ دونوں میرے شعلہ کے دھوئیں کی لہریں ہیں۔

تشریح دونوں ہی گمان ہیں اور دونوں ہی خیال ہیں البتہ ایک بات ہے کہ دونوں میرے شعلے کے دھوئیں کی لہریں ہیں۔ یعنی ان کو گرفت میں نہیں لیا جاسکتا اور نہ ہی ان کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

ایں یک دو آنے، آں یک دو آنے
من جاودانے، من جاودانے!

ترجمہ:۔ یہ بھی ایک دو لمحہ کیلئے ہے اور وہ بھی ایک دو لمحے کیلئے ہے۔ میں ہمیشہ رہنے والا ہوں۔ میں ہمیشہ رہنے والا ہوں۔

تشریح دونوں ہی اپنی اپنی جگہ عارضی ہیں کیونکہ ان دونوں کو میرے لئے بنایا گیا ہے میں جو ہمیشہ رہنے والا ہوں ہاں میں ہی ہمیشہ رہنے والا ہوں اور میرے علاوہ باقی جو کچھ ہے سب کچھ چند لمحوں کیلئے ہے۔

ایں کم عیارے، آں کم عیارے
من پاک جانے، نقد روانے!

ترجمہ:۔ یہ کم قیمت و قدر رکھنے والا یا ناقص جہاں ہے اور وہ بھی کم قیمت رکھنے والا اور ناقص جہاں ہے۔ میں ایک پاک جان ہوں۔ میں ایک ایسی نقدی ہوں جو چلتی رہے گی۔

تشریح یہ جہان بھی اپنی قدر و قیمت کے حوالے سے کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور جس جہان کی قدر و قیمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ ناقص ہیں بس میں ہی ایک پاک جان اور ایک ایسی نقدی ہوں جو ہمیشہ چلتی رہے گی۔ یعنی زندگی کا اصل سرمایہ میں ہی ہوں۔

اینجا مقامے، آنجا مقامے
اینجا زمانے، آنجا زمانے

ترجمہ:۔ یہاں میرا مقام ہے اور وہاں میرا مقام ہے۔ یہ بھی وقتی ہے اور وہ بھی وقتی ہے۔

تشریح یہ مقام ہو یا وہ مقام ہو دونوں ہی عارضی ہیں۔ مجھے ان دونوں مقامات پر بس تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے ٹھہرنا ہے۔

اینجا چہ کارم، آنجا چہ کارم؟
آہے، فغانے، آہے، فغانے

ترجمہ:۔ اس جگہ مجھے کیا کام ہے؟ اس جگہ مجھے کیا کام ہے؟ آہیں بھرنا، فریادیں کرنا۔ آہیں بھرنا فریادیں کرنا۔

تشریح لہذا نہ تو اس جگہ میرا کوئی کام ہے اور نہ ہی اُس جگہ یعنی اُس جہان میں میرا کوئی کام ہے مجھے تو بس آہ و فغاں کرنا ہے خواہ میں یہاں پر کروں، خواہ وہاں پر کروں۔ کیونکہ میرا تو کام ہی آہ و فغان کرنا ہے۔

ایں رہزنِ من، آں رہزنِ من
اینجا زیانے، آنجا زیانے

ترجمہ:۔ یہ میرا راہزن ہے اور وہ بھی میرا راہزن ہے۔ اس جگہ بھی نقصان ہے اور اس جگہ بھی نقصان ہے۔

تشریح سچ پوچھو تو یہ دنیا بھی میری لئے راہزنی کا کام کرتی ہے اور وہ دنیا بھی میری راہزن ہے مجھے تو اس جگہ بھی نقصان اُٹھانا پڑ رہا ہے اور اُس جگہ بھی میرا کچھ فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہی نقصان ہے۔

ہر دو فروزم، ہر دو بسوزم ایں آشیانے، آں آشیانے!

ترجمہ:۔ میں دونوں کو منور کرتا ہوں، دونوں کو جلا دیتا ہوں۔ یا آشیانہ ہو، چاہے وہ آشیانہ ہو۔

تشریح میں دونوں کو ہی روشن کرتا ہوں اور پھر اس روشنی سے ان کو جلا دیتا ہوں۔ یعنی یہاں کے آشیانے کو بھی رونق بخشتا ہوں اور پھر اسے جلا دیتا ہوں اور وہاں بھی میں یہی کچھ کرتا ہوں جو یہاں کرتا ہوں۔

(67)

غزل

بہار آمد نگہ می غلطد اندر آتشِ لالہ ہزاراں نالہ خیزد از دلِ پرکالہ پرکالہ!

ترجمہ:۔ بہار آ گئی، نگاہ گلِ لالہ کی آگ میں لوٹ پوٹ ہو رہی ہے۔ ہزاروں نالے برآمد ہو رہے ہیں، میرے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے دل سے۔

تشریح بہار آ گئی اور اس نے اپنے رنگ دکھانے شروع کر دیے میری نگاہ لالے کے سرخ آتش پھول پر فریفتہ ہو رہی ہے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو چکا ہے اور اس کے ہر ٹکڑے سے ہزاروں نالے اُٹھ رہے ہیں۔

فشاں یک جرعہ بر خاکِ چمن از بادۂ لعلے کہ از بیمِ خزاں بیگانہ روید نرگس و لالہ

ترجمہ:۔ چمن کی مٹی پر ایک گھونٹ سرخ شراب کا ڈال، تاکہ گلِ لالہ اور گلِ نرگس خزاں کا ڈر لیے بغیر اُگ آئیں۔

تشریح تجھے چاہیے کہ چمن کی مٹی پر چند قطرے سرخ شراب کے ڈال دے تاکہ لالے کے سرخ پھول اور نرگس کے پھول بغیر کسی خزاں کے خوف کے اُگ آئیں۔ یعنی وہ اور یقین کے ساتھ اُگ آئیں انہیں یہ ڈر نہ ہو کہ جونہی وہ اُگیں گے انہیں خزاں آ لے گی۔

جہانِ رنگ و بو دانی و لے دل چیست می دانی؟ مہے کز حلقۂ آفاق سازد گرد خود ہالہ!

ترجمہ:۔ اس رنگ اور خوشبو والے جہان کو تو جانتا ہے، لیکن دل کیا ہے؟ کیا تو جانتا ہے؟ دل ایک ایسا چاند ہے جو اپنے گرد آفاق کا ہالہ بناتا ہے۔

تشریح تو اس دنیا کو تو جانتا ہے جو رنگ اور خوشبو سے بنی ہوئی ہے لیکن کیا تو یہ جانتا ہے کہ دل کیا ہے؟ آ میں تجھے بتاؤں کہ دل کیا ہے، دل ایک ایسا چاند ہے۔ جو حلقۂ آفاق سے اپنے گرد ہالہ بناتا ہے۔

(68)

صورت گرے کہ پیکر روز و شب آفرید از نقش این و آں بہ تماشائے خود رسید

ترجمہ:۔ وہ صورت گر (خالق) کہ جس نے دن اور رات کے پیکر تخلیق کئے ہیں۔ وہ اس اور اس نقش سے اپنی جلوہ گری تک پہنچا ہے (تخلیق کائنات کے اس فلسفہ کی طرف اشارہ ہے کہ پہلے سوائے خدا کے کچھ نہ تھا۔ اس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو اس نے کائنات پیدا کر دی۔)

تشریح خالق کون و مکاں نے رات اور دن پیدا کئے اور ان کے ذریعے اپنی صفات کے جلوے دیکھے مالک کائنات نے اپنے آپ کو پہچاننے کیلئے کائنات کی تخلیق فرمائی۔

صوفی! بروں ز حجرۂ تاریک پا بنہ فطرت متاع خویش بسوداگری کشید!

ترجمہ:۔ اے صوفی! اپنے تاریک حجرہ سے باہر قدم رکھ۔ فطرت نے اپنی متاع کو سوداگری کے لئے لا رکھا ہے۔

تشریح اے تاریک خانقاہوں کے حجروں میں بسنے والے صوفی، ان سے باہر آ اور دیکھ کہ فطرت نے اپنی تمام متاع بازار میں لا کر سجادی ہے۔ یعنی تو اگر صوفی ہے تو خود سے اور گرد پھیلائے ہوئے اندھیروں سے نکل تیرا مقام یہ نہیں کہ تو خانقاہوں پر بیٹھا رہے اپنے آپ کو صوفی ثابت کر اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق ڈھال۔

صبح و ستارہ و شفق و ماہ و آفتاب بے پردہ جلوہ ہا بنگاہے تواں خرید!

ترجمہ:۔ صبح، ستارہ، شفق، چاند اور سورج، ان تمام بے پردہ نظاروں کو ایک نگاہ سے خریدا (مسخر کیا) جا سکتا ہے۔

تشریح اگر تو اپنی صلاحیتوں کا ادراک کرلے اور جان لے کہ قدرت نے تجھے کن کن اوصاف سے نوازا ہوا ہے تو تیری ایک نگاہ صبح، ستارہ، شفق کی لالی، چاند اور سورج ان تمام مظاہر جو تجھے دکھائی دے رہے ہیں ان سب کو اپنے تابع کر سکتا ہے۔

چونکہ قدرت نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اس لئے یہ تمام چیزیں اسی کی سہولت کیلئے تخلیق فرمائیں ان سے فائدے حاصل کرنا انسان کا کام ہے جس کیلئے جدوجہد مسلسل اور سرگرم عمل رہنا شرط ہے جو اسے پوری کرنا ہے۔

(69)

باز ایں عالم دیرینہ جواں می بائست برگ کاہش صفت کوہ گراں می بائست

ترجمہ:۔ اس عالم دیرینہ (بوڑھے جہان) کو پھر سے جوان ہونا چاہیے۔ اس کے تنکے کو بھاری پہاڑ کی مانند ہونا چاہیے۔

تشریح شاعر کا خیال ہے کہ جب یہ عالم جو بوڑھا ہو چکا ہے، جوان ہوگا تب اس کے تنکے بھی پہاڑوں کی طرح بھاری ہوتے ہوں گے۔ لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ اس عالم کو پھر سے جوان ہونا چاہیے تاکہ اس کے تنکے بھاری بھاری پہاڑوں کی طرح ہو جائیں۔

کفِ خاکے کہ نگاہِ ہمہ بیں پیدا کرد در ضمیرش جگر آلودہ فغاں می بائست

ترجمہ:۔ خاک کی مٹھی (جسم) کہ جس نے ہر چیز کو دیکھنے کی آنکھ (طاقت) پیدا کی ہے، اس کے دل میں خون سے آلودہ فریاد (عشق و محبت) بھی ہونی چاہیے۔

تشریح یہ آدم جس کو ہر شے کو دیکھنے کی طاقت ہے کیونکہ اس کے پاس وہ آنکھ موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے دل میں خون سے بھری ہوئی فریاد بھی تو ہونی چاہیے جو عشق کی ترجمان ہو۔ یعنی صرف دیکھنے والی آنکھ ہی نہیں درد محسوس کرنے والا دل بھی ہونا چاہیے تاکہ آدم اپنی تکمیل کی منازل طے کرنے میں کامیاب ہو سکے۔

ایں مہ و مہر کہن راہ بجائے نہ برند انجم تازہ بہ تعمیرِ جہاں می بائست

ترجمہ:۔ یہ پرانے چاند اور سورج کسی منزل پر نہیں پہنچاتے۔ جہان کی تعمیر کیلئے کوئی نیا ستارہ ہونا چاہیے۔

تشریح یہ پرانے چاند اور سورج انسان کو کہیں نہیں پہنچا سکتے۔ لہٰذا جہان کی تعمیر کیلئے نئے ستاروں کا ہونا ضروری ہے مراد یہ کہ نوجوان نسل کو آگے بڑھنا ہوگا تاکہ ترقی کی منازل کو حاصل کیا جا سکے۔ اس وقت قوم کو بلند حوصلوں، اور جوانمردی کے ساتھ سرگرم عمل اور مسلسل جدوجہد کرنے والی کی ضرورت ہے۔

ہر نگارے کہ مرا پیش نظر می آید خوش نگارے است و لے خوشتر ازاں می بائست

ترجمہ:۔ ہر وہ حسین جو میری نظروں کے سامنے آتا ہے، اچھا حسین ہے، لیکن اس سے بھی زیادہ اچھا ہونا چاہیے۔

تشریح ہر وہ خوبصورت سے خوبصورت اور حسین جو میری نظروں کے سامنے آتا ہے، بلاشبہ بہت

حسین ہے لیکن میں اس سے بھی زیادہ حسن و جمال کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہوں۔

گفت یزداں کہ چنیں است و دگر ہیچ مگو گفت آدم کہ چنیں است و چناں می بایست!

ترجمہ:۔خدا نے (آدمی سے) کہا کہ ایسا ہی ہے اور تم کچھ اور نہ کہو۔آدمی نے کہا کہ (ٹھیک ہے) یہ ایسی ہے، یہ ویسی چاہیے (انسان دنیا میں اپنے مطابق تبدیلیاں لانا چاہتا ہے۔)

تشریح اللہ تعالیٰ نے کائنات کو انسان کیلئے تخلیق فرمایا۔اور اسے کہا یہ ہے کائنات اور ٹھیک ہے اس میں کسی ردوبدل کی ضرورت نہیں لیکن اللہ ہی کے پیدا کئے ہوئے انسان نے کہا ٹھیک ہے لیکن میں اپنے مطابق اس میں تبدیلیاں لانے کا خواہش مند ہوں۔یعنی جو ہے سو ہے لیکن اسے یوں نہیں یوں ہونا چاہیے۔

(70)

لالۂ ایں گلستاں داغ تمنائے نداشت نرگس طناز او چشم تماشائے نداشت

ترجمہ:۔اس گلستان کا گل لالہ تمنا کا داغ نہ رکھتا تھا۔اس گلستان کی شوخ و بیباک نرگس دیکھنے والی آنکھ نہ رکھتی تھی۔

تشریح اس دنیا کے لالے کا پھول کے دل میں تمنا کا داغ موجود نہیں تھا۔اس کی کوئی آرزو نہیں تھی اور نہ ہی اس دنیا کی شوخ اور بے باک نرگس (نرگس کے پھول کو آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے) دیکھنے والی آنکھ رکھتی تھی۔یعنی ماضی میں ایسا تھا۔

خاک را موج نفس بود و دلے پیدا نبود زندگانی کاروانے بود و کالائے نداشت

ترجمہ:۔مٹی (بدن انسانی) میں سانس کی موج تو تھی لیکن اس کے اندر دل پیدا نہیں ہوا تھا۔زندگی ایک کارواں ہے لیکن کوئی ساز و سامان نہ رکھتی تھی۔

تشریح مٹی کے بدن یعنی انسان سانس تو لے رہا تھا، زندہ تو تھا لیکن اس کے سینے میں درد کو محسوس کرنے والا اور عشق و محبت سے بھرا ہوا دل موجود نہیں تھا۔یعنی جو دل تھا وہ ان خصوصیات سے محروم تھا، جس کی وجہ سے زندگی گزر تو رہی تھی مگر کسی ہنگامے، حرارت اور خواہش کے بغیر۔

روزگار از ہائے و ہوئے میکشاں بیگانہ باده در مینائش بود و باده پیمائے نداشت

ترجمہ:۔زمانہ مے کشوں کی ہائے وہوئے سے بیگانہ تھا۔اس کی صراحی میں شراب تو تھی لیکن پیانہ بھرنے والا کوئی نہ تھا۔

تشریح اس جہان میں سے کسوں یعنی جینے والوں میں کوئی شور و غوغا اور نہ ہی کوئی ہنگامہ موجود تھے لہذا یہ زندگی گزارنے والے تو تھے لیکن ان کی زندگیوں میں ہلچل پیدا کرنے والا کوئی نہ تھا۔ زندگی جو ایک ہلچل کا نام ہے اور کچھ کر دکھانے کا عمل ہے، موجود تھی لیکن زندگی کو کیسے گزارنا ہے یہ بتانے والا کوئی نہ تھا شراب ہوتے ہوئے بھی ان کے پیالوں میں شراب ڈالنے والا کوئی نہ تھا۔

برقِ سینا شکوہ سنج از بے زبانی ہائے شوق ہیچ کس در وادیٔ ایمن تقاضائے نداشت!

ترجمہ:۔ وادیٔ سینا کی بجلی شوق کی بے زبانی سے شکوہ کر رہی تھی۔ وادیٔ ایمن میں کوئی نہیں جو دیدار کا تقاضا کرے (سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دیدارِ الٰہی کی خواہش کرنے کی طرف اشارہ ہے۔)

تشریح سینا کی بجلی کو شوق کے بے زبان ہونے کا شکوہ تھا۔ اس لئے کہ ایمن کی وادی میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی تجلی کو دیکھنے کی خواہش رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ سے اُس کے دیدار کا تقاضا کرے۔

عشق از فریادِ ما ہنگامہ ہا تعمیر کرد ورنہ ایں بزمِ خموشاں ہیچ غوغائے نداشت!

ترجمہ:۔ عشق نے ہماری فریاد سے بہت سے ہنگامے تعمیر کئے۔ ورنہ یہ خاموش بزم کوئی غوغا (شور یا ہنگامہ) نہیں رکھتی تھی۔

تشریح یہ عشق ہی تھا کہ جس نے ہماری فریاد سے ان گنت ہنگامے بنائے اور اسی عشق کی بدولت اس چپ چاپ کائنات میں شور اور ہنگامے پیدا ہوئے ورنہ تو یہ کائنات بالکل خاموش تھی ۔عشق نے ہی ہماری فریاد سے پیدا کئے گئے ہنگاموں سے کائنات کو سنوارا اور سجایا بنایا۔

(71)

ہنگامہ را کہ بست دریں دیر دیر پائے؟ زناریانِ او ہمہ نالندہ ہم چو نائے!

ترجمہ:۔ اس پرانے مندر (جہان) میں ہنگامے کس نے بپا کئے؟ زنار پہننے والے پجاری (خالص دنیا دار) سب کے سب بانسری کی مانند رو رہے ہیں۔

تشریح اس پرانے مندر (جہان) میں ہنگامے کس نے پیدا کئے سب کے سب پجاری پریشان ہیں اور بانسری کی طرح رو رہے ہیں (یہ دنیادار عشقِ حقیقی اور عرفان سے یکسر بیگانہ ہیں لہذا یہ حقائق اور حق سے دور رہنے میں خوش ہیں یا اس زندگی سے واقف ہی نہیں اور نہ ہی

واقف ہونا چاہتے ہیں جو اصل زندگی جو عشق حقیقی + آرزو + جہد مسلسل کا مرقع ہے۔)

در بنگۂ فقیر و بکاشانۂ امیر غمہا کہ پشت را بجوانی کند دوتاے

ترجمہ:۔ غریب کی جھونپڑی میں اور امیر کے محل میں غم ہیں کہ جو پیٹھ کو جوانی میں دہرا کر دیتے ہیں۔

تشریح لہٰذا یہاں غریب اور امیر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ دکھوں میں گھرے ہوئے ہیں کیونکہ وہ اصل زندگی سے آشنا ہونا ہی نہیں چاہتے غریب جھونپڑی کو لے کر پریشان ہے اور امیر محل میں بے سکونی کا شکار اس لئے یہاں کی جوان نسل بھی بھرپور جوانی میں ہی نقاہت، کمزوری اور بڑھاپے کا شکار ہے۔

درماں کجا کہ درد بدرماں فزوں شود دانش تمام حیلہ و نیرنگ و سیمیاے

ترجمہ:۔ علاج کہاں ہے؟ کہ علاج سے تو درد اور بڑھ جاتا ہے، عقل تمام کی تمام حیلہ ہے، شعبدہ ہے اور نظروں کو فریب دینے والا جادو ہے۔

تشریح علاج کہاں ہے اگر یہ اس درد کا علاج کرتے ہیں تو درد مزید بڑھ جاتا ہے۔ عقل کو استعمال کرتے ہیں جو ایک دھوکا اور دلائل میں وقت ضائع کرنے کا بہانہ ہی نہیں بلکہ آنکھوں کے سامنے رکھی شے سے بھی دھوکا ہونے لگتا ہے۔ عقل کے پاس یقین نہیں یقین صرف دل کے پاس ہے اس لئے اس کا علاج بھی دل کے پاس ہے اور دل ان کے پاس نہیں۔

بے زورِ سیل کشتیٔ آدم نمی رود ہر دل ہزار عربدہ دارد بہ ناخداے

ترجمہ:۔ سیلاب کے زور کے بغیر آدمی کی کشتی نہیں چلتی۔ ہر دل کشتی کے ملاح کے ساتھ ہزار طرح کی جنگ رکھتا ہے۔

تشریح آدمی کی کشتی سیلاب کے زور کے بغیر آگے نہیں بڑھتی اس لئے کہ ہر دل کشتی چلانے والے سے ہزار طرح کے جھگڑے رکھتا ہے۔ لہٰذا اس زندگی کی کشتی کو آگے بڑھانے کیلئے سیلاب کا ساز و ضروری ہے۔

از من حکایتِ سفرِ زندگی مپرس در ساختم بدرد و گزشتم غزلسراے

ترجمہ:۔ سفرِ زندگی کے متعلق مجھ سے ہرگز کچھ نہ پوچھ، میں نے رنج و غم سے موافقت کر لی اور غزل گاتا ہوا گزرتا گیا۔

تشریح زندگی کے سفر کے متعلق کیا بتاؤں کہ زندگی سفر کا کیا ماجرہ ہے۔ بس میں نے رنج و غم کو اپنا

لیا ہے اور گیت گاتا چلا جا رہا ہوں مراد یہ کہ زندگی رنج وغم کے سوا اور کچھ نہیں لہذا جب تک زندگی ہے اسے نبھانا ہی ہوگا اس لئے جو کچھ زندگی عطا کرتی ہے اُسے صبر شکر سے قبول کر لینے میں ہی عافیت ہے۔

آمیختم نفس بہ نسیم سحر گہی! گشتم دریں چمن بہ گلاں نانہادہ پائے

ترجمہ:۔ میں نے اپنے سانسوں کو صبح کی نسیم میں ملا دیا اور اس چمن میں پھولوں پر پاؤں آئے بغیر خوب گھوما پھرا۔

تشریح میں نے اپنی سانسوں کو صبح کی نرم ہوا جو پھول کھلاتی ہے اُس کے ساتھ ملا دیا ہے۔ یعنی میرے سانس بھی اب نسیم صبح کے ساتھ اُس کے کاموں میں مددگار ہیں۔ اس لئے میں بھی نسیم صبح کی طرح چمن کے پھولوں پر اپنا پاؤں رکھے بغیر سارے چمن میں اِدھر اُدھر گھوم پھر رہا ہوں۔

از کاخ و کو جدا و پریشان بکاخ و کوے کردم بچشم ماہ تماشاے ایں سرائے!

ترجمہ:۔ کاخ (محلات) اور کو (گلی وکوچے) سے الگ ہو جا، کاخ وکو (گھروں اور گلی کوچوں) میں پریشان رو کر جی۔ میں نے اس جہان کا تماشا چاند کی طرح کیا ہے۔

تشریح میں چاند کی آنکھ سے اس دنیا کا نظارہ کر رہا ہوں لہذا میں محلوں اور گلی کوچوں سے دور بہت دور ہوں لیکن میں اپنی چاندنی ان سب پر بکھرا رہا ہوں۔ مراد یہ کہ اگرچہ میں اپنے وطن سے دور ہوں لیکن اپنے وطن کو روشنی ضرور پہنچا رہا ہوں میرا فن میرے وطن کے لوگوں کیلئے ہمہ وقت شادابیوں کا پیغام ہے۔

(72)

اے لالہ اے چراغ کہستان وباغ وراغ در من نگر کہ میدہم از زندگی سراغ

ترجمہ:۔ اے گل لالہ! اے کہستان کے چراغ! اے باغ اور سبزہ زار کے پھول! تو مجھ میں جھانک! کہ میں تجھے زندگی کے اسرار سے آگاہ کروں۔

تشریح اے لالے کے پھول، تو پہاڑوں کا چراغ ہے۔ تیری روشنی پہاڑوں کی وادیوں کو روشن رکھتی ہے۔ اے باغ اور سبزہ زار کے پھول، تو باغ کی رونق ہے اور سبزہ زار کے ماتھے کا جھومر لیکن تم دونوں ہی زندگی کے اصل راز سے واقف نہیں ہو۔ یہ راز میرے وجود میں چھپا ہوا ہے آؤ اور مجھ میں جھانک کر دیکھو یہ کیا راز ہے تم پر کھل جائے گا۔

ما رنگ شوخ و بوے پریشیدہ نیستیم ما ئیم آنچہ میرود اندر دل و دماغ

ترجمہ:۔ ہم شوخ رنگ اور پریشان خوشبو نہیں ہیں۔ ہم تو وہ ہیں جو کچھ ہمارے دل اور دماغ میں ہوتا ہے (ہم نائب حق، خلیفۃ اللہ علی الارض ہیں۔)

تشریح نہ تو ہم شوخ رنگوں سے سجے ہوئے ہیں اور نہ ہی خوشبو کی طرح اس دنیا میں بکھرے ہوئے ہیں دراصل ہم وہ ہیں جو کچھ ہمارے دل اور دماغ میں خاکہ بنا ہوا ہے۔ اور وہ خاکہ یہ ہے کہ ہم اس زمین پر اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں۔

مستی ز بادہ می رسد و از ایاغ نیست ہر چند بادہ را نتواں خورد بے ایاغ

ترجمہ:۔ مستی شراب سے حاصل ہوتی ہے، پیالہ سے نہیں۔ حالانکہ شراب کو پیالے کے بغیر نہیں پیا جا سکتا۔

تشریح مستی کبھی خالی پیالے سے حاصل نہیں ہوتی مستی تو شراب سے حاصل ہوتی ہے۔ حالانکہ شراب کو پیالے کے بغیر نہیں پیا جا سکتا۔ لہٰذا دونوں شراب اور پیالے کو لازم و ملزوم کہا جا سکتا ہے۔

داغے بسینہ سوز کہ اندر شب وجود خود را شناختن نتواں جز باین چراغ

ترجمہ:۔ سینے کے داغ کو روشن کر کیونکہ وجود (انسانیت کے وجود) کی رات میں اس چراغ کے بغیر خودی شناخت ممکن نہیں۔

تشریح اپنے سینے کے داغ کے چراغ کو روشن کرنا ضروری ہے سوائے روشن کر اس لئے کہ وجود کی تاریکی میں اس چراغ کے بغیر اپنی شناخت ممکن نہیں اور یہ داغ عشق کے بغیر ہاتھ آنے والا نہیں۔

اے موج شعلہ سینہ بباد صبا کشاے شبنم مجو کہ میدہد از سوختن فراغ

ترجمہ:۔ اے شعلہ کی موج! سینے کو باد صبا کے لیے کشادہ کر دے (اے انسان! خوب جدوجہد کر)۔ شبنم (تن آسانی) کی تلاش نہ کر کہ جو جلنے کے عمل کو روک دیتی ہے۔

تشریح اے شعلے کی موج!! اپنے سینے کو صبح کی ہوا کیلئے کھول دے تاکہ اس ہوا سے تیری آگ اور بھڑکے زیادہ سے زیادہ پھیلے۔ دیکھ شبنم کی خواہش نہ کرو وہ تو تجھے بجھا دے گی اور سوز سے بیگانہ کر دے گی۔

(73)

من بندۂ آزادم، عشق است امامِ من عشق است امامِ من، عقل است غلامِ من

ترجمہ:۔ میں آزاد بندہ ہوں، عشق میرا امام ہے۔ عشق میرا امام ہے، عقل میری غلام ہے۔

تشریح میں آزاد بندہ ہوں (یادرہے کہ آزادی مسلمان کی شان ہے اس لئے ساری دنیا اس کا وطن ہے) اور عشق میرا ہادی اور پیشوا ہے۔ میرا امام ہے۔ عقل جو دلائل اکٹھے کرنے میں وقت کا زیاں کرتی رہتی ہے۔ اس کی حیثیت میرے غلام جیسی ہے۔ کہ یہ عشق کے شاہانہ انداز کو پہنچنے سے ہمیشہ قاصر رہی ہے۔

ہنگامۂ ایں محفل از گردشِ جامِ من ایں کوکبِ شامِ من، ایں ماہِ تمامِ من

ترجمہ:۔ اس محفل کا ہنگامہ میرے جام (دل) کی گردش کے سبب سے ہے، یہ (میرا دل) میری شام کا ستارہ اور میرا چودھویں کا چاند ہے۔

تشریح میرے ہی جام (دل) کی گردش ہے جو اس محفل (کائنات) میں رونق اور ہنگامے بپا کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا میرا یہی جام میری شام کا ستارہ ہے اور یہی میرے لئے چودھویں کے چاند کا وجود رکھتا ہے۔ کیونکہ کائنات میں ہنگاموں کا سبب یہی دل ہے۔

جاں در عدم آسودہ بے ذوقِ تمنا بود مستانہ نواہا زد در حلقۂ دامِ من

ترجمہ:۔ تمنا کے ذوق سے محروم جان عدم میں آسودہ خاطر تھی۔ میرے جال کے حلقہ میں اس نے مستانہ نوائیں (نغمے) پیدا کردیں۔

تشریح زندگی عدم میں تمنا کے ذوق سے محروم ہونے کی وجہ سے بڑے سکون سے تھی میں نے جال پھینکا اور یہ میرے جال میں پھنس گئی۔ اب اس نے مستانوں کی طرح مستی کے گیت گانے شروع کردیے ہیں یعنی عشق نے زندگی کو نئی زندگی عطا کردی اور وہ اپنی خوبیوں سے واقف ہونا شروع ہوگئی۔

اے عالمِ رنگ و بو، ایں صحبتِ ما تا چند مرگ است دوامِ تو عشق است دوامِ من!

ترجمہ:۔ اے عالمِ رنگ و بو۔ ہمارا یہ ساتھ کب تک رہے گا؟ تیرا دوام تیری موت ہے اور میرا دوام عشق ہے۔

تشریح اے رنگ و بو کی دنیا اے کائنات ہم کب تک ایک دوسرے کے ساتھ چل سکیں گے۔ ہمارا یہ ساتھ کب تک رہ سکے گا جبکہ تیری ہمیشگی اس میں ہے کہ تیری موت واقع ہوجائے اور تو مٹ

جائے اور میری ہمیشگی کا دارومدار عشق پر ہے جو ہمیشہ ہمیش ہے۔ جسے فنا نہیں۔

پیدا بضمیرم او، پنہاں بضمیرم او ... این است مقامِ او، دریاب مقامِ من!

ترجمہ:۔ وہ میرے ضمیر میں ظاہر بھی ہے، وہ میرے ضمیر میں پنہاں بھی ہے (رب تعالیٰ کی قدرتیں تمام جہان میں جلوہ گر ہیں) یہ اس کا مقام ہے، تو تُو (اے مخاطب!) میرا (عاشقِ حقیقی کا) مقام پانے کی کوشش کر۔

تشریح: وہ یعنی محبوبِ حقیقی میرے باطن میں بھی موجود ہے اور میرے باہر میرے اطراف میں بھی موجود ہے۔ یعنی وہ ہر جگہ ہر مقام پر جلوہ گر ہے اور یہ اسی کی شان ہے اور اُسی کا مقام ہے اب ایک عاشق جو اپنے محبوبِ حقیقی سے قربان ہونے کو تڑپ رہا ہے اُس کا کیا مقام ہے اسے تو خود جاننے کی کوشش کر۔

(74)

کم سخن غنچہ کہ در پردۂ دل رازے داشت ... در ہجومِ گل و ریحاں غمِ دمسازے داشت

ترجمہ:۔ کم بولنے والا غنچہ کہ جو اپنے دل کے پردے میں ایک راز چھپائے ہوئے ہے۔ یہ غنچہ گلاب کے پھولوں اور ریحان (نرم و خوشبودار گھاس) کے ہجوم میں کسی دوست کا غم رکھتا تھا۔

تشریح: کم سخن کلی اپنے دل کے اندر ایک راز چھپائے ہوئے خاموش تھی۔ اور نرم خوشبودار گھاس اور پھولوں کے ہجوم میں سے کوئی اس کا ہمدم نہ تھا جس کا اُسے بہت دکھ تھا۔

محرمے خواست ز مرغِ چمن و بادِ بہار ... تکیہ بر صحبتِ آں کرد کہ پروازے داشت!

ترجمہ:۔ وہ چمن کے پرندے اور بہار کی ہوا سے ایک محرم چاہتا ہے۔ ان کی صحبت پر اس نے اس لئے بھروسہ کیا کہ وہ اُڑنا جانتے تھے (جن پر اس نے بھروسہ کیا وہ بالا خر اڑ گئے اور یہ اکیلے کا اکیلا رہ گیا۔)

تشریح: پھر اس نے چمن کے پرندے اور بہار کی ہوا سے دوستی کی توقع رکھی۔ اور اُن کی صحبت پر بھروسا کیا لیکن یہ دونوں ہی پرواز کر جانے والے تھے اور بے چاری اپنی آواز دبا کر بیٹھنے والی کلی اپنی تنہائی میں ہی اپنی عمر پوری کر گئی۔

(75)

خود را کنم سجودے، دیر و حرم نماندہ ... ایں در عرب نماندہ، آں در عجم نماندہ

ترجمہ:۔ میں (خود اپنے سامنے جھکتا ہوں) "خود" کو اپنا رہبر مانتا ہوں، کیونکہ مندر اور مسجد دونوں باقی

نہیں رہے۔ مسجد عرب میں نہیں رہی اور مسند عجم میں نہیں رہا۔ (مجھے عرب و عجم میں لائق اتباع جب کوئی نظر نہ آیا تو میرے لیے سوائے اس کے اور کیا چارہ ہے کہ میں خود ہی اپنا راہبر بن جاؤں اور جو کچھ مجھے اسلاف سے ملا ہے یا میرا ضمیر مجھے کہتا ہے اس کی اتباع کروں۔)

تشریح میں خود اپنے سامنے جھکتا ہوں اور اپنے آپ کو اپنا راہبر جانتا ہوں یعنی میں اپنی ہر بات مانتا ہوں اور یہ مجھے اس لئے کرنا پڑ رہا ہے کہ نہ تو اب عرب میں حرم یعنی مساجد باقی ہیں یعنی جو مساجد ہیں وہ مسلمانوں کی تربیت گاہ نہیں اور جو عجمی بت خانے ہیں وہ بتوں کی پوجا کرنے والوں کیلئے نہیں رہے یعنی میں بے راہ روی کا شکار ہوں۔

در برگ لالہ و گل آں رنگ و نم نماندہ در نالہ ہائے مرغاں آں زیر و بم نماندہ

ترجمہ:۔ لالہ اور گلاب کے پھولوں کی پتیوں میں وہ رنگ نہیں رہا، چمن کے پرندوں کی فریادوں میں بھی وہ اتار چڑھاؤ نہیں رہا۔

تشریح اب لالے اور گلاب کے پھولوں کی پتیوں میں وہ رنگ موجود نہیں جو دلوں کو لبھانے والے تھے یعنی وہ خوبصورتی نہیں رہی جو دل کھینچ لیا کرتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ چمن کے پرندوں کی فریادوں میں بھی وہ پہلے جیسا جوش و خروش اور درد موجود نہیں۔ جو دوسروں پر اثر انداز ہو اسلئے جو تبدیلی وارد ہو رہی ہے وہ غیر مناسب اور غیر موافق ہے۔

در کارگاہِ گیتی نقشِ نوی نہ بینم شاید کہ نقشِ دیگر اندر عدم نماندہ

ترجمہ:۔ میں نہیں دیکھتا کہ کائنات میں کوئی نیا نقش (مثبت انقلاب) اُبھرے گا۔ شاید کہ "عدم" میں کوئی اور نقش نہیں رہا۔

تشریح مجھے تو دور دور تک دکھائی نہیں دے رہا کہ اب کائنات میں کوئی نیا نقش اُبھرے اور کائنات میں مثبت تبدیلی لانے کا موجب بنے ہو سکتا ہے کہ اب عدم کے جہان میں کوئی اور نقش ہی موجود نہ ہو اور اسی وجہ سے میں تاحال پُر اُمید نہیں ہوں۔

سیارہ ہائے گردوں بے ذوقِ انقلابے شاید کہ روز و شب را توفیقِ رم نماندہ

ترجمہ:۔ آسمان کے سیارے انقلاب کے ذوق سے محروم ہیں۔ شاید کہ دن اور رات حرکت کی توفیق سے محروم ہیں۔ (دنیا میں انقلاب برپا کرنے والے مسلمان پسماندہ حال ہیں یہی وجہ ہے کہ کائنات بھی انقلابات سے محروم ہوتی جا رہی ہے۔)

تشریح آسمان کے سیاروں کی تبدیلی اور گردش سے انقلاب نہیں آیا کرتے اس لئے کہ وہ

بیدار ے انقلاب کے ذوق سے ہی محروم ہیں یا شاید دن رات اپنے پرانے راستے سے ہٹنے کو تیار نہیں۔ مراد یہ کہ مسلمان غیر قوموں کے ہتھے چڑھ جانے کی وجہ سے پسماندہ ہیں اور تا حال انقلاب برپا نہیں کر سکتے۔ لیکن بہت جلد یہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

بے منزل آرمیدند پا از طلب کشیدند شاید کہ خاکیاں را در سینہ دم نماندہ

ترجمہ:۔ (انسان) منزل کی فکر کئے بغیر آرام کرتے رہے اور انہوں نے منزل کی طلب کیلئے قدم نہیں اٹھائے۔ شاید مٹی کے بنے ہوئے انسانوں کے اندر دم باقی نہیں رہا۔

تشریح انسان کو منزل کی فکر ہی نہیں رہی اس لئے اس نے منزل کے حصول کیلئے نہ کوئی راستہ اپنایا اور نہ ہی قدم بڑھائے شاید اب اس انسان میں دم خم باقی نہیں رہا کہ اس کی ہمت جواب دے چکی ہے کہ اسے منزل کے حصول کا خیال تک نہیں آتا۔

یا در بیاضِ امکاں یک برگِ سادہ نیست یا خامۂ قضا را تابِ رقم نماندہ!

ترجمہ:۔ یا تو امکان کی بیاض (امکان کے اوراق) میں کوئی سادہ برگ (سادہ ورق) نہیں رہا۔ یا پھر قضا و قدر کے قلم میں لکھنے کی طاقت باقی نہیں رہی۔

تشریح مجھے کچھ یوں لگ رہا ہے۔ یا تو امکانات کی بیاض میں کوئی سادہ ورق ہی نہیں رہا جس پر کچھ لکھا جا سکے یا پھر قضا و قدر کے قلم میں لکھنے کی ہمت باقی نہیں رہی کہ سادہ ورق ہونے کے باوجود وہ کچھ لکھنا نہیں چاہتا۔

ہندوستان کے مسلمانوں کی حالت زار اس قدر تکلیف دہ ہے کہ سوجھتا ہی نہیں اور اگر سوجھتا بھی ہے تو حالات کی وجہ سے ناقابل عمل ہے کیونکہ مسلمان الگ الگ فرقوں میں بٹ چکے بلکہ فرد فرد ہو گئے اور اپنی طاقت کھو بیٹھے۔ اپنی شان و شوکت کو بھول بیٹھے۔

○○○

maablib.org

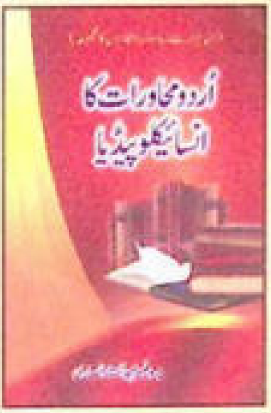

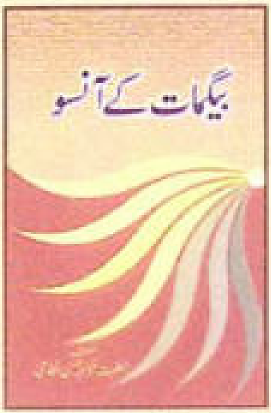

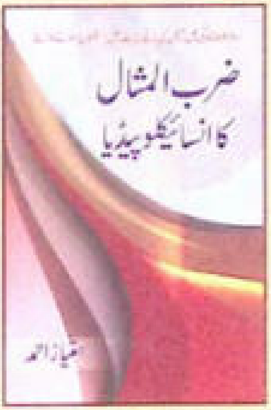

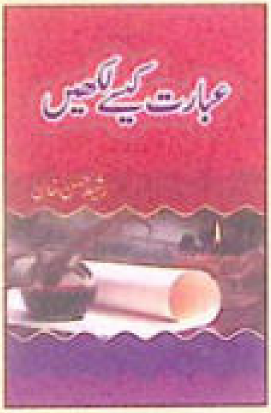

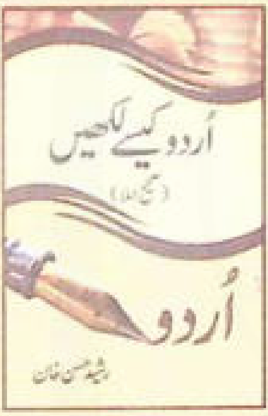

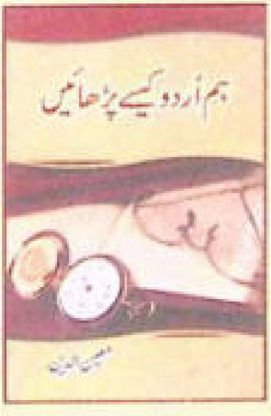

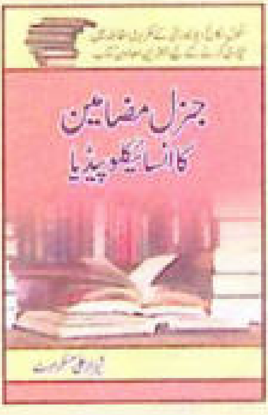

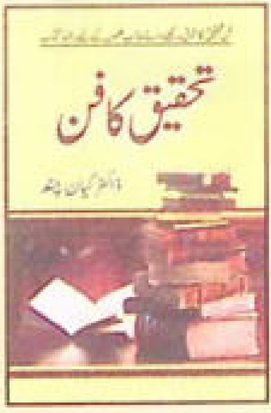

عبداللہ اکیڈمی
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور